تفہیم کتاب وسنت

6

کتاب الزکاۃ

زکوٰۃ کی فرضیت واہمیت، طریقہ ادائیگی، مصارف
صدقۂ فطر، نفلی صدقات اور گداگری کی مذمت کا بیان

مکتبۃ الفہیم
MAKTABA AL-FAHEEM-MAU

زکوٰۃ کی کتاب

2.5%

تالیف و تخریج
حافظ عمران ایوب لاہوری حفظہ اللہ

از تحقیق وافادات
علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

مکتبۃ الفہیم
مئوناتھ بھنجن یوپی

Www.IslamicBooks.Website

مکتبۃ الفہیم
مئوناتھ بھنجن یوپی

تفہیم کتاب وسنت

(6)

کتاب الزکاۃ

زکوٰۃ کی کتاب

تالیف و تخریج
حافظ عمران ایوب لاہوری حفظہ اللہ

از تحقیق وافادات
علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

مکتبۃ الفہیم
مئوناتھ بھنجن یوپی
MAKTABA AL-FAHEEM
Raihan Market, 1st Floor, Dhobia Imli Road
Sadar Chowk, Maunath Bhanjan - (U.P.) 275101
Ph.: (O) 0547-2222013, Mob. 9236761926, 9889123129, 9336010224
Email : maktabaalfaheemmau@gmail.com
WWW.faheembooks.com

Www.IslamicBooks.Website

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب : زکوٰۃ کی کتاب

تالیف وتخریج : حافظ عمران ایوب لاہوری حفظہ اللہ

از تحقیق وافادات : علامہ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

طابع وناشر : مکتبۃ الفہیم مئوناتھ بھنجن یوپی

سال اشاعت : جون ۲۰۱۲ء

تعداد اشاعت : ایک ہزار ایک سو

صفحات : 216

باہتمام

شفیق الرحمٰن، عزیز الرحمٰن

مکتبۃ الفہیم
مئوناتھ بھنجن یوپی

MAKTABA AL-FAHEEM
Raihan Market, 1st Floor, Dhobia Imli Road
Sadar Chowk, Maunath Bhanjan - (U.P.) 275101
Ph.: (O) 0547-2222013, Mob. 9236761926, 9889123129, 9336010224
Email : maktabaalfaheemmau@gmail.com
WWW.faheembooks.com

Www.IslamicBooks.Website

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

زکوٰۃ ارکانِ اسلام میں سے ایک ہے۔اس کی اہمیت کا اندازہ اسی بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ صرف اُمتِ محمد کو ہی نہیں بلکہ گزشتہ اُمتوں کو بھی اس کا حکم دیا گیا تھا اور قرآنِ کریم میں بیاسی (82) مرتبہ نماز کے ساتھ اس کا تاکیدی حکم موجود ہے۔زکوٰۃ کی ادائیگی پر رسول اللہ ﷺ صحابہ سے بیعت لیا کرتے تھے۔جو شخص زکوٰۃ ادا نہیں کرتا حاکم وقت کو شرعاً یہ اجازت حاصل ہے کہ اس سے جرمانہ سمیت زبردستی زکوٰۃ وصول کر لے۔اگر کوئی جماعت یا گروہ فرضیتِ زکوٰۃ کا ہی منکر ہو تو اس کے خلاف جنگ کرنے کا حکم ہے۔زکوٰۃ کی ادائیگی سے روگردانی کرنے والوں کو دنیا میں لعنتی کہا گیا ہے' انہیں قحط سالی سے دوچار کرنے کا اعلان کیا گیا ہے اور آخرت میں انہیں ان کے جمع کردہ سونا چاندی سے داغنے' ان کے مویشیوں کے پاؤں تلے انہیں روندنے اور جہنم کی آگ میں ڈالنے کی وعید سنائی گئی ہے۔

ہر چند کہ زکوٰۃ کا ذکر اکثر و بیشتر مقامات پر بحیثیتِ عبادت نماز کے ساتھ ہے لیکن فی الحقیقت زکوٰۃ دو پہلوؤں پر مشتمل ہے۔ایک یہ کہ عبادت ہونے کی وجہ سے اللہ کا حق ہے اور دوسرے غرباء و مساکین' یتامیٰ و بیوگان اور مجاہدینِ اسلام کی کفالت کا ذریعہ ہونے کی وجہ سے حقوق العباد میں سے ہے۔یوں یہ عبادت بھی ہے اور مالی حق بھی جس سے اس کی اہمیت عیاں ہے۔

فوائد و ثمرات کے لحاظ سے زکوٰۃ دنیاوی و اُخروی کامیابی کا ذریعہ ہے۔دنیا میں اللہ تعالیٰ زکوٰۃ ادا کرنے والے شخص کے مال میں برکت ڈال کر اس میں مزید اضافہ فرماتے ہیں' اس کے مال کی حفاظت کرتے ہیں اور اس سے راضی ہو جاتے ہیں' زکوٰۃ ادا کرنے سے مال پاک ہو جاتا ہے اور مال کا شر ختم ہو جاتا ہے یعنی مال کی وجہ سے وہ کسی فتنہ میں مبتلا نہیں ہوتا۔آخرت میں اللہ تعالیٰ زکوٰۃ ادا کرنے والے کے گناہ مٹا کر اسے جنت میں داخل فرمائیں گے اور اسے صدیقین اور شہداء کا ساتھ عطا فرمائیں گے۔

زکوٰۃ کے اِن سخت احکام اور فوائد و فضائل کے باوجود آج اہل دولت و ثروت حضرات کی اکثریت زکوٰۃ

Www.IslamicBooks.Website

کی ادائیگی میں کوتاہی کا شکار ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ مالی فراوانی‘ ذرائع پیداوار کی ترقی اور محیر العقول معاشی ارتقاء کے باوجود آج انسانیت افلاس‘ غربت‘ فقر و فاقہ‘ بے روزگاری‘ ظلم و زیادتی اور ناانصافی کی انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ اگر غربت و افلاس کا علاج صرف مال و دولت کی فراوانی اور ذرائع پیداوار کی ترقی ہوتا تو پھر بلاتردد آج مالی فراوانی کا یہ عالم ہے کہ کہیں غربت کا نام و نشان تک نہیں ہونا چاہیے تھا۔ لیکن بدقسمتی سے ایسا نہیں ہے بلکہ صورتحال اس کے برعکس ہے۔ روز بہ روز بھوک و ننگ میں کمی نہیں بلکہ اضافہ ہو رہا ہے‘ بے روزگاری کا خاتمہ نہیں بلکہ بہتات ہو رہی ہے‘ فاقہ زدہ افراد کی تعداد کم نہیں بلکہ بڑھ رہی ہے اور اس کا سبب تقدیر کا بہیمانہ ظلم نہیں بلکہ وہ نظامِ معیشت ہے جسے ہم نے اہل مغرب کو خوش کرنے کے لیے اپنا رکھا ہے۔

وہ نظام سرمایہ دارانہ نظامِ معیشت ہے، جس کی بنیاد یہ ہے کہ ہر فرد اپنے مال و دولت کا خود مختار اور مالکِ کل ہے یعنی مالک اپنی دولت میں جیسے چاہے تصرف کر سکتا ہے‘ خواہ کسی حلال کام میں صرف کرے یا حرام کام میں‘ خواہ اس کے تصرف سے معاشرے میں فحاشی و عریانی پھیلے یا اخلاقی بگاڑ۔ اس نظام کے تحت وہ آزاد ہے‘ اسے کوئی الزام نہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ دولت صرف چند سرمایہ داروں کے ہاتھوں میں ہی گردش کرتی رہتی ہے اور غربت و افلاس میں کمی نہیں بلکہ آئے دن اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

اس پریشانی کا حل اسلام نے اپنے معاشی نظام میں پیش کیا ہے جس کا بنیادی ستون زکوٰۃ ہے۔ زکوٰۃ کی وجہ سے جہاں اللہ تعالیٰ راضی ہوتے ہیں وہاں اس سے غربا و مساکین کی اعانت بھی ہوتی ہے‘ ان کی بھوک مٹائی جاتی ہے‘ ان کی عریانی کو ختم کیا جاتا ہے‘ انہیں مفلسی سے نکال کر معاشرے کے دیگر افراد کی طرح محنت و کوشش میں شریک ہونے کے قابل بنایا جاتا ہے۔

لہٰذا زکوٰۃ کی اس اہمیت و افادیت کو سمجھ کر اس پر ہر ممکن طریقے سے عمل درآمد کی کوشش کرنی چاہیے۔ یہ بھی یاد رہے کہ محض زکوٰۃ کی ادائیگی کا علم کافی نہیں بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ زکوٰۃ کے جملہ مسائل و احکام کو کتاب و سنت کی روشنی میں سمجھا جائے تاکہ اُن تمام اختلافات سے بچا جا سکے جو فقہائے اُمت کے درمیان واقع ہوئے ہیں۔

مسئلہ زکوٰۃ کی اِس قدر اہمیت و ضرورت کے پیش نظر ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ شب و روز کی پانچ نمازوں کی طرح اس میں بھی کوئی اختلاف نہ ہوتا لیکن حالت یہ ہے اس کا شاید ہی کوئی مسئلہ ایسا ہو جو اختلاف سے مبرا ہو وگرنہ ہر مسئلے میں کچھ نہ کچھ اختلاف ضرور ہے اور اختلاف کی انتہا یہ ہے کہ اگر ایک فقیہ کے نزدیک کسی چیز پر زکوٰۃ واجب ہے تو دوسرے کے نزدیک بالکل اس کے برعکس اسی چیز پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ مثلاً بعض فقہا کا کہنا ہے کہ خواتین کے زیورات پر زکوٰۃ واجب ہے اور بعض کے نزدیک واجب نہیں۔ بعض فقہا کے نزدیک زمین سے پیدا ہونے والی ہر چیز پر زکوٰۃ ہے اور بعض کے نزدیک صرف چند مخصوص اشیا پر ہی

Www.IslamicBooks.Website

زکوٰۃ ہے۔ بعض فقہا بچے اور پاگل کے مال میں بھی زکوٰۃ فرض قرار دیتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ان کے مال میں زکوٰۃ فرض نہیں۔ بعض کے قول کے مطابق سامانِ تجارت پر زکوٰۃ واجب ہے اور بعض کی رائے یہ ہے کہ سامانِ تجارت پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ بعض قرض دی ہوئی رقم میں زکوٰۃ کو واجب کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں اس رقم میں زکوٰۃ نہیں۔ بعض وجوب زکوٰۃ کے لیے نصاب کو شرط قرار دیتے ہیں اور بعض شرط قرار نہیں دیتے۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ کتنی ہی ایسی اختلافی آراء ہیں جو ایک ہی چیز میں زکوٰۃ کے وجوب اور عدمِ وجوب سے تعلق رکھتی ہیں۔

ضرورت اِس امر کی تھی کہ زکوٰۃ سے متعلقہ تمام اختلافی آراء کو قرآن وسنت کی کسوٹی پر پرکھ کر اُس اساس پر استوار کیا جائے جو فرضیت زکوٰۃ سے حقیقی منشاءِ الٰہی ہے اور جس مقصد کی خاطر زکوٰۃ کو اسلام کے بنیادی ارکان میں شامل کیا گیا ہے۔ تا کہ لوگ زکوٰۃ کے تمام مسائل کی حقیقت سے آشنا ہو سکیں۔

علاوہ ازیں ایک اور اہم ضرورت یہ بھی تھی کہ زکوٰۃ سے متعلقہ دورِ جدید کے وہ نئے نئے مسائل بھی زیرِ بحث لائے جائیں جو متقدم ومتاخر فقہا کے ادوار میں ناپید تھے۔

زیرِ نظر کتاب "کتاب الزکاۃ" میں اِن تمام ضروریات کی تکمیل کی کوشش کی گئی ہے۔ اس کتاب میں زکوٰۃ کے اساسی مسائل کے ساتھ ساتھ چند جدید مسائل بھی شامل کر دیئے گئے ہیں تا کہ قارئین نفسِ مضمون کے حوالے سے کسی قسم کی تشنگی محسوس نہ کریں۔ حتی الامکان کوشش کی گئی ہے کہ کتاب ہر قسم کے نقص سے پاک ہو لیکن پھر بھی انسان نسیان سے ہے اور خطا کار ہے لہٰذا قارئین سے التماس ہے کہ وہ جہاں کہیں کوئی نقص وسقم دیکھیں تو ضرور مطلع فرمائیں تا کہ اس کی جلد از جلد تصحیح کی جا سکے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ راقم الحروف کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور اسے راقم، اس کے اہل وعیال اور کتاب کی تکمیل کے سلسلے میں کسی بھی طریقے سے تعاون کرنے والے تمام حضرات کی مغفرت کا ذریعہ بنائے۔ (آمین)

"وما توفیقی إلا باللہ علیه توکلت وإلیه انیب"

کتبہ

حافظ عمران ایوب لاہوری

بتاریخ: 7 اپریل 2005ء ، 27 صفر 1426ھ

فون: 0324-4474674

ای میل: hfzimran_ayub@yahoo.com

ویب سائٹ: www.fiqhulhadith.com

Www.IslamicBooks.Website

فہرست

صفحہ نمبر	عنوانات
16	چند ضروری اصطلاحات بترتیب حروف

مقدمہ

20	فرضیتِ زکوٰۃ کا وقت
20	فرضیتِ زکوٰۃ کی حکمتیں
20	چھپا کر زکوٰۃ و صدقات کی ادائیگی افضل ہے
21	دوسروں کو ترغیب کے لیے دکھا کر صدقہ کرنا بھی جائز ہے
21	احسان جتلانے سے صدقہ ضائع ہو جاتا ہے
23	کیا حالت شرک میں کیے ہوئے صدقہ وخیرات کا اجر مسلمان ہونے کے بعد ملتا ہے؟
23	بخیلی کی مذمت
24	دنیاوی مال ومتاع کی حقارت
25	انسان کا اپنا مال صرف تین قسم کا ہی ہے
25	باعمل فقراء کی فضیلت
26	رسول اللہ ﷺ مسکین رہنے کے خواہشمند تھے
26	اللہ چاہے تو فقیر کو غنی کر دے اور غنی کو فقیر
27	مال کی فراوانی علاماتِ قیامت میں سے ایک ہے
27	قیامت کے قریب ایسا حکمران ہوگا جو بہت زیادہ سخاوت کرے گا

باب 1 زکوٰۃ کی فرضیت

29	زکوٰۃ ارکانِ اسلام میں سے ایک ہے
29	پچھلی اُمتوں کو بھی زکوٰۃ کا حکم دیا گیا تھا
30	اِس اُمت پر زکوٰۃ کی ادائیگی فرض ہے
32	زکوٰۃ کی ادائیگی پر رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے بیعت لی
32	اگر کسی چیز میں فرضیتِ زکوٰۃ کا علم ہی نہ ہو

Www.IslamicBooks.Website

باب 2 زکوٰۃ کی فضیلت اور فوائد

- زکوۃ کی ادائیگی جنت میں لے جانے والا عمل ہے 33
- زکوۃ وخیرات مال اور اجر وثواب میں اضافے کا باعث ہے 33
- صدقہ وزکوۃ سے مال میں کمی واقع نہیں ہوتی 33
- زکوۃ مال کا شر ختم کر دیتی ہے 34
- زکوۃ اموال کی طہارت کا ذریعہ ہے 34
- زکوۃ اموال کی حفاظت کا باعث ہے 35
- زکوۃ ادا کرنے والا صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا 35
- ہر سال زکوۃ ادا کرنے والا ایمان کا ذائقہ چکھتا ہے 35
- زکوۃ وخیرات گناہوں کا کفارہ ہے 35
- صدقہ وخیرات سے رب کا غضب ختم ہو جاتا ہے 36
- صدقہ روزِ قیامت مومن پر سایہ کرے گا 36

باب 3 زکوٰۃ ادا نہ کرنے کا گناہ اور حکم

- زکوۃ ادا نہ کرنے والے کو اس کے مال کا طوق پہنایا جائے گا 37
- مانع زکوۃ کو روزِ قیامت اُسی کے خزانے سے داغا جائے گا 37
- زکوۃ روک لینا علامتِ کفر وشرک اور موجبِ ہلاکت ہے 38
- زکوۃ ادا نہ کرنے والے ملعون ہیں 39
- زکوۃ روکنے والے کا عبرتناک انجام 40
- زکوۃ روکنے والوں کے لیے جہنم کی وعید سنائی گئی ہے 41
- زکوۃ ادا نہ کرنے والوں کو قحط سالی میں مبتلا کر دیا جاتا ہے 41
- زکوۃ ادا نہ کرنے والوں کے خلاف قتال کیا جائے گا 42
- اسلامی حکمران زبردستی بھی زکوۃ وصول کر سکتا ہے اور جرمانہ بھی ڈال سکتا ہے 43
- فرضیتِ زکوۃ کا انکار کرنے والے کا حکم 43

باب 4 جس پر زکوٰۃ واجب ہے

- ہر مسلمان، آزاد اور مالک نصاب پر زکوۃ فرض ہے 45
- کیا فرضیتِ زکوۃ کے لیے عاقل وبالغ ہونا شرط ہے؟ 46
- کیا مقروض شخص پر زکوۃ واجب ہے؟ 49

Www.IslamicBooks.Website

اگر قرض مکمل مال سے زائد ہو 49
جو شخص فوت ہو جائے اور اس پر زکوٰۃ واجب ہو 50

باب 5 جن اموال میں زکوٰۃ واجب ہے

چار قسم کے اموال پر زکوٰۃ واجب ہے 51
فرضیتِ زکوٰۃ کی شرائط 51
1 ملکِ تام حاصل ہو 52
2 فردِ واحد کی ملکیت میں ہو 52
3 حرام ذریعے سے نہ کمایا گیا ہو 53
4 بنیادی ضروریاتِ زندگی سے زائد ہو 54
5 قرض سے فارغ ہو 57
6 ''نامی'' ہو 58
7 مقررہ نصاب کو پہنچتا ہو 59
8 اُس پر ایک سال کا عرصہ گزر چکا ہو 60
اگر دورانِ سال نصاب میں کمی واقع ہو جائے 61
سال گزرنے کی شرط سے مستثنیٰ اشیاء 62
مالِ مستفاد کا حکم 62
قرض دی ہوئی رقم کی زکوٰۃ 65
قرض سے زکوٰۃ کو منہا کرنا کیسا ہے؟ 66
مالِ ضمار میں زکوٰۃ کا حکم 66
لقطہ یعنی گری پڑی چیز کی زکوٰۃ 67
عورت کے حق مہر کی زکوٰۃ 68
بیمہ کی رقم کی زکوٰۃ 68
شادی کے لیے جمع کیے ہوئے مال کی زکوٰۃ 68
مکان کی تعمیر کے لیے جمع کیے ہوئے مال کی زکوٰۃ 69
بینکوں میں جمع شدہ رقوم کی زکوٰۃ 69
کیا مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی کوئی حق ہے؟ 69

باب 6 جن اموال میں زکوٰۃ واجب نہیں

سونے چاندی کے علاوہ دیگر جواہرات میں زکوٰۃ نہیں 72

Www.IslamicBooks.Website

- غلام اور گھوڑے میں زکوٰۃ نہیں 72
- غلام کی طرف سے صدقہ فطر کی ادائیگی ضروری ہے 74
- گدھوں اور خچروں میں زکوٰۃ نہیں 75
- غیر سائمہ یعنی پالتو جانوروں میں زکوٰۃ نہیں 75
- عاملہ جانوروں میں زکوٰۃ نہیں 75
- آلاتِ تجارت میں زکوٰۃ نہیں 76
- حرام مال میں زکوٰۃ نہیں 77

باب 7: سونے اور چاندی کی زکوٰۃ

- سونے اور چاندی میں فرضیت زکوٰۃ کے دلائل 78
- سونے اور چاندی کا نصاب اور شرح زکوٰۃ 78
- سونے اور چاندی کو ملا کر کوئی ایک نصاب مکمل کر لینا 80
- موجودہ کاغذی کرنسی کی زکوٰۃ 80
- سونے چاندی کے زیورات کی زکوٰۃ 81
- مردوں کے حرام زیور کی زکوٰۃ 83
- سونے کے قلم کی زکوٰۃ 83
- سونے چاندی کے برتنوں کی زکوٰۃ 84

باب 8: جانوروں کی زکوٰۃ

- جانوروں کی زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے 85
- مویشیوں میں فرضیت زکوٰۃ کی شرائط 85
- جن مویشیوں میں زکوٰۃ واجب ہے 86
- اونٹوں کی زکوٰۃ 86
- گائے (اور بھینس) کی زکوٰۃ 88
- بھینس حکم میں گائے کی مانند ہی ہے 89
- بکریوں کی زکوٰۃ 89
- گھوڑوں، گدھوں اور خچروں کی زکوٰۃ 90
- جس پر ایک عمر کا جانور فرض ہو لیکن وہ اس کے پاس نہ ہو 90
- کسی قسم کا حیلہ اختیار کرنے سے گریز کیا جائے 91
- شراکت دار زکوٰۃ میں برابری کے ساتھ شریک ہوں گے 91

Www.IslamicBooks.Website

جن جانوروں کو بطور زکوٰۃ وصول نہیں کیا جائے گا 92
اوقاص یعنی دو متعین مقداروں کی درمیانی تعداد پر زکوٰۃ کا حکم 93
دورانِ سال پیدا ہونے والے بچوں کا حکم 94

باب 9 تجارتی اموال کی زکوٰۃ

تجارتی اموال میں زکوٰۃ فرض ہے 95
تجارتی اموال میں زکوٰۃ کے منکرین اور ان کے دلائل 98
مالِ تجارت سے زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ 98
آلاتِ تجارت میں زکوٰۃ نہیں 99
نیت بدلنے سے زکوٰۃ کا حکم بھی تبدیل ہو جاتا ہے 99

باب 10 کھیتوں اور پھلوں کی زکوٰۃ

کھیتوں اور پھلوں میں زکوٰۃ کی مشروعیت 100
پھلوں کی زکوٰۃ سے بچنے کی کوشش کرنے والوں کا عبرتناک انجام 101
جن اجناس میں زکوٰۃ واجب ہے 102
سبزیوں میں زکوٰۃ کا حکم 105
اس کا نصاب پانچ وسق ہے 106
اس کی شرح زکوٰۃ' عشر یا نصف عشر ہے 107
کھیتوں اور پھلوں میں وجوبِ زکوٰۃ کا وقت 108
پھلوں کا درختوں پر تخمینہ لگانا 109
شہد میں عشر واجب ہے 111
گھٹیا قسم کا غلہ زکوٰۃ میں دینا جائز نہیں 112

باب 11 دفینے اور معدنیات کی زکوٰۃ

رکاز کی حقیقت 113
رکاز سے پانچواں حصہ دینا ضروری ہے 114
کیا نصاب اور سال کی شرط رکاز میں بھی ہے؟ 114
کس رکاز میں خمس واجب ہے؟ 115
رکاز کا مصرف 115
مالِ غنیمت سے پانچواں حصہ نکالنا ضروری ہے 116

Www.IslamicBooks.Website

- کسی اور چیز میں خمس واجب نہیں 116
- معادن میں زکوٰۃ کا حکم 117
- کن معادن میں زکوٰۃ ہے؟ 118
- معادن میں شرح زکوٰۃ 118
- معادن کا نصاب 119
- معادن میں زکوٰۃ کا وقتِ وجوب 119
- معادن کا مصرف 119
- سمندر سے نکالی جانے والی اشیاء کی زکوٰۃ کا حکم 120

باب 12 زکوٰۃ نکالنے کا بیان

- زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے نیت ضروری ہے 121
- گھٹیا اشیاء بطورِ زکوٰۃ نہیں دینی چاہییں 122
- اگر زکوٰۃ دینے والا اپنے اوپر واجب حق سے زیادہ دینا چاہے 124
- زکوٰۃ ادا کرنے میں جلدی کرنی چاہیے 125
- وقت سے پہلے زکوٰۃ کی ادائیگی درست ہے 126
- زکوٰۃ ادا کرنے ولا اپنی زکوٰۃ حاکم وقت کے سپرد کرنے سے ہی بری ہو جاتا ہے 127
- ظالم حکمرانوں کو زکوٰۃ دینے کا حکم 127
- صدقہ لینے والے کو راضی کرنا چاہیے 127
- اگر کسی کو فقیر سمجھ کر زکوٰۃ دی جائے اور وہ غنی نکل آئے؟ 129
- اجناس کے بدلے قیمتیں دینا 129
- اگر وجوبِ زکوٰۃ کے بعد مال ہلاک ہو جائے 130
- اگر زکوٰۃ ادا کرنے کے لیے الگ کیا ہوا مال ضائع ہو جائے 131
- زکوٰۃ کی ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے زکوٰۃ ساقط نہیں ہوتی 132
- زکوٰۃ کی ادائیگی میں کوئی حیلہ نہ برتا جائے 132
- مشترک کاروبار کی زکوٰۃ 132
- زکوٰۃ کا مال چھپا لینا جائز نہیں 132
- زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے کسی کو وکیل بنانے کا حکم 133
- کیا شوہر اپنے مال سے اپنی بیوی کی زکوٰۃ ادا کر سکتا ہے؟ 134
- کیا زکوٰۃ و صدقات کی ادائیگی کے لیے رمضان مختص ہے؟ 134

Www.IslamicBooks.Website

باب 13 زکوٰۃ وصول کرنے کا بیان

- زکوٰۃ کس مقام پر وصول کرنی چاہیے؟ 135
- زکوٰۃ وصول کرنے والوں کو زکوٰۃ ادا کرنے والوں کے لیے دعا کرنی چاہیے 135
- زکوٰۃ میں کس قسم کا مال لینا چاہیے 136
- زکوٰۃ میں حد سے تجاوز کرنے والے کا گناہ 137
- زکوٰۃ وصول کرنے والے عامل کا مقام 137
- زکوٰۃ کے مال میں خیانت کرنے والے عامل کا انجام 138
- عامل کو چاہیے کہ لوگوں کے دیئے ہوئے تحفے بھی بیت المال میں جمع کرائے 139
- زکوٰۃ کے جانوروں کو داغ لگا کر نشان زد کرنا جائز ہے 140
- اہل ذمہ سے جزیہ کی وصولی 140

باب 14 زکوٰۃ کے مصارف

- مصارف زکوٰۃ آٹھ ہیں 141
- 1، 2 فقراء و مساکین 141
- 3 عاملین 143
- ایسے لوگوں کو عامل نہ بنایا جائے جن پر صدقہ حرام ہے 143
- مالداروں کو عامل بنایا جا سکتا ہے 144
- عامل کو زکوٰۃ کے مال سے صرف بقدر کفایت ہی اجرت دی جائے 144
- 4 مولفة قلوبهم 146
- 5 فی الرقاب 148
- 6 والغارمین 149
- کیا مال زکوٰۃ سے میت کا قرض ادا کیا جا سکتا ہے؟ 151
- 7 فی سبیل اللہ 152
- کیا حج وعمرہ فی سبیل اللہ میں شامل ہے؟ 153
- کیا ہسپتال، مدارس یا مساجد وغیرہ کا خرچ فی سبیل اللہ میں شامل ہے؟ 155
- 8 ابن سبیل 157
- ابن سبیل کو عطا کرنے کے قرآنی متعدد احکامات 158
- کیا مسافر کی بات بلا حجت تسلیم کر لی جائے گی؟ 158
- کیا زکوٰۃ آٹھوں مصارف میں صرف کرنا ضروری ہے؟ 160

Www.IslamicBooks.Website

- اگر کسی آدمی میں استحقاقِ زکوٰۃ کے ایک سے زیادہ سبب ہوں 161
- ہر جگہ کے اغنیاء کی زکوٰۃ وہیں کے فقراء پر صرف کی جائے 161
- کیا کسی کو شادی کے لیے زکوٰۃ دینا جائز ہے؟ 163

باب 15 جن پر زکوٰۃ حرام ہے

- کافر و مرتد پر زکوٰۃ حرام ہے 164
- کفار کے لیے نفلی صدقات کا حکم 165
- کیا فاسق و فاجر اور بے نماز کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے؟ 167
- بنو ہاشم اور بنو مطلب پر زکوٰۃ حرام ہے 168
- بنو ہاشم کے آزاد کردہ غلاموں پر زکوٰۃ حرام ہے 170
- کیا ہاشمی، ہاشمی کو زکوٰۃ دے سکتا ہے؟ 171
- کیا بنو ہاشم اور بنو مطلب پر نفلی صدقہ بھی حرام ہے؟ 171
- مالدار اور کمانے کے قابل افراد پر زکوٰۃ حرام ہے 172
- پانچ قسم کے مالدار افراد کے لیے صدقہ جائز ہے 173
- والدین اور اولاد پر زکوٰۃ حرام ہے 173
- والدین کو زکوٰۃ دینے کی جائز صورت 174
- کیا خاوند اپنی بیوی کو زکوٰۃ دے سکتا ہے؟ 175
- بیوی خاوند کو زکوٰۃ دے سکتی ہے 175
- فقیر یا مقروض بھائی، بہن کو زکوٰۃ دینے کا حکم 176
- رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینا افضل ہے 177
- لاعلمی میں غیر مستحق کو زکوٰۃ دے دینا کفایت کر جاتا ہے 177
- اگر علم ہو کہ یہ مستحق نہیں تو دوبارہ زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی 178

باب 16 صدقہ فطر کا بیان

- صدقہ فطر کا معنی و مفہوم 179
- صدقہ فطر کب فرض ہوا؟ 179
- صدقہ فطر کی فرضیت کی حکمت 179
- صدقہ فطر کی ادائیگی واجب ہے 179
- صدقہ فطر صرف مسلمانوں کی طرف سے ادا کیا جائے گا 180

Www.IslamicBooks.Website

کیا حمل کی طرف سے بھی صدقہ فطر ادا کیا جائے گا؟ 181
صدقہ فطر کی مقدار اور اشیاء 182
کیا مقررہ مقدار سے زیادہ صدقہ فطر دیا جاسکتا ہے؟ 184
کیا خوراک کے بدلے قیمت بھی دی جاسکتی ہے؟ 184
صدقہ فطر کس پر واجب ہے؟ 185
صدقہ فطر کی ادائیگی کا وقت 186
اگر کوئی نمازِ عید سے پہلے صدقہ فطر کی ادائیگی بھول جائے 187
صدقہ فطر کا مصرف 188
ذمی کو صدقہ فطر دینے کا حکم 188

باب 17 نفلی صدقہ کا بیان

نفلی صدقہ کا معنی ومفہوم 190
نفلی صدقہ کی ترغیب 190
رسول اللہ ﷺ کی خواہش 191
بغیر شمار کیے خرچ کرنے کی نصیحت 191
اپنا سب سے پسندیدہ مال خرچ کرنے کی ترغیب 192
معمولی چیز کے صدقہ کو بھی حقیر نہیں سمجھنا چاہیے 193
صرف حلال وپاکیزہ رزق سے ہی صدقہ کرنا چاہیے 194
صدقہ کرنے میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے 195
اُس وقت سے پہلے صدقہ کرنے کی ترغیب جب کوئی لینے والا نہ ہوگا 195
صدقہ کا سفارشی بھی اجر سے محروم نہیں رہتا 196
صدقہ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا 196
صدقہ دے کر نہ تو واپس لینا چاہیے اور نہ ہی اسے خریدنا چاہیے 196
عورت اپنے شوہر کی رضامندی سے اس کے مال سے صدقہ کرسکتی ہے 197
کیا عورت شوہر کی اجازت کے بغیر اپنا ذاتی مال صدقہ کرسکتی ہے؟ 198
میت کی طرف سے صدقہ کیا جاسکتا ہے 198
افضل صدقہ 199
① جس کے بعد بھی انسان غنی رہے 199
② جو تندرستی اور مال کے لالچ کے زمانہ میں دیا جائے 199
③ جو اپنے اہل وعیال، جہادی سواری اور مجاہد ساتھیوں پر کیا جائے 199

Www.IslamicBooks.Website

④ راہِ جہاد میں خیمہ، خادم یا سواری دینا 200
⑤ پانی پلانا 200
⑥ کم مال والے کا صدقہ 200
افضل صدقہ کے متعلق چند ضعیف روایات: 200
کل آمدنی کا تیسرا حصہ صدقہ کرنے والے پر اللہ کا خصوصی فضل 200
نفلی صدقہ کے زیادہ مستحق لوگ 201
ہر نیکی کا کام صدقہ ہے 203
جس مسلمان کی فصل یا باغ سے کوئی جاندار کچھ کھا جائے تو وہ صدقہ ہے 204
کسی چیز کا جوڑا اللہ کی راہ میں صدقہ کرنے کی فضیلت 204
صدقہ جاریہ 204
حیوانوں پر صدقہ کی فضیلت 205
رمضان میں صدقہ 205
عشرہ ذوالحجہ میں صدقہ کی فضیلت 206
کیا انسان اپنا سارا مال صدقہ کر سکتا ہے؟ 206
صدقہ کرنے والے کا شکر ادا کرنا چاہیے 208
صدقہ کی ترغیب میں بیان کی جانے والی چند ضعیف روایات 209

باب 18 سوال سے بچنے کا بیان

حتی الوسع سوال سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے 210
جو سوال سے بچنے کی کوشش کرتا ہے اللہ اسے بچا لیتا ہے 210
اللہ کے دیئے رزق پر راضی رہنا چاہیے 211
بہترین کھانا وہ ہے جو اپنے ہاتھ سے کما کر کھایا جائے 212
بھیک مانگنا پیشہ بنا لینا اور بغیر ضرورت دستِ سوال دراز کرنے کی مذمت 213
سوال فقر و فاقے کا دروازہ کھول دیتا ہے 214
غنی کرنے والا صرف اللہ ہے لوگ نہیں 214
اگر بغیر سوال کیے کچھ مل جائے تو لے لینا چاہیے 215
اللہ کا نام لے کر مانگنے والے کو کچھ دے دینا چاہیے 215

Www.IslamicBooks.Website

چند ضروری اصطلاحات بترتیب حروف تہجی

(1)	اجتہاد	شرعی احکام کے علم کی تلاش میں ایک مجتہد کا استنباط احکام کے طریقے سے اپنی بھر پور ذہنی کوشش کرنا اجتہاد کہلاتا ہے۔
(2)	اجماع	اجماع سے مراد نبی ﷺ کی وفات کے بعد کسی خاص دور میں (امت مسلمہ کے) تمام مجتہدین کا کسی دلیل کے ساتھ کسی شرعی حکم پر متفق ہو جانا ہے۔
(3)	استحسان	قرآن' سنت یا اجماع کی کسی قوی دلیل کی وجہ سے قیاس کو چھوڑ دینا۔اس کے علاوہ بھی اس کی مختلف تعریفیں کی گئی ہیں۔
(4)	استصحاب	شرعی دلیل نہ ملنے پر مجتہد کا اصل کو پکڑ لینا استصحاب کہلاتا ہے۔واضح رہے کہ تمام نفع بخش اشیاء میں اصل اباحت ہے اور تمام ضرر رساں اشیاء میں اصل حرمت ہے۔
(5)	اصل	اصول کا واحد ہے اور اس کے پانچ معانی ہیں۔(1) دلیل (2) قاعدہ (3) بنیاد (4) راجح بات (5) حالت مستصحبہ۔
(6)	امام	کسی بھی فن کا معروف عالم جیسے فن حدیث میں امام بخاری اور فن فقہ میں امام ابوحنیفہ۔
(7)	آحاد	خبر واحد کی جمع ہے۔اس سے مراد ایسی حدیث ہے جس کے راویوں کی تعداد متواتر حدیث کے راویوں سے کم ہو۔
(8)	آثار	ایسے اقوال اور افعال جو صحابہ کرام اور تابعین کی طرف منقول ہوں۔
(9)	اطراف	وہ کتاب جس میں ہر حدیث کا ایسا حصہ لکھا گیا ہو جو باقی حدیث پر دلالت کرتا ہو مثلاً تحفۃ الأشراف از امام مزی وغیرہ۔
(10)	اجزاء	اجزاء جزء کی جمع ہے۔اور جزء اس چھوٹی کتاب کو کہتے ہیں جس میں ایک خاص موضوع سے متعلق بالاستیعاب احادیث جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہو مثلاً جزء رفع الیدین از امام بخاری وغیرہ۔
(11)	اربعین	حدیث کی وہ کتاب جس میں کسی بھی موضوع سے متعلقہ چالیس احادیث ہوں۔
(12)	باب	کتاب کا وہ حصہ جس میں ایک ہی نوع سے متعلقہ مسائل بیان کیے گئے ہوں۔
(13)	تعارض	ایک ہی مسئلہ میں دو مخالف احادیث کا جمع ہو جانا تعارض کہلاتا ہے۔
(14)	ترجیح	باہم مخالف دلائل میں سے کسی ایک کو عمل کے لیے زیادہ مناسب قرار دے دینا ترجیح کہلاتا ہے۔
(15)	جائز	ایسا شرعی حکم جس کے کرنے اور چھوڑنے میں اختیار ہو۔مباح اور حلال بھی اسی کو کہتے ہیں۔
(16)	جامع	حدیث کی وہ کتاب جس میں مکمل اسلامی معلومات مثلاً عقائد' عبادات' معاملات' تفسیر' سیرت' مناقب' فتن اور روز محشر کے احوال وغیرہ سب جمع کر دیا گیا ہو۔
(17)	حدیث	ایسا قول' فعل اور تقریر جس کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف کی گئی ہو۔سنت کی بھی یہی تعریف ہے۔یاد رہے کہ تقریر سے مراد آپ ﷺ کی طرف سے کسی کام کی اجازت ہے۔
(18)	حسن	جس حدیث کے راوی حافظے کے اعتبار سے صحیح حدیث کے راویوں سے کم درجے کے ہوں۔
(19)	حرام	شارع علیہ السلام نے جس کام سے لازمی طور پر بچنے کا حکم دیا ہو نیز اس کے کرنے میں گناہ ہو جبکہ اس سے اجتناب میں ثواب ہو۔
(20)	خبر	خبر کے متعلق تین اقوال ہیں۔(1) خبر حدیث کا ہی دوسرا نام ہے۔(2) حدیث وہ ہے جو نبی ﷺ سے منقول ہو اور خبر وہ ہے جو کسی اور سے منقول ہو۔(3) خبر حدیث سے عام ہے یعنی اس روایت کو بھی کہتے ہیں جو نبی ﷺ سے منقول ہو اور اس کو بھی کہتے ہیں جو کسی اور سے منقول ہو۔

Www.IslamicBooks.Website

(21)	راجح	ایسی رائے جو دیگر آراء کے بالمقابل زیادہ صحیح اور اقرب الی الحق ہو۔
(22)	سنن	حدیث کی وہ کتب جن میں صرف احکام کی احادیث جمع کی گئی ہوں مثلاً سنن نسائی، سنن ابن ماجہ اور سنن ابی داود وغیرہ۔
(23)	سدالذرائع	ان مباح کاموں سے روک دینا کہ جن کے ذریعے ایسی ممنوع چیز کے ارتکاب کا واضح اندیشہ ہو جو فساد وخرابی پر مشتمل ہو۔
(24)	شریعت	قرآن وسنت کی صورت میں اللہ تعالیٰ کے مقرر کیے ہوئے احکامات۔
(25)	شارع	شریعت بنانے والا یعنی اللہ تعالیٰ اور مجازی طور پر اللہ کے رسول ﷺ پر بھی اس کا اطلاق کیا جاتا ہے۔
(26)	شاذ	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس میں ایک ثقہ راوی نے اپنے سے زیادہ ثقہ راوی کی مخالفت کی ہو۔
(27)	صحیح	جس حدیث کی سند متصل ہو اور اس کے تمام راوی ثقہ، دیانت دار اور قوت حافظہ کے مالک ہوں۔ نیز اس حدیث میں شذوذ اور کوئی خفیہ خرابی بھی نہ ہو۔
(28)	صحیحین	صحیح احادیث کی دو کتابیں یعنی صحیح بخاری اور صحیح مسلم۔
(29)	صحاح ستہ	معروف حدیث کی چھ کتب یعنی بخاری، مسلم، ابوداود، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ۔
(30)	ضعیف	ایسی حدیث جس میں نہ تو صحیح حدیث کی صفات پائی جائیں اور نہ ہی حسن حدیث کی۔
(31)	عرف	عرف سے مراد ایسا قول یا فعل ہے جس سے معاشرہ مانوس ہو، اس کا عادی ہو، یا اس کا ان میں رواج ہو۔
(32)	علت	علم فقہ میں علت سے مراد وہ چیز ہے جسے شارع علیہ السلام نے کسی حکم کے وجود اور عدم میں علامت مقرر کیا ہو جیسے نشہ حرمت شراب کی علت ہے۔
(33)	علت	علم حدیث میں علت سے مراد ایسا خفیہ سبب ہے جو حدیث کی صحت کو نقصان پہنچاتا ہو اور اسے صرف فن حدیث کے ماہر علماء ہی سمجھتے ہوں۔
(34)	فقہ	ایسا علم جس میں اُن شرعی احکام سے بحث ہوتی ہو جن کا تعلق عمل سے ہے اور جن کو تفصیلی دلائل سے حاصل کیا جاتا ہے۔
(35)	فقیہ	علم فقہ جاننے والا بہت سمجھ دار شخص۔
(36)	فصل	باب کا ایسا جزء جس میں ایک خاص موضوع سے متعلقہ مسائل مذکور ہوں۔
(37)	فرض	شارع علیہ السلام نے جس کام کو لازمی طور پر کرنے کا حکم دیا ہو نیز اسے کرنے پر ثواب اور نہ کرنے پر گناہ ہو مثلاً نماز، روزہ وغیرہ۔
(38)	قیاس	قیاس یہ ہے کہ فرع (ایسا مسئلہ جس کے متعلق کتاب وسنت میں حکم موجود نہ ہو) کو حکم میں اصل (ایسا حکم جو کتاب وسنت میں موجود ہو) کے ساتھ اس وجہ سے ملا لینا کہ ان دونوں کے درمیان علت مشترک ہے۔
(39)	کتاب	کتاب مستقل حیثیت کے حامل مسائل کے مجموعے کو کہتے ہیں، خواہ وہ کئی انواع پر مشتمل ہو یا نہ ہو مثلاً کتاب الطہارۃ وغیرہ۔
(40)	مستحب	ایسا کام جسے کرنے میں ثواب ہو جبکہ اسے چھوڑنے میں گناہ نہ ہو مثلاً مسواک وغیرہ۔ یاد رہے کہ علم فقہ میں مندوب، نفل اور سنت اسی کو کہتے ہیں۔
(41)	مکروہ	جس کام کو نہ کرنا اسے کرنے سے بہتر ہو اور اس سے بچنے پر ثواب ہو جبکہ اسے کرنے پر گناہ نہ ہو مثلاً کثرت سوال وغیرہ۔
(42)	مجتہد	جس شخص میں اجتہاد کا ملکہ موجود ہو یعنی اس میں فقہی مآخذ سے شریعت کے عملی احکام مستنبط کرنے کی پوری قدرت موجود ہو۔

Www.IslamicBooks.Website

(43)	مصالح مرسلہ	یہ ایسی مصلحت ہے کہ جس کے متعلق شارع علیہ السلام سے کوئی ایسی دلیل نہ ملتی ہو جو اس کے معتبر ہونے یا اسے لغو کرنے پر دلالت کرتی ہو۔
(44)	موقف	کسی مسئلہ میں کسی عالم کی ذاتی رائے جسے اس نے دلائل کے ذریعے اختیار کیا ہو۔
(45)	مسلک	اس کی بھی وہی تعریف ہے جو موقف کی ہے لیکن یہ لفظ مختلف مکاتب فکر کی نمائندگی کے لیے معروف ہو چکا ہے مثلاً حنفی مسلک وغیرہ۔
(46)	مذہب	لغوی طور پر اس کی بھی وہی تعریف ہے جو مسلک کی ہے لیکن عوام میں یہ لفظ دین (جیسے مذہب عیسائیت وغیرہ) اور فرقہ (جیسے حنفی مذہب وغیرہ) کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔
(47)	مراجع	وہ کتابیں جن سے کسی کتاب کی تیاری میں استفادہ کیا گیا ہو۔
(48)	متواتر	وہ حدیث جسے بیان کرنے والے راویوں کی تعداد اس قدر زیادہ ہو کہ ان سب کا جھوٹ پر جمع ہو جانا عقلاً محال ہو۔
(49)	مرفوع	جس حدیث کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا گیا ہو خواہ اس کی سند متصل ہو یا نہ۔
(51)	موقوف	جس حدیث کو صحابی کی طرف منسوب کیا گیا ہو خواہ اس کی سند متصل ہو یا نہ۔
(52)	مقطوع	جس حدیث کو تابعی یا اس سے کم درجے کے کسی شخص کی طرف منسوب کیا گیا ہو خواہ اس کی سند متصل ہو یا نہ۔
(53)	موضوع	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس میں کسی من گھڑت خبر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا گیا ہو۔
(54)	مرسل	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس میں کوئی تابعی صحابی کے واسطے کے بغیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرے۔
(55)	معلق	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس میں ابتدائے سند سے ایک یا سارے راوی ساقط ہوں۔
(56)	معضل	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس کی سند کے درمیان سے اکٹھے دو یا دو سے زیادہ راوی ساقط ہوں۔
(57)	منقطع	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس کی سند کسی بھی وجہ سے منقطع ہو یعنی متصل نہ ہو۔
(58)	متروک	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس کے کسی راوی پر جھوٹ کی تہمت ہو۔
(59)	منکر	ضعیف حدیث کی وہ قسم جس کا کوئی راوی فاسق، بدعتی، بہت زیادہ غلطیاں کرنے والا یا بہت زیادہ غفلت برتنے والا ہو۔
(60)	مسند	حدیث کی وہ کتاب جس میں ہر صحابی کی احادیث کو الگ الگ جمع کیا گیا ہو مثلاً مسند شافعی وغیرہ۔
(61)	مستدرک	ایسی کتاب جس میں کسی محدث کی شرائط کے مطابق ان احادیث کو جمع کیا گیا ہو جنہیں اس محدث نے اپنی کتاب میں نقل نہیں کیا مثلاً مستدرک حاکم وغیرہ۔
(62)	مستخرج	ایسی کتاب جس میں مصنف نے کسی دوسری کتاب کی احادیث کو اپنی سند سے روایت کیا ہو مثلاً مستخرج ابو نعیم الاصبہانی وغیرہ۔
(63)	معجم	ایسی کتاب جس میں مصنف نے اپنے اساتذہ کے ناموں کی ترتیب سے احادیث جمع کی ہوں مثلاً معجم کبیر از طبرانی وغیرہ۔
(64)	نسخ	بعد میں نازل ہونے والی دلیل کے ذریعے پہلے نازل شدہ حکم کو ختم کر دینا نسخ کہلاتا ہے۔
(65)	واجب	واجب کی تعریف وہی ہے جو فرض کی ہے جمہور فقہا کے نزدیک ان دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ البتہ حنفی فقہا اس میں کچھ فرق کرتے ہیں۔

Www.IslamicBooks.Website

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مُقدّمہ

لغوی وضاحت: لفظِ زکوٰۃ ''بڑھنا' نشوونما پانا اور پاکیزہ ہونا'' کے معانی میں مستعمل ہے۔اس کے تین ابواب آتے ہیں: زَکَی یَزْکُوْ (نصر) زَکّٰی یُزَکِّی (تفعیل) تَزَکّٰی یَتَزَکّٰی (تفعّل)۔(۱)

زکوٰۃ کو زکوٰۃ اس لیے کہتے ہیں کہ اس سے زکوٰۃ دینے والے کا مال مزید بڑھ جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ﴿وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ﴾ ''اللہ تعالیٰ صدقات کو بڑھا دیتے ہیں۔'' [البقرۃ : ۲۷۶] اور حدیث نبوی ہے کہ ﴿مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِّنْ مَّالٍ﴾ ''صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا۔''(۲)

زکوٰۃ مال کو پاک کر دیتی ہے اور صاحبِ مال کو بخل کی رزالت سے اور گناہوں سے پاک کرتی ہے۔ان دونوں لغوی معنوں کو ایک ہی آیت میں دیکھا جا سکتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا﴾ [التوبة : ۱۰۳] ''آپ (ﷺ) ان کے مالوں سے صدقہ لیں جس کے ذریعے آپ انہیں گناہوں سے پاک کر دیں اور ان کے اجر و مال میں اضافے کریں۔''

اس کے علاوہ اکثر مقامات پر یہ لفظ پاکیزگی کے معنی میں استعمال ہوا ہے مثلاً:

(1) ﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا﴾ [الشمس : ۹] ''بے شک فلاح پا گیا وہ شخص جس نے نفس کا تزکیہ کر لیا۔''

(2) ﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى﴾ [الأعلى : ۱٤] ''بے شک وہ شخص کامیاب ہو گیا جس نے تزکیہ کر لیا۔''

(3) ﴿فَلَا تُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمْ﴾ [النجم : ۳۲] ''اپنے نفسوں کا تزکیہ نہ بیان کرو۔''

شرعی تعریف: زکوٰۃ ایسا حق ہے جو مال میں واجب ہے' جسے کسی فقیر یا اس کی مثل (یا اس کے علاوہ شریعت کے بتائے ہوئے) کسی شخص کو ادا کیا جاتا ہے جبکہ وہ کسی شرعی مانع کے ساتھ متصف نہ ہو۔(۳)

صاحبِ قاموس نے زکوٰۃ کی تعریف ان لفظوں میں کی ہے: ((مَا أَخْرَجْتَهُ مِنْ مَّالِكَ لِتُطَهِّرَهُ بِهِ))

---

(۱) [المنجد (ص/۳۳۹) القاموس المحيط (ص/۱۱٦۳) سبل السلام (۷۸۷/۲)]

(۲) [مسلم (۲۵۸۸) كتاب البر والصلة والآداب : باب استحباب العفو والتواضع ' أحمد (۲۳۵/۲)]

(۳) [الفقه الإسلامي وأدلته (۱۷۸۸/۳) نيل الأوطار (٦۷/۳) المغني (۵۷۲/۲) كشاف القناع (۱۹۱/۲)]

Www.IslamicBooks.Website

''اپنے مال کو پاک کرنے کی غرض سے جو چیز آپ نکالیں وہ زکوٰۃ ہے۔'' (۱)

فرضیتِ زکوٰۃ کا وقت

اس کے وقتِ فرضیت میں علماء کا اختلاف ہے۔ اکثر علماء کا خیال ہے کہ یہ 2ھ میں صیامِ رمضان کی فرضیت سے پہلے فرض ہوئی اور بعض کا کہنا ہے کہ یہ فرض تو مکہ ہی میں ہو گئی تھی لیکن اس کے تفصیلی احکام مدینہ میں 2ھ کو نازل ہوئے۔(۲)

(شیخ ابن عثیمینؒ) اہل علم کے اقوال میں سے زیادہ صحیح یہ ہے کہ زکوٰۃ مکہ میں فرض ہوئی لیکن نصاب، زکوٰۃ کے اموال اور اہل زکوٰۃ کی تعیین مدینہ میں ہوئی۔(۳)

(شیخ عبداللہ بسام، شیخ صالح الفوزان) زکوٰۃ 2ھ میں فرض ہوئی۔(٤)

فرضیتِ زکوٰۃ کی حکمتیں

① تاکہ مال پاکیزہ و بابرکت ہو جائے۔

② فقراء و مساکین کی مدد و تعاون کے لیے۔

③ انسان کا نفس بخیلی و کنجوسی جیسی بری صفات و گناہوں سے محفوظ ہو جائے۔

④ مال کی نعمت کی وجہ سے انسان پر جو اللہ کا شکر لازم آتا ہے وہ ادا ہو جائے۔(٥)

چھپا کر زکوٰۃ و صدقات کی ادائیگی افضل ہے

(1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ ...... وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ أَخْفَى حَتَّى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ ﴾ ''سات آدمی ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اُس دن اپنے سائے میں سایہ دیں گے جس دن اس کے سائے کے علاوہ کوئی اور سایہ نہیں ہو گا...... (ان میں سے ایک) وہ آدمی ہے جس نے اس قدر چھپا کر صدقہ کیا حتی کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی علم نہ ہوا جو اس کے دائیں ہاتھ نے خرچ کیا۔'' (٦)

---

(۱) [القاموس المحيط (ص/۱۱٦۳)]

(۲) [مزید دیکھئے: فتح الباری (۹/٤-۱۰) نیل الأوطار (٦٧/٣) فقه الزكاة للقرضاوی (٥٨/١)]

(۳) [مجموع فتاوى لابن عثيمين (١٥/١٨)]

(٤) [توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام (٢٨١/٣) الملخص الفقهي للدكتور صالح بن فوزان (٣٢٠/١)]

(٥) [كما في الفقه الإسلامي وأدلته (١٧٩٠/٣)]

(٦) [بخاری (٦٦٠) كتاب الأذان : باب من جلس في المسجد ينتظر الصلاة وفضل المساجد، مسلم (١٠٣١)]

Www.IslamicBooks.Website

(نووی رحمہ اللہ) اس حدیث میں چھپا کر صدقہ کرنے کی فضیلت ہے۔(۱)

(2) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ صَدَقَةُ السِّرِّ تُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ ﴾ ''چھپا کر کیا ہوا صدقہ اللہ کے غضب کو ختم کر دیتا ہے۔''(۲)

(3) ایک روایت میں یہ لفظ ہیں ﴿ وَالصَّدَقَةُ خَفِيًّا تُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ ﴾ ''خفیہ صدقہ اللہ کا غصہ ٹھنڈا کر دیتا ہے۔''(۳)

دوسروں کو ترغیب کے لیے دکھا کر صدقہ کرنا بھی جائز ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً ...... يَحْزَنُوْنَ ﴾ [البقرة : ۲۷٤] ''جو لوگ اپنے مالوں کو رات دن چھپے کھلے خرچ کرتے ہیں ان کے لئے ان کے رب تعالیٰ کے پاس اجر ہے اور نہ ان پر خوف ہوگا اور نہ یہ غمگین ہوں گے۔''

اس آیت میں چھپا کر صدقہ کرنے والے اور ظاہر کر کے صدقہ کرنے والے، دونوں کو اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر وثواب کی نوید سنائی گئی ہے۔ جس سے ثابت ہوا کہ (محض ترغیب کی غرض سے) لوگوں کو دکھا کر صدقہ کرنا بھی جائز ہے۔ لیکن اگر لوگوں کو دکھانے کا مقصد اُن کے ہاں عزت ومقام حاصل کرنا ہو تو یہ جائز نہیں بلکہ اس کے ذریعے صدقات ضائع ہو جاتے ہیں۔ صحیح حدیث میں موجود ہے کہ

''وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے وافر مال دیا، اس کو ہر قسم کے مال ودولت سے نوازا گیا۔ اسے پیش کیا جائے گا، اللہ تعالیٰ اسے اپنے انعامات یاد کرائے گا۔ وہ ان کا اقرار کرے گا۔ اللہ تعالیٰ دریافت فرمائیں گے، تم نے انعامات کے ہوتے ہوئے کیا عمل کیا؟ وہ جواب دے گا، میں نے ایسا کوئی راستہ نہیں چھوڑا جسے تو پسند کرتا تھا کہ اس میں مال خرچ کیا جائے، میں نے اس میں تیری رضا حاصل کرنے کے لیے مال خرچ کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، تو جھوٹ کہتا ہے جبکہ تو نے محض اس لیے مال خرچ کیا تا کہ تجھے سخی کہا جائے، چنانچہ تجھے کہہ دیا گیا۔ اس کے بعد اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا کہ اسے اوندھے منہ گھسیٹ کر دوزخ میں گرا دیا جائے۔''(٤)

احسان جتلانے سے صدقہ ضائع ہو جاتا ہے

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ ...... الْكٰفِرِيْنَ ﴾ [البقرة

---

(۱) [شرح مسلم للنووی (۳۵۷/٤)]

(۲) [**صحیح** : صحیح الجامع الصغیر (۳٦٥٤)]

(۳) [**حسن لغیره** : صحیح الترغیب (۸۹۰) کتاب الصدقات : باب الترغیب فی صدقة السر، رواه الطبرانی فی الأوسط]

(٤) [مسلم (۱۹۰۵) کتاب الإمارة : باب من قاتل للریاء والسمعة استحق النار، ترمذی (۲۳۸۲)]

Www.IslamicBooks.Website

: ۲٦٤] ''اے ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان جتلا کر اور ایذا پہنچا کر برباد نہ کرو' جس طرح وہ شخص جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرے اور نہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھے نہ قیامت پر' اس کی مثال اس صاف پتھر کی طرح ہے جس پر تھوڑی سی مٹی ہو پھر اس پر زوردار بارش برسے اور وہ اسے بالکل صاف اور سخت چھوڑ دے' ان ریاکاروں کو اپنی کمائی میں سے کوئی چیز ہاتھ نہیں لگتی اور اللہ تعالیٰ کافروں کی قوم کو (سیدھی) راہ نہیں دکھاتا۔''

(ابن کثیر رحمہ اللہ) اللہ تعالیٰ نے (اس آیت میں) یہ خبر دی ہے کہ صدقہ کرنے کے بعد اگر احسان جتلا دیا جائے یا ایذا پہنچادی جائے تو صدقہ باطل ہو جاتا ہے...... جیسے اُس شخص کا صدقہ باطل ہو جاتا ہے جو لوگوں کو دکھانے کے لیے صدقہ کرتا ہے۔(۱)

(قرطبی رحمہ اللہ) اس آیت کے متعلق جمہور علماء کا کہنا ہے کہ بلاشبہ ایسا صدقہ قبول نہیں کیا جاتا جس کے کرنے والے کے متعلق اللہ تعالیٰ کو معلوم ہو کہ وہ احسان جتلا رہا ہے یا ایذا پہنچا رہا ہے......(اس آیت میں) اللہ تعالیٰ نے اپنے صدقے کے ساتھ احسان جتلانے والے اور ایذا پہنچانے والے کی مثال اُس شخص کے ساتھ دی ہے جو اللہ کی رضامندی کے لیے نہیں بلکہ لوگوں کو دکھانے کے لیے خرچ کرتا ہے۔(۲)

(2) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ ثَلاثَةٌ لا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ لا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَ لا يُزَكِّيهِمْ وَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ : الْمُسْبِلُ وَ "الْمَنَّانُ"... ﴾ ''روزِ قیامت اللہ تعالیٰ تین آدمیوں سے نہ تو کلام کریں گے' نہ ان کی طرف نظرِ رحمت فرمائیں گے اور نہ ہی ان کا تزکیہ کریں گے بلکہ ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا: ایک تہبند (ٹخنوں سے نیچے) لٹکانے والا' دوسرا احسان جتلانے والا اور تیسرا جھوٹی قسم کے ذریعے اپنا سودا بیچنے والا۔''(۳)

(3) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ لا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ "مَنَّانٌ" ... ﴾ ''احسان جتلانے والا' والدین کا نافرمان اور ہمیشہ شراب پینے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''(٤)

(4) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ لا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ ... وَلا مَنَّانٌ ﴾ ''ہمیشہ شراب پینے والا' والدین کا نافرمان اور احسان جتلانے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''(٥)

---

(۱) [تفسیر ابن کثیر (۶۲۸/۱)] (۲) [تفسیر قرطبی (۲۹٦/۳)]

(۳) [مسلم (۱۰٦) کتاب الإیمان : باب بیان غلظ تحریم إسبال الإزار والمن بالعطیة ' ابو داود (٤۰۸۷)]

(٤) [صحیح : صحیح نسائی (٥۲٤۱) کتاب الأشربة ' الصحیحة (٦۷۰) نسائی (٥٦۷٥)]

(٥) [صحیح : نسائی فی السنن الکبری (٤۹۲۱) احمد (٤۹۹/٤) ابن حبان (٥۳٤٦) حاکم (۱٥٦/٤) امام حاکمؒ نے اسے صحیح کہا ہے اور امام ذہبیؒ نے ان کی موافقت کی ہے۔ شیخ عبدالرزاق مہدی حفظہ اللہ تعالیٰ نے اسے صحیح کہا ہے۔ [تفسیر ابن کثیر بتحقیق عبد الرزاق مهدی (٦۲۸/۱)]

Www.IslamicBooks.Website

(شیخ سلیم الہلالی) احسان جتلانے اور اذیت پہنچانے سے اجر ضائع ہو جاتا ہے۔(۱)

کیا حالتِ شرک میں کیے ہوئے صدقہ و خیرات کا اجر مسلمان ہونے کے بعد ملتا ہے؟

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! ان نیک کاموں کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں جنہیں میں جاہلیت کے زمانہ میں صدقہ' غلام آزاد کرنے اور صلہ رحمی کی صورت میں کیا کرتا تھا۔ کیا مجھے ان کا ثواب ملے گا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ أَسْلَمْتَ عَلَى مَا سَلَفَ مِنْ خَيْرٍ ﴾ "تم اپنی ان تمام نیکیوں کے ساتھ اسلام لائے ہو جو پہلے گزر چکی ہیں۔" (۲)

اس حدیث کی شرح میں مولانا داود راز رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ "امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث سے یہ ثابت کیا ہے کہ اگر کافر مسلمان ہو جائے تو کفر۔ کے زمانہ کی نیکیوں کا بھی ثواب ملے گا۔ یہ اللہ پاک کی عنایت ہے۔ اس میں کسی کا کیا اجارہ ہے۔ بادشاہ حقیقی کے پیغمبر نے جو کچھ فرما دیا وہی قانون ہے۔ اس سے زیادہ صراحت دار قطنی کی روایت میں ہے کہ جب کافر اسلام لاتا ہے اور اچھی طرح مسلمان ہو جاتا ہے تو اس کی ہر نیکی جو اس نے اسلام سے پہلے کی تھی' لکھ لی جاتی ہے اور ہر برائی جو اسلام سے پہلے کی تھی مٹادی جاتی ہے۔ اس کے بعد ہر نیکی کا ثواب دس گنا سے سات سو گنا تک ملتا رہتا ہے اور ہر برائی کے بدلے ایک برائی لکھی جاتی ہے۔ بلکہ ممکن ہے اللہ پاک اسے بھی معاف کر دے۔" (۳)

بخیلی کی مذمت

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿ وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَىٰ ۝ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَىٰ ...... إِذَا تَرَدَّىٰ ﴾ [الليل: ٨ ۔ ١١] "جس نے بخیلی کی اور بے پرواہی برتی۔ اور نیک بات کی تکذیب کی۔ تو ہم بھی اس کی تنگی و مشکل کے سامان میسر کر دیں گے۔ اس کا مال اسے (اوندھا) گرنے کے وقت کچھ کام نہ آئے گا۔"

(2) ایک اور مقام پر فرمایا ﴿ وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴾ [التغابن: ١٦] "جو شخص اپنے نفس کی بخیلی سے بچا لیا جائے وہی کامیاب ہے۔"

(3) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ اتَّقُوا الشُّحَّ ، فَإِنَّ الشُّحَّ أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ ، حَمَلَهُمْ عَلَى أَنْ سَفَكُوا دِمَاءَهُمْ وَ اسْتَحَلُّوا مَحَارِمَهُمْ ﴾ "بخل (کنجوسی) سے بچو کیونکہ بخل نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کر کے رکھ دیا۔ بخل نے انہیں اس بات پر ابھارا کہ انہوں نے مسلمانوں کا (ناحق) خون بہایا اور ان کی حرمتوں کو حلال بنا لیا۔" (٤)

---

(١) [موسوعة المناهي الشرعية (٦٥/٢)]

(٢) [بخاري (١٤٣٦) كتاب الزكاة : باب من تصدق في الشرك ثم أسلم ' مسلم (١٢٣)]

(٣) [شرح بخاري (تحت الحديث / ١٤٣٦)] (٤) [مسلم (٢٥٧٨) كتاب البر والصلة والآداب]

Www.IslamicBooks.Website

(4) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ مَثَلُ الْبَخِيْلِ وَ الْمُتَصَدِّقِ ، كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُنَّتَانِ مِنْ حَدِيْدٍ ... ﴾ ''بخیل اور صدقہ دینے والے کی مثال دو انسانوں کی ہے جنہوں نے زرہ پہن رکھی ہے' ان کے ہاتھوں کو ان کی چھاتیوں اور ان کے سینوں کی جانب جکڑ دیا گیا ہے۔ صدقہ دینے والا جب صدقہ عطا کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو زرہ کشادہ ہو جاتی ہے اور بخیل جب صدقہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو زرہ سمٹ جاتی ہے اور ہر حلقہ اپنی اپنی جگہ پر کس جاتا ہے۔'' (۱)

(شیخ سلیم الہلالی) مومن بزدل اور بخیل نہیں ہوتا۔ (۲)

دنیاوی مال و متاع کی حقارت

(1) حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ﴿ وَاللّٰهِ مَا الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مِثْلَ مَا يَجْعَلُ أَحَدُكُمْ إِصْبَعَهُ فِي الْيَمِّ فَلْيَنْظُرْ بِمَ يَرْجِعُ ؟ ﴾ ''اللہ کی قسم! آخرت کے مقابلے میں دنیا کی مثال بس اتنی سی ہے جیسے تم میں سے کوئی شخص اپنی انگلی دریا کے پانی میں ڈالتا ہے' وہ غور کرے کہ انگلی کے ساتھ کتنا پانی لگتا ہے؟۔'' (۳)

(2) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بھیڑ کے ایک ایسے مردہ بچے کے پاس سے گزرے جس کے کان بہت چھوٹے تھے۔ آپ ﷺ نے (صحابہ سے) پوچھا' تم میں سے کون شخص ایک درہم کے عوض اسے لینا پسند کرے گا؟ صحابہ کرام نے عرض کیا' ہم تو کسی معمولی چیز کے عوض بھی اسے اپنے لیے پسند نہیں کرتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ﴿ فَوَ اللّٰهِ ! لَلدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذَا عَلَيْكُمْ ﴾ ''اللہ کی قسم! دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ حقیر ہے جتنا تمہارے نزدیک یہ حقیر ہے۔'' (٤)

(3) حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ فَوَ اللّٰهِ ! لَا الْفَقْرُ أَخْشَى عَلَيْكُمْ ، وَ لٰكِنْ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ ، فَتَنَافَسُوْهَا كَمَا تَنَافَسُوْهَا ، وَ تُهْلِكَكُمْ كَمَا أَهْلَكَتْهُمْ ﴾ ''اللہ کی قسم! میں تمہارے متعلق فقیری کا خوف نہیں رکھتا البتہ تمہارے بارے میں مجھے یہ خدشہ ہے کہ دنیا تم پر فراخ ہو جائے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فراخ ہوئی پس تم اس میں رغبت کرو گے جیسا کہ انہوں نے اس میں رغبت کی اور وہ تمہیں تباہ و برباد کر دے گی جیسا کہ

(۱) [بخاری (۱٤٤۳) کتاب الزکاۃ : باب مثل المتصدق والبخیل ' مسلم (۱۰۲۱) کتاب الزکاۃ]

(۲) [موسوعة المناهی الشرعية (۵۳/۲)]

(۳) [مسلم (۲۸۵۸) کتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها ، ترمذی (۲۳۲۳) ابن ماجة (٤۱۰۸)]

(٤) [مسلم (۲۹۵۷) کتاب الزهد والرقائق : باب ' ابو داود (۱۸٦) تحفة الأشراف (۲٦۰۱)]

Www.IslamicBooks.Website

اس نے انہیں برباد کر دیا۔“ (١)

(4) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ الا إِنَّ الدُّنْيَا مَلْعُونَةٌ مَلْعُونٌ مَا فِيهَا ، إِلَّا ذِكْرُ اللّٰهِ وَ مَا وَالَاهُ ، وَ عَالِمٌ أَوْ مُتَعَلِّمٌ ﴾ ”خبردار! بے شک دنیا اور جو کچھ اس میں ہے ملعون (یعنی اللہ کی رحمت سے دور کرنے والا) ہے مگر اللہ کا ذکر اور وہ اعمال جنہیں اللہ محبوب جانتا ہے اور عالم اور علم سیکھنے والا۔“ (٢)

(5) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ ، مَا سَقَى كَافِرًا مِنْهَا شَرْبَةَ مَاءٍ ﴾ ”اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا (کی قدر و منزلت) مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو وہ کسی کافر کو پانی کا گھونٹ نہ پلاتا۔“ (٣)

(6) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ مَنْ أَحَبَّ دُنْيَاهُ أَضَرَّ بِآخِرَتِهِ ، وَمَنْ أَحَبَّ آخِرَتَهُ أَضَرَّ بِدُنْيَاهُ ، فَآثِرُوا مَا يَبْقَى عَلَى مَا يَفْنَى ﴾ ”جس نے (اللہ سے بڑھ کر) دنیا سے محبت کی اس نے اپنی آخرت کو برباد کر لیا اور جس نے آخرت کے ساتھ محبت کی اس نے اپنی دنیا کو نقصان پہنچایا۔ پس تم باقی رہنے والی اشیاء کو فنا ہونے والی اشیاء پر ترجیح دو۔“ (٤)

انسان کا اپنا مال صرف تین قسم کا ہی ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بندہ کہتا ہے کہ میرا مال (اتنا ہے) ، میرا مال (اتنا ہے) حالانکہ فی الحقیقت اس کے مال میں سے اس کا مال صرف تین قسم کا ہے: ﴿ مَا أَكَلَ فَأَفْنَى ، أَوْ لَبِسَ فَأَبْلَى ، أَوْ أَعْطَى فَأَقْتَنَى ، وَ مَا سِوَى ذَلِكَ فَهُوَ ذَاهِبٌ وَ تَارِكُهُ لِلنَّاسِ ﴾ (1) جو اس نے کھا لیا اور ختم کر دیا۔ (2) جو اس نے پہن لیا اور اسے پرانا کر دیا۔ (3) جو اس نے عطیہ کیا اور (آخرت کے لیے) ذخیرہ کر لیا۔ ان اموال کے علاوہ جو بھی مال ہے اسے وہ لوگوں کے لیے چھوڑ کر جانے والا ہے۔“ (٥)

باعمل فقراء کی فضیلت

(1) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ اِطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ

---

(١) [بخاری (٦٤٢٥) کتاب الرقاق : باب ما یحذر من زهرة الدنیا والتنافس فیها ، مسلم (٢٩٦١)]

(٢) [حسن : الصحيحة (٢٧٩٧) ترمذی (٢٣٢٢) کتاب الزهد : باب منه ، ابن ماجة (٤١١٢)]

(٣) [ترمذی (٢٣٢٠) کتاب الزهد : باب ما جاء فی هوان الدنیا علی الله ، شیخ البانی فرماتے ہیں کہ اس کی سند ضعیف ہے لیکن اس کے کچھ شواہد ہیں جن میں سے بعض صحیح ہیں۔ دیکھئے: الصحيحة (٩٤٣) هداية الرواة (٥١٠٥)]

(٤) [مسند احمد (٤١٢/٤) شیخ البانی فرماتے ہیں کہ اس روایت کے لیے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے حسن سند کے ساتھ شاہد موجود ہے۔ دیکھئے: السلسلة الصحيحة (٣٢٨٧) هداية الرواة (٥١٠٧) ، (١٠/٥)]

(٥) [مسلم (٢٩٥٩) کتاب الزهد والرقائق ، ترمذی (٢٣٥٤) نسائی (٢٣٨/٦) احمد (٨٨٢١)]

Www.IslamicBooks.Website

أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ ﴾ ''میں نے جنت کا مشاہدہ کیا تو میں نے دیکھا کہ اس میں اکثریت فقراء کی ہے۔''(١)

(2) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ إِنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِيْنَ يَسْبِقُوْنَ الْأَغْنِيَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى الْجَنَّةِ بِأَرْبَعِيْنَ خَرِيْفًا ﴾ ''بے شک روزِ قیامت فقیر مہاجر لوگ مالدار لوگوں سے چالیس سال پہلے جنت میں جائیں گے۔''(٢)

(3) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک آدمی گزرا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قریب بیٹھے ہوئے شخص سے پوچھا کہ اس شخص کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے؟ اس نے جواب دیا' یہ شخص بڑے لوگوں میں سے ہے۔ اللہ کی قسم! یہ شخص اس لائق ہے کہ اگر وہ کسی کی طرف منگنی کا پیغام بھیجے تو اس کا نکاح ہو جائے اور اگر سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول کی جائے اور اگر بات کرے تو اس کی بات سنی جائے۔ سہل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ جواب سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد ایک اور شخص گزرا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے پوچھا کہ اس کے بارے میں تیری کیا رائے ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اے اللہ کے رسول! یہ شخص فقیر مسلمانوں میں سے ہے۔ یہ اس لائق ہے کہ اگر یہ منگنی کا پیغام بھیجے تو اس کا نکاح نہ ہو اور اگر سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول نہ ہو اور اگر کوئی بات کرے تو اس کی بات نہ سنی جائے۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ هَذَا خَيْرٌ مِّنْ مِلْءِ الْأَرْضِ مِثْلَ هَذَا ﴾ ''یہ اکیلا شخص اُس (امیر) شخص جیسے لوگوں سے بھری زمین سے بھی کہیں زیادہ بہتر ہے۔''(٣)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکین رہنے کے خواہشمند تھے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ اَللّٰهُمَّ أَحْيِنِيْ مِسْكِيْنًا وَ أَمِتْنِيْ مِسْكِيْنًا وَاحْشُرْنِيْ فِيْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنِ ﴾ ''اے اللہ! مجھے مسکین زندہ رکھ' مجھے مسکین فوت کر اور مجھے مساکین کے گروہ میں اُٹھانا۔''(٤)

اللہ چاہے تو فقیر کو غنی کر دے اور غنی کو فقیر

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ ...... قَدِيْرٌ ﴾ [آل عمران : ٢٦] ''آپ کہہ دیجئے کہ اے اللہ! اے تمام جہان کے مالک! تو جسے چاہے بادشاہی دے اور جس سے چاہے

---

(١) [بخاری (٦٥٤٦) کتاب الرقاق : باب صفة الجنة والنار' مسلم (٢٧٣٧) ترمذی (٢٦٠٢)]

(٢) [مسلم (٢٩٧٩) کتاب الزهد والرقائق : باب]

(٣) [بخاری (٦٤٤٧) کتاب الرقاق : باب فضل الفقر' ابن ماجة (٤١٢٠) کتاب الزهد : باب فضل الفقراء]

(٤) [صحيح : إرواء الغليل (٨٦١) السلسلة الصحيحة (٣٠٨)]

Www.IslamicBooks.Website

بادشاہی چھین لے اور تو جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے' تیرے ہی ہاتھ میں سب بھلائیاں ہیں' بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔"

اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ شاہ کو گدا بنا دینا اور گدا کو شاہ' اسی طرح معزز کو ذلیل کر دینا اور ذلیل کو معزز' سب اسی کے اختیار میں ہے۔ اس لیے جس کے پاس مال جیسی نعمتِ الٰہی موجود ہو تو اسے تکبر و غرور اور ریاء و نمود کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے بلکہ اسے چاہیے کہ ہر وقت مال کے متعلق اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے اور اس میں اللہ تعالیٰ نے جو حق مقرر کیا ہے اسے ادا کرتا رہے کیونکہ اگر وہ ایسا نہیں کرے گا تو عین ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو کر اپنی نعمت چھین لے اور پھر وہ در بدر کی ٹھوکریں کھاتا پھرے۔

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ﴿وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِن كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ﴾ [إبراھیم : ۷] "جب تمہارے پروردگار نے تمہیں آگاہ کر دیا کہ اگر تم شکر گزاری کرو گے تو بے شک میں تمہیں زیادہ دوں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو یقیناً میرا عذاب بہت سخت ہے۔"

اور شکر یہ ہے کہ اللہ کی ہر نعمت کو اسی طرح استعمال کیا جائے جیسے اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے وگرنہ ناشکری کی صورت میں اللہ تعالیٰ شان و شوکت کا مقام چھین کر مفلسی کی چوکھٹ پر بٹھانے پر بھی قادر ہے۔

مال کی فراوانی علاماتِ قیامت میں سے ایک ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَكْثُرَ الْمَالُ وَيَفِيضَ ......﴾ "قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ مال و دولت کی فراوانی ہو جائے گی۔ (مال و دولت کی) اس قدر کثرت ہوگی کہ آدمی زکوۃ کا مال لے کر نکلے گا مگر کوئی زکوۃ لینے والا نظر نہیں آئے گا۔" (۱)

قیامت کے قریب ایسا حکمران ہوگا جو بہت زیادہ سخاوت کرے گا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ خَلِيفَةٌ يَقْسِمُ الْمَالَ وَلَا يَعُدُّهُ﴾ "آخری زمانے میں (یعنی قیامت کے قریب) ایک ایسا خلیفہ ہوگا جو مال تقسیم کرے گا اور اسے شمار نہیں کرے گا۔" (۲)

(نووی رحمہ اللہ) یہ خلیفہ اتنا مال اس وجہ سے تقسیم کرے گا کیونکہ اُس وقت اموال' غنائم اور فتوحات کی کثرت ہوگی اور اس پر مزید اس کا نفس بھی سخی ہوگا۔ (۳)

---

(۱) [بخاری (۱٤۱۱) کتاب الزکوۃ : باب الصدقة قبل الرد' مسلم (۱۰۱۱) کتاب الزکاۃ]

(۲) [مسلم (۲۹۱۳) احمد (۱۱۰۱۲)] (۳) [شرح مسلم للنووی (۱۷۱/۹)]

Www.IslamicBooks.Website

كتاب الزكاة
زکوٰۃ کے مسائل

- باب فرضية الزكاة — زکوٰۃ کی فرضیت کا بیان
- باب فضيلة الزكاة و فوائده — زکوٰۃ کی فضیلت اور اس کے فوائد کا بیان
- باب إثم مانع الزكاة و حكمه — مانع زکوٰۃ کے گناہ اور اس کے حکم کا بیان
- باب من تجب عليه الزكاة — جس پر زکوٰۃ واجب ہے
- باب ما تجب فيه الزكاة — جن اموال میں زکوٰۃ واجب ہے
- باب ما لاتجب فيه الزكاة — جن اموال میں زکوٰۃ واجب نہیں
- باب زكاة الذهب والفضة — سونے اور چاندی کی زکوٰۃ کا بیان
- باب زكاة الحيوان — جانوروں کی زکوٰۃ کا بیان
- باب زكاة التجارة — تجارتی اموال کی زکوٰۃ کا بیان
- باب زكاة الزروع و الثمار — کھیتوں اور پھلوں کی زکوٰۃ کا بیان
- باب زكاة الركاز و المعدن — دفینے اور معدنیات کی زکوٰۃ کا بیان
- باب إخراج الزكاة — زکوٰۃ نکالنے کا بیان
- باب أخذ الزكاة — زکوٰۃ وصول کرنے کا بیان
- باب مصارف الزكاة — زکوٰۃ کے مصارف کا بیان
- باب من تحرم عليه الزكاة — جن پر زکوٰۃ حرام ہے
- باب صدقة الفطر — صدقہ فطر کا بیان
- باب صدقة التطوع — نفلی صدقہ کا بیان
- باب تجنب المسألة — سوال کرنے سے بچنے کا بیان

Www.IslamicBooks.Website

باب فرضية الزكاة — زکوٰۃ کی فرضیت کا بیان

زکوٰۃ ارکانِ اسلام میں سے ایک ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ بُنِیَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ ... وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ " ... ﴾ "اسلام کی بنیاد پانچ اشیاء پر رکھی گئی ہے (ان میں سے ایک یہ ہے) زکوٰۃ کی ادائیگی۔" (۱)

(نووی رحمہ اللہ) نماز اور زکوٰۃ شہادتین کے بعد اسلام کے اہم ترین ارکان ہیں۔ (۲)

پچھلی اُمتوں کو بھی زکوٰۃ کا حکم دیا گیا تھا

(1) اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے فرمایا ﴿ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ ...... الْاَنْهٰرُ ﴾ [المائدة : ۱۲] "اگر تم نماز قائم رکھو گے اور زکوٰۃ دیتے رہو گے اور میرے رسولوں کو مانتے رہو گے اور ان کی مدد کرتے رہو گے اور اللہ تعالیٰ کو بہتر قرض دیتے رہو گے تو یقیناً میں تمہاری برائیاں تم سے دور رکھوں گا اور تمہیں ان جنتوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے چشمے بہہ رہے ہیں۔"

(2) ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے اس عہد و پیمان کا تذکرہ کیا ہے:

﴿ وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ ...... وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ...... مُّعْرِضُوْنَ ﴾

[البقرة : ۸۳] "(یاد کرو!) جب ہم نے بنی اسرائیل سے وعدہ لیا کہ تم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کی عبادت نہ کرنا' ماں باپ کے ساتھ' رشتہ داروں کے ساتھ' یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا' لوگوں کو اچھی بات کہنا' نمازیں قائم رکھنا اور زکوٰۃ دیتے رہنا' پھر تھوڑے سے لوگوں کے علاوہ تم سب پھر گئے اور منہ موڑ لیا۔"

(3) حضرت اسماعیل علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یوں ذکر فرمایا ہے:

﴿ وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا ﴾ [مريم : ۵۵] "وہ اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتے تھے اور وہ اپنے رب کے نزدیک پسندیدہ شخص تھے۔"

(4) حضرت ابراہیم علیہ السلام' حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ﴾ [الأنبياء : ۷۳] "ہم نے انہیں وحی کے ذریعے نیکیوں کے کرنے' نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا اور وہ ہمارے

---

(۱) [بخاری (۸) کتاب الإيمان : باب دعائكم إيمانكم ' مسلم (۱۶) ترمذی (۲۶۱۲) نسائی (۸/۱۰۷)]
(۲) [شرح مسلم للنووی (۱۱۸/۲)]

Www.IslamicBooks.Website

عبادت گزار بندے تھے۔"

(5) اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر کیا کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا: ﴿إِنِّي عَبْدُ اللّٰهِ ۖ اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ ...... وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا﴾ [مریم : ۳۰-۳۱] "میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب عطا فرمائی اور مجھے نبوت سے نوازا اور میں جہاں بھی ہوں مجھے بابرکت بنا دیا اور مجھے حکم دیا کہ میں جب تک زندہ رہوں نماز قائم رکھوں اور زکوٰۃ ادا کرتا رہوں۔"

اِس اُمت پر زکوٰۃ کی ادائیگی فرض ہے

(1) ﴿وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ﴾ [البقرة : ٤٣] "اور زکوٰۃ ادا کرو۔"

(2) ﴿وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا﴾ [المزمل : ٢٠] "زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ تعالیٰ کو قرضِ حسنہ دو۔"

(3) ﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً﴾ [التوبة : ١٠٣] "ان کے مالوں سے آپ صدقہ لیجیے۔"

(4) ﴿وَاٰتُوا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ﴾ [الأنعام : ١٤١] "اس کے کٹائی کے دن اس کا حق ادا کرو (یعنی پھل اتارنے یا فصلوں کی کٹائی کے وقت)۔"

(5) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف روانہ کرتے وقت فرمایا کہ ﴿ اُدْعُهُمْ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ ...... فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِي أَمْوَالِهِمْ ﴾ "تم انہیں اس کلمہ کی گواہی کی دعوت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اگر وہ لوگ یہ بات مان لیں تو پھر انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر روزانہ پانچ وقت کی نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ لوگ یہ بات بھی مان لیں تو پھر انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ان کے مالوں میں صدقہ (یعنی زکوٰۃ کو) فرض قرار دیا ہے۔" (۱)

(6) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو فریضہ زکوٰۃ کے متعلق یہ تحریر بھیجی ﴿ هٰذِهِ فَرِيْضَةُ الصَّدَقَةِ الَّتِي فَرَضَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ وَالَّتِي أَمَرَ اللّٰهُ بِهَا رَسُوْلَهُ ﴾ "یہ وہ فریضہ زکوٰۃ ہے کہ جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں پر فرض کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے۔" (۲)

(7) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ قبیلہ عبد القیس کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم ربیعہ قبیلہ کی ایک شاخ ہیں اور قبیلہ مضر کے کافر ہمارے اور

---

(۱) [بخاری (١٣٩٥) کتاب الزکاۃ : باب وجوب الزکاۃ، مسلم (١٩) أبو داود (١٥٨٤) ترمذی (٦٢٥)]

(۲) [بخاری (١٤٥٤) کتاب الزکاۃ : باب زکاۃ الغنم، أبو داود (١٥٦٧) ابن ماجة (١٨٠٠)]

Www.IslamicBooks.Website

آپ ﷺ کے درمیان پڑتے ہیں۔اس لیے ہم صرف حرمت کے مہینوں میں ہی آپ کی خدمت میں حاضر ہو سکتے ہیں (کیونکہ ان مہینوں میں لڑائیاں رُک جاتی ہیں اور راستوں میں امن ہوتا ہے)۔آپ ہمیں کچھ ایسی باتیں بتا دیجئے جن پر ہم خود بھی عمل کریں اور اپنے قبیلے کے اُن لوگوں کو بھی ان پر عمل کے لیے کہیں جو ہمارے ساتھ نہیں آ سکے۔آپ ﷺ نے فرمایا ﴿ آمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ وَ أَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ : اَلْإِيْمَانِ بِاللّٰهِ وَ شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ۔ وَ عَقَدَ بِيَدِهِ هٰكَذَا ۔ وَ إِقَامِ الصَّلَاةِ "وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ" وَأَنْ تُؤَدُّوْا خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ ...... ﴾ "میں تمہیں چار کاموں کا حکم دیتا ہوں اور چار کاموں سے روکتا ہوں۔اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے اور اس کی وحدانیت کی شہادت دینے کا (یہ کہا تو) آپ ﷺ نے اپنی اُنگلی سے ایک طرف اشارہ کیا۔نماز قائم کرنا 'زکوٰۃ ادا کرنا اور مال غنیمت سے پانچواں حصہ ادا کرنے (کا حکم دیتا ہوں)۔" (۱)

(8) قیصر روم ہرقل نے ابوسفیان سے نبی ﷺ کے متعلق پوچھا کہ وہ تمہیں کیا حکم دیتا ہے تو اس نے کہا ﴿ يَقُوْلُ اعْبُدُوْا اللّٰهَ وَحْدَهُ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا وَاتْرُكُوْا مَا يَقُوْلُ آبَائُكُمْ وَ يَأْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ "وَالزَّكَاةِ" وَ الصِّدْقِ وَ الْعَفَافِ وَ الصِّلَةِ ﴾ "وہ کہتا ہے کہ اکیلے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور جو کچھ تمہارے آباؤ اجداد کہتے ہیں (اُن شرکیہ باتوں کو) چھوڑ دو اور ہمیں نماز پڑھنے' زکوٰۃ دینے' سچ بولنے' پرہیز گاری اختیار کرنے اور صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے۔" (۲)

(9) حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نجد والوں میں سے ایک شخص آپ ﷺ کے پاس آیا' اس کے بال بکھرے ہوئے تھے' ہم اس کی آواز کی بھنبھناہٹ سنتے تھے اور ہمیں سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کیا کہہ رہا ہے حتی کہ وہ نزدیک آن پہنچا' تب معلوم ہوا کہ وہ اسلام کے بارے میں پوچھ رہا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسلام دن رات میں پانچ نمازیں پڑھنا ہے' اس نے کہا بس اس کے سوا تو مجھ پر کوئی نماز نہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا نہیں مگر تو نفل پڑھے تو اور بات ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا اور رمضان کے روزے رکھنا' اس نے کہا اور تو کوئی روزہ مجھ پر نہیں ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا' نہیں مگر تو نفل روزے رکھے تو اور بات ہے۔طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿ وَ ذَكَرَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ "زَكَاةً" قَالَ : هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا ؟ قَالَ : لَا ' إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ ﴾ "رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے زکوٰۃ کا ذکر کیا (کہ یہ بھی اسلام کا ایک حصہ ہے) تو اس نے کہا کہ مجھ پر کوئی اور تو صدقہ نہیں ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا' نہیں مگر تو نفلی صدقہ دے تو اور بات ہے۔" (۳)

(۱) [بخاری (۱۳۹۸) کتاب الزکاۃ : باب وجوب الزکاۃ ' مسلم (۱۷) ابو داود (۳۶۹۲) ترمذی (۱۵۹۹)]

(۲) [بخاری (۷) کتاب الوحی : باب کیف کان بدء الوحی إلی رسول اللہ ' مسلم (۱۷۷۳) ابو داود (۵۱۳۶) ترمذی (۲۷۱۷) نسائی فی السنن الکبری (۵۸۵۸) ابن حبان (۶۵۵۵) عبد الرزاق (۹۷۲۴)]

(۳) [بخاری (۴۶) کتاب الإیمان : باب الزکاۃ من الإسلام ' مسلم (۱۱) ابو داود (۳۹۲)]

Www.IslamicBooks.Website

(10) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ اَلْإِسْلَامُ أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ " وَ تُؤْتِيَ الزَّكَاةَ الْمَفْرُوْضَةَ " وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ ﴾ ''اسلام یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے' نماز قائم کرے' فرض زکوٰۃ ادا کرے اور ماہِ رمضان کے روزے رکھے۔'' (۱)

(شیخ وہبہ زحیلی) زکوٰۃ کے وجوب پر ہمیشہ سے مسلمانوں کا اجماع ہے۔ (۲)

(شیخ صالح بن فوزان) زکوٰۃ کی فرضیت پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ (۳)

زکوٰۃ کی ادائیگی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے بیعت لی

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَى إِقَامِ الصَّلَاةِ " وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ " وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ ﴾ ''میں نے ان اُمور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی: کہ میں نماز قائم کروں گا' زکوٰۃ ادا کروں گا اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کروں گا۔'' (٤)

اگر کسی چیز میں فرضیتِ زکوٰۃ کا علم ہی نہ ہو

(ابن باز رحمہ اللہ) (اگر آپ کو علم نہیں تھا تو پھر جب بھی علم ہو جائے تو) آپ پر لازم ہے کہ سابقہ تمام سالوں کی زکوٰۃ ادا کریں اور آپ کی (فرضیت زکوٰۃ کے حکم سے) جہالت آپ سے زکوٰۃ کو ساقط نہیں کرے گی کیونکہ زکوٰۃ کی فرضیت ایسا حکم ہے جو دین میں ضروری طور پر معلوم ہے اور یہ حکم مسلمانوں پر مخفی بھی نہیں' نیز زکوٰۃ ارکانِ اسلام میں سے تیسرا رکن بھی ہے۔ لہٰذا آپ پر واجب ہے کہ فوراً سابقہ تمام سالوں کی زکوٰۃ ادا کر دیں۔ مزید یہ کہ تاخیر کے لیے اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار بھی کریں۔ اللہ ہمیں' آپ کو اور ہر مسلمان کو معاف فرمائے۔ (٥)

---

(۱) [بخاری (٤٧٧٧) کتاب تفسیر القرآن : باب قوله إن الله عنده علم الساعة ' مسلم (٩) ابو داود (٤٦٩٨) ابن ماجة (٦٤) ' (٤٠٤٤) مقدمة : باب فی الإیمان ' نسائی (٥٠٠٦) ابن أبی شیبة (١١/٥)]

(٢) [الفقه الإسلامی وأدلته (١٧٩٢/٣)] (٣) [الملخص الفقهی للدكتور صالح بن فوزان (٣٢٠/١)]

(٤) [بخاری (١٤٠١) کتاب الزکاة : باب البیعة علی إیتاء الزکاة ' مسلم (٥٦) ترمذی (١٩٢٥) کتاب البر والصلة : باب ما جاء فی النصیحة ' ابن حبان (٤٥٤٥) طبرانی کبیر (٢٢٤٤) ' (٢٢٤٥) بیهقی (١٤٥/٨) احمد (١٩١٨٢) حمیدی (٧٩٥)]

(٥) [مجموع الفتاوی لابن باز (٢٣٩/١٤)]

Www.IslamicBooks.Website

باب فضيلة الزكاة و فوائده — زکوٰۃ کی فضیلت اور اس کے فوائد کا بیان

زکوٰۃ کی ادائیگی جنت میں لے جانے والا عمل ہے

(1) حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت میں داخل کردے۔ یہ سن کر لوگوں نے کہا کہ یہ آخر کیا چاہتا ہے۔ لیکن نبی کریم ﷺ نے فرمایا ﴿ تَعْبُدُ اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَ تُقِيْمُ الصَّلَاةَ " وَ تُؤْتِي الزَّكَاةَ " وَ تَصِلُ الرَّحِمَ ﴾ "یہ تو بہت اہم ضرورت ہے۔ (تو یاد رکھو!) اللہ کی عبادت کرو' کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ' نماز قائم کرو' زکوٰۃ ادا کرو اور صلہ رحمی کرو۔" (۱)

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ جب آپ ﷺ نے اُس دیہاتی کو جنت میں داخلے کا یہ فارمولا بتایا تو اس نے کہا' اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں ان عملوں پر کوئی زیادتی نہیں کروں گا۔ جب وہ پیٹھ پھیر گیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا ﴿ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هَذَا ﴾ "اگر کوئی ایسے شخص کو دیکھنا چاہتا ہے جو جنت والوں میں سے ہو تو وہ اس شخص کو دیکھ لے۔" (۲)

(3) حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع میں خطبہ دیتے ہوئے سنا' آپ فرما رہے تھے کہ ﴿ اتَّقُوْا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ، وَصَلُّوْا خَمْسَكُمْ ، وَصُوْمُوْا شَهْرَكُمْ " وَ أَدُّوْا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ " وَ أَطِيْعُوْا ذَا أَمْرِكُمْ ، تَدْخُلُوْا جَنَّةَ رَبِّكُمْ ﴾ "اپنے رب سے ڈرو' پانچ نمازیں ادا کرو' ماہ رمضان کے روزے رکھو' اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرو اور امیر کی اطاعت کرو تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔" (۳)

زکوٰۃ و خیرات مال اور اجر و ثواب میں اضافے کا باعث ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ﴾ [الروم : ۳۹]

"جو کچھ تم صدقہ و زکوٰۃ اللہ کی رضا کے لیے دو تو یہی لوگ ہیں جو (اپنا مال اور اجر) دُگنا کرنے والے ہیں۔"

صدقہ و زکوٰۃ سے مال میں کمی واقع نہیں ہوتی

(1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِّنْ مَالٍ ،

---

(۱) [بخاری (۱۳۹۶) کتاب الزکاۃ : باب وجوب الزکاۃ' مسلم (۱۳) نسائی فی السنن الکبری (۳۲۸/۱)]

(۲) [بخاری (۱۳۹۷) کتاب الزکاۃ : باب وجوب الزکاۃ' مسلم (۱۴) احمد (۸۵۲۳) ابن مندہ (۱۲۸)]

(۳) [صحیح : الصحیحۃ (۸۶۷) صحیح ترمذی' ترمذی (۶۱۶) کتاب الجمعۃ : باب منہ' مسند احمد (۲۵۱/۵) مستدرک حاکم (۹/۱) امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔]

Www.IslamicBooks.Website

... ﴿ ''صدقہ کسی مال کو کم نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ معاف کرنے کی وجہ سے بندے کی عزت ہی بڑھاتا ہے اور جو کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے لیے جھکتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بلند کر دیتے ہیں۔'' (۱)

(2) حضرت ابو کبشہ انماری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا' تین باتوں پر میں قسم اٹھاتا ہوں اور میں تمہیں ایک حدیث بیان کرتا ہوں اسے یاد کر لو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ مَا نَقَصَ مَالُ عَبْدٍ مِنْ صَدَقَةٍ ﴾ ''صدقے سے بندے کے مال میں کمی نہیں آتی'' اور جس بندے پر بھی ظلم کیا گیا اور اس نے صبر کیا تو اللہ تعالیٰ اسے عزت و شرف میں مزید بڑھا دیں گے اور جس بندے نے بھی سوال کا دروازہ کھولا تو اللہ تعالیٰ اس پر فقر کا دروازہ کھول دیں گے۔'' (۲)

زکوٰۃ مال کا شر ختم کر دیتی ہے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے بتایئے اگر آدمی اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ مَنْ أَدَّى زَكَاةَ مَالِهِ فَقَدْ ذَهَبَ عَنْهُ شَرُّهُ ﴾ ''جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی تو یقیناً اس سے اُس (مال) کا شر چلا گیا۔''

مستدرک حاکم کی روایت میں یہ لفظ ہیں ﴿ إِذَا أَدَّيْتَ زَكَاةَ مَالِكَ فَقَدْ أَذْهَبْتَ عَنْكَ شَرَّهُ ﴾ ''جب تو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دے تو یقیناً تو نے خود سے اس کا شر دور کر دیا۔'' (۳)

زکوٰۃ اموال کی طہارت کا ذریعہ ہے

حضرت خالد بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ کہیں جا رہے تھے کہ ایک دیہاتی نے آپ رضی اللہ عنہما سے پوچھا مجھے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر بتایئے ''جو لوگ سونے اور چاندی کا خزانہ بنا کر رکھتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔'' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے جواب دیا کہ اگر کسی نے سونا چاندی جمع کیا اور اس کی زکوٰۃ نہ دی تو اس کے لیے ہلاکت ہے۔ یہ حکم زکوٰۃ کے احکام نازل ہونے سے پہلے تھا لیکن جب اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کا حکم نازل کر دیا ﴿ جَعَلَهَا اللّٰهُ طُهْرًا لِلْأَمْوَالِ ﴾ ''تو اب وہی زکوٰۃ مال و دولت کو پاک کر دینے والی ہے۔'' (٤)

---

(۱) [مسلم (۲۵۸۸) کتاب البر والصلة والآداب : باب استحباب العفو والتواضع ' ترمذی (۲۰۲۹)]

(۲) [صحیح لغیرہ : صحیح الترغیب (۸۶۹) کتاب الصدقات : باب الترغیب فی الصدقة والحث علیها وما جاء فی جهد المقل ومن تصدق بما لا یحب ' ترمذی (۲۳۲۵) کتاب الزهد ، ابن ماجة (٤۲۲۸)]

(۳) [حسن لغیرہ : صحیح الترغیب (۷٤۳) رواہ الطبرانی فی الأوسط کما فی مجمع الزوائد للهیثمی (۶۳/۳) ابن خزیمة (۱۳/٤) حاکم (۳۹۰/۱)]

(٤) [بخاری (۱٤۰٤) کتاب الزکاة : باب ما أدی زکاته فلیس بکنز ' ابن ماجه (۱۷۸۷) کتاب الزکاة]

Www.IslamicBooks.Website

زکوٰۃ اموال کی حفاظت کا باعث ہے

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ حَصِّنُوْا أَمْوَالَكُمْ بِالزَّكَاةِ ﴾ ''زکوٰۃ کے ذریعے اپنے اموال محفوظ کرو۔'' (۱)

زکوٰۃ ادا کرنے والا صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا

حضرت عمرو بن مرہ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قضاعہ قبیلے کا ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا' بلاشبہ میں نے یہ شہادت دی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں اور میں نے پانچوں نمازیں ادا کیں اور رمضان کے روزے رکھے اور اس کا قیام کیا اور زکوٰۃ ادا کی۔ (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ مَنْ مَاتَ عَلَى هٰذَا كَانَ مِنَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ ﴾ ''جو شخص اسی عمل پر فوت ہوا وہ صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔'' (۲)

ہر سال زکوٰۃ ادا کرنے والا ایمان کا ذائقہ چکھتا ہے

حضرت عبداللہ بن معاویہ غاضری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ ثَلَاثٌ مَنْ فَعَلَهُنَّ ...... وَأَعْطَى زَكَاةَ مَالِهِ طَيِّبَةً بِهَا نَفْسُهُ رَافِدَةً عَلَيْهِ كُلَّ عَامٍ ﴾ ''جس شخص نے تین کام کیے اس نے یقیناً ایمان کا ذائقہ چکھ لیا: جس نے صرف ایک اللہ کی عبادت کی اور یہ جان لیا کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں اور ہر سال دِلی خوشی اور اس کی رغبت وتعاون کے ساتھ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کی۔'' (۳)

زکوٰۃ وخیرات گناہوں کا کفارہ ہے

(1) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ : أَيُّكُمْ يَحْفَظُ حَدِيْثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَنِ الْفِتْنَةِ ؟ قَالَ : قُلْتُ أَنَا أَحْفَظُهُ كَمَا قَالَ ' قَالَ : إِنَّكَ عَلَيْهِ لَجَرِيْءٌ فَكَيْفَ قَالَ ؟ قُلْتُ : فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِيْ أَهْلِهِ وَوَلَدِهِ وَجَارِهِ تُكَفِّرُهَا الصَّلَاةُ " وَالصَّدَقَةُ " وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ ﴾ ''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فتنہ سے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث آپ لوگوں میں سے کسی کو یاد ہے؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس طرح یاد رکھتا ہوں جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس

---

(۱) [حسن لغيره : صحيح الترغيب (٧٤٤) كتاب الصدقات ، بيهقى فى شعب الإيمان (٣٥٥٧)]

(۲) [صحيح : صحيح الترغيب (٧٤٩) كتاب الصدقات : باب الترغيب فى أداء الزكاة و تأكيد وجوبها ' رواه البزار فى كشف الأستار (٤٥) بإسناد حسن ' ابن خزيمة (٢٢١٢) ابن حبان (٣٤٢٩)]

(۳) [صحيح : صحيح ابو داود (١٤٠٠) كتاب الزكاة : باب فى زكاة السائمة ' صحيح الترغيب (٧٥٠) كتاب الصدقات : باب الترغيب فى أداء الزكاة وتأكيد وجوبها ' ابو داود (١٥٨٢)]

Www.IslamicBooks.Website

کو بیان فرمایا تھا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہیں اسے بیان کرنے کی جرأت ہے تو (بتاؤ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کے بارے میں کیا فرمایا تھا؟ میں نے کہا کہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا):

''انسان کی آزمائش (یعنی فتنہ) اس کے خاندان' اولاد اور پڑوسیوں میں ہوتی ہے اور نماز' صدقہ اور اچھی باتوں کے لیے لوگوں کو حکم دینا اور بری باتوں سے روکنا اس آزمائش کا کفارہ بن جاتی ہیں۔'' (۱)

(2) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ وَ الصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيْئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ ﴾ ''صدقہ گناہ کو اس طرح مٹا دیتا ہے جیسے پانی آگ کو مٹا دیتا ہے۔'' (۲)

صدقہ وخیرات سے رب کا غضب ختم ہو جاتا ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ إِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ ﴾ ''بلاشبہ صدقہ پروردگار کا غضب ختم کر دیتا ہے۔'' (۳)

صدقہ روزِ قیامت مومن پر سایہ کرے گا

مرثد بن عبد اللہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کسی نے بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ نے فرمایا ﴿ إِنَّ ظِلَّ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَدَقَتُهُ ﴾ ''بلاشبہ روزِ قیامت مومن پر اس کا صدقہ سایہ کرے گا۔'' (٤)

---

(۱) [بخاری (۱٤۳٥) کتاب الزکاۃ : باب الصدقة تکفر الخطیئة ' مسلم (۱٤٤) کتاب الإیمان : باب أن الإسلام بدأ غریبا وسیعود کما غریبا وإنه یأرز بین المسجدین ' ترمذی (۲۲٥۸) ابن ماجة (۳۹٥٥)]

(۲) [صحیح : صحیح ترمذی ' ترمذی (۲٦۱٦) کتاب الإیمان : باب ما جاء فی حرمة الصلاة]

(۳) [صحیح : السلسلة الصحیحة (۱۹۰۸)]

(٤) [صحیح : هدایة الرواة (۲/۳۰۰) احمد (٤/۲۳۳)]

Www.IslamicBooks.Website

باب إثم مانع الزكاة و حكمه مانع زکوٰۃ کے گناہ اور اس کے حکم کا بیان

زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کو اس کے مال کا طوق پہنایا جائے گا

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَّهُم ۖ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۖ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ﴾ [آل عمران : ١٨٠] ''جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے کچھ دے رکھا ہے وہ اس میں کنجوسی کو اپنے لیے بہتر خیال نہ کریں بلکہ وہ ان کے لیے نہایت بدتر ہے، عنقریب قیامت والے دن یہ اپنی کنجوسی کی چیز کے طوق ڈالے جائیں گے۔''

(2) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ مَا مِنْ رَجُلٍ لَا يُؤَدِّي زَكَاةَ مَالِهِ إِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي عُنُقِهِ شُجَاعًا ... ﴾ ''جو آدمی اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی گردن میں (اس کے مال کو) سانپ بنا دیں گے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر کتاب اللہ سے اس کا مصداق تلاوت کیا کہ ''جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے کچھ دے رکھا ہے وہ اس میں کنجوسی کو (اپنے لیے بہتر) ہرگز خیال نہ کریں۔'' (۱)

(3) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ مَنْ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ مُثِّلَ لَهُ مَالُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ ... ﴾ ''جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا لیکن اس نے زکوٰۃ ادا نہ کی تو قیامت کے دن اس کا مال زہریلے گنجے سانپ کی شکل اختیار کرے گا۔ جس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے اور وہ اس کے گلے کا ہار ہوگا، وہ اس کے دونوں جبڑوں کو پکڑے گا اور کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔'' (۲)

مانع زکوٰۃ کو روزِ قیامت اُسی کے خزانے سے داغا جائے گا

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿34﴾ يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ ۖ هَٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنتُمْ تَكْنِزُونَ ﴿35﴾ ﴾ [التوبة : ٣٤-٣٥] ''جو لوگ سونے چاندی کا خزانہ رکھتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، انہیں دردناک عذاب کی خبر پہنچا دیجیے کہ جس دن اس خزانے کو آتشِ دوزخ میں تپایا جائے گا پھر اس سے ان کی پیشانیاں، اور پہلو، اور پیٹھیں داغی جائیں گی۔ (اور ان سے

---

(۱) [حسن صحيح : هداية الرواة (٢/٢٠٤) ترمذى (٣٠١٢) ابن ماجة (١٧٨٤) نسائى (١١/٥)]

(۲) [بخارى (١٤٠٣) كتاب الزكاة : باب إثم مانع الزكاة، نسائى (٢٤٨٤) احمد (٩٩٥١) مؤطا (٥٣٠)]

Www.IslamicBooks.Website

کہا جائے گا کہ) یہ ہے جسے تم نے اپنے لیے خزانہ بنا کر رکھا تھا پس اپنے خزانوں کا مزہ چکھو۔''

زکوٰۃ روک لینا علامتِ کفر و شرک اور موجبِ ہلاکت ہے

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِينَ ﴿٦﴾ الَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَهُم بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُونَ ﴿٧﴾﴾ [حم السجدة : ٦-٧] ''ان مشرکوں کے لیے ہلاکت ہے جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور وہ آخرت کے بھی منکر ہیں۔''

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿إِنَّ ثَلَاثَةً فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ أَبْرَصَ وَ أَقْرَعَ وَ أَعْمَى بَدَا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ أَنْ يَبْتَلِيَهُمْ فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ مَلَكًا فَأَتَى الْأَبْرَصَ ... فَقَالَ : لَقَدْ وَرِثْتُ لِكَابِرٍ عَنْ كَابِرٍ فَقَالَ : إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ إِلَى مَا كُنْتَ ' ...﴾ ''بنی اسرائیل میں تین شخص تھے (1) کوڑھی (2) اندھا (3) اور گنجا' اللہ تعالیٰ نے انہیں آزمانے کا ارادہ فرمایا۔ چنانچہ اس نے ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا۔ فرشتہ پہلے کوڑھی کے پاس آیا اور اس سے دریافت کیا کہ تمہیں کون سی چیز سب سے زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا اچھا رنگ اور خوبصورت جلد کیونکہ لوگ مجھ سے پرہیز کرتے ہیں۔ فرشتے نے اس پر اپنا ہاتھ پھیرا تو اس کی وہ بیماری دور ہو گئی' اس کا رنگ بھی خوبصورت ہو گیا اور جلد بھی۔ فرشتے نے پوچھا تمہیں کون سا مال سب سے زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا اُونٹ یا کہا گائے'' راوی کو شک ہے کہ کوڑھی اور گنجے دونوں میں سے ایک نے اُونٹ کی خواہش کی تھی اور دوسرے نے گائے کی۔'' چنانچہ اسے حاملہ اُونٹنی دے دی گئی اور کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں برکت دے گا۔ پھر فرشتہ گنجے کے پاس آیا اور اس سے دریافت کیا کہ تمہیں کون سی چیز سب سے زیادہ پسند ہے؟ اس نے جواب میں کہا کہ اچھے بال اور یہ عیب مجھ سے دور ہو جائے کیونکہ لوگ اس کی وجہ سے مجھ سے پرہیز کرتے ہیں۔ فرشتے نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اس کا وہ عیب ختم ہو گیا اور اس کے بدلے اچھے بال آ گئے۔ فرشتے نے دریافت کیا کہ تمہیں کون سا مال سب سے زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا کہ گائے۔ پھر فرشتے نے اسے حاملہ گائے دے دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں برکت دے گا۔ پھر فرشتہ اندھے کے پاس آیا اور دریافت کیا کہ تمہیں کون سی چیز سب سے زیادہ پسند ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ میری بصارت لوٹا دے تاکہ میں لوگوں کو دیکھ سکوں۔ فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی بینائی لوٹا دی۔ پھر فرشتے نے پوچھا کہ تمہیں کون سا مال سب سے زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا کہ بکریاں۔ فرشتے نے اسے حاملہ بکری دے دی۔ پھر تینوں کے جانوروں کے بچے پیدا ہوئے حتی کہ کوڑھی کے اُونٹوں سے اس کی وادی بھر گئی' گنجے کی گائے بیل سے اس کی وادی بھر گئی اور اندھے کی بکریوں سے اس کی وادی بھر گئی۔

Www.IslamicBooks.Website

پھر فرشتہ اپنی پہلی شکل میں دوبارہ کوڑھی کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ میں نہایت مسکین آدمی ہوں' سفر میں میرا مال واسباب ختم ہو چکا ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی سے حاجت پوری ہونے کی اُمید نہیں لیکن میں تم سے اُسی ذات کا واسطہ دے کر جس نے تمہیں اچھا رنگ اور اچھی جلد اور مال عطا کیا' ایک اُونٹ کا سوال کرتا ہوں جس سے سفر پورا ہو جائے۔ اس نے فرشتے سے کہا میرے ذمے اور بہت سے حقوق ہیں' فرشتے نے کہا گویا کہ میں تمہیں پہچانتا ہوں' کیا تمہیں کوڑ کی بیماری نہیں تھی جس کی وجہ سے لوگ تم سے گھن کھاتے تھے' تم ایک فقیر آدمی تھے۔ پھر تمہیں اللہ تعالیٰ نے یہ تمام چیزیں عطا کیں؟ اس نے کہا کہ یہ ساری دولت تو میرے باپ دادا سے چلی آ رہی ہے' فرشتے نے کہا کہ اگر تم جھوٹے ہو تو اللہ تمہیں اپنی پہلی حالت پر لوٹا دے۔ پھر فرشتہ گنجے کے پاس اپنی اسی پہلی صورت میں آیا اور اس سے بھی وہی کہا جو کوڑھی سے کہا تھا اور اس نے بھی وہی جواب دیا جو کوڑھی نے دیا تھا۔ فرشتے نے کہا کہ اگر تم جھوٹے ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی پہلی حالت پر لوٹا دے۔ پھر فرشتہ اندھے کے پاس اپنی پہلی صورت میں آیا اور کہا کہ میں مسکین آدمی ہوں' سفر کے تمام سامان واسباب ختم ہو چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے حاجت پوری ہونے کی اُمید نہیں۔ میں تم سے اُس ذات کے واسطے سے جس نے تمہیں تمہاری بصارت واپس دی' ایک بکری کا سوال کرتا ہوں جس کے ذریعے اپنا سفر پورا کر سکوں۔ اندھے نے جواب میں کہا کہ یقیناً میں ایک اندھا آدمی تھا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے فضل سے بصارت عطا فرمائی اور واقعتاً میں فقیر و مسکین تھا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے مالدار بنایا۔ تم جتنی بکریاں چاہتے ہو لے سکتے ہو' اللہ کی قسم! آج میں تمہیں اس چیز سے نہیں روکوں گا جسے تم اللہ کے لیے لینا چاہو گے۔ فرشتے نے کہا کہ تم اپنا مال اپنے پاس رکھو' بلاشبہ یہ تو صرف تم لوگوں کی آزمائش تھی اور اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہو گیا ہے اور تمہارے دونوں ساتھیوں سے ناراض۔'' (۱)

زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے ملعون ہیں

(1) مسروق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ﴿ آكِلُ الرِّبَا وَ مُوكِلُهُ وَشَاهِدَاهُ إِذَا عَلِمَاهُ ، وَالْوَاشِمَةُ وَالْمُوتَشِمَةُ ، وَلَاوِي الصَّدَقَةِ ، ...... مَلْعُونُونَ عَلَى لِسَانِ مُحَمَّدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ﴾ ''سود کھانے والا' اس کا کھلانے والا' اس کے دونوں گواہ جبکہ انہیں اس کا علم ہو' بال گوندھنے والی' بال گندوانے والی اور صدقہ وزکوٰۃ کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرنے والا...... زبانِ محمد کے مطابق روزِ قیامت ملعون ہوں گے۔'' (۲)

(2) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ﴿ لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ... وَمَانِعَ الصَّدَقَةِ ... ﴾ ''رسول اللہ ﷺ

(۱) [بخاری (۳٤٦٤) كتاب أحاديث الأنبياء : باب ما ذكر عن بنی إسرائيل ' مسلم (۲۹٦٤)]

(۲) [**حسن لغيره** : صحيح الترغيب (۷۵۷) ابن خزيمة (۹/٤) احمد (۱/۳۹۳_٤۰۲) ابن حبان (۳۲٤۱)]

Www.IslamicBooks.Website

نے سود کھانے والے اس کے کھلانے والے اس کے دونوں گواہوں پر بال گوندھنے اور گندوانے والی عورت پر صدقہ وزکوٰۃ روکنے والے حلالہ کرنے والے اور جس کے لیے حلالہ کیا گیا ہے (سب افراد) پر لعنت فرمائی ہے۔“ (۱)

زکوٰۃ روکنے والے کا عبرتناک انجام

(1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَ لَا فِضَّةٍ لَا يُؤَدِّيْ مِنْهَا حَقَّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صُفِّحَتْ لَهُ صَفَائِحُ مِنْ نَارٍ ... ﴾ ”جس شخص کے پاس بھی سونا چاندی ہے اور وہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو قیامت کے دن اس کے لیے سونے چاندی کے پترے آگ سے بنائے جائیں گے دوزخ کی آگ میں ان کو گرم کیا جائے گا پھر ان پتروں سے اس کے پہلوؤں اس کی پیشانی اور اس کی کمر کو داغا جائے گا۔ پچاس ہزار سال کے دن میں بندوں میں فیصلے ہونے تک جب بھی ان پتروں کو (اس کے بدن سے) دوزخ کی جانب پھیرا جائے گا اس کو اس (کے جسم) کی طرف (تسلسل کے ساتھ) لوٹانے کا عمل جاری رہے گا یہاں تک کہ انسانوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے گا تو ہر شخص اپنا ٹھکانہ دیکھ لے گا کہ جنت میں ہے یا دوزخ میں۔

آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا اے اللہ کے رسول! اونٹوں کا (حکم) کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جو اونٹوں والا اونٹوں کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا جب کہ اونٹوں کے بارے میں یہ حق بھی (مستحب) ہے کہ جس دن ان کو پانی پلانے کے لیے لے جایا جائے اُن کا دودھ دھو کر (فقراء و مساکین میں) تقسیم کیا جائے تو جب قیامت کا دن ہوگا تو زکوٰۃ نہ دینے والے اونٹوں کے مالک کو (چہرے کے بل) اونٹوں کے (پامال کرنے کے) لیے چٹیل کھلے میدان میں گرا دیا جائے گا اونٹ پہلے سے زیادہ موٹے تازے اور کثیر تعداد میں ہوں گے ان میں سے کوئی بچہ بھی غائب نہیں ہوگا چنانچہ اونٹ اپنے مالک کو اپنے پاؤں سے روندیں گے اور اپنے دانتوں کے ساتھ کاٹیں گے جب اس پر سے پہلا دستہ گزر جائے گا تو پھر اس پر سے دوسرا دستہ گزرے گا (یہ تسلسل اس روز تک قائم رہے گا) جس کی مدت پچاس ہزار سال کے برابر ہے یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے گا اور ہر شخص اپنے مقام کو ملاحظہ کرے گا کہ وہ جنت میں ہے یا دوزخ میں۔

دریافت کیا گیا اے اللہ کے رسول! گائے اور بکریوں کا کیا (حکم) ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا گائے بکریوں کا جو مالک بھی ان کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو قیامت کے دن اس کو ان کے لیے چٹیل وسیع میدان میں (منہ کے بل) گرایا جائے گا۔ جانوروں میں سے کوئی جانور غائب نہیں ہوگا ان میں خم دار سینگوں والا بغیر سینگوں والا اور ٹوٹے ہوئے سینگوں والا کوئی جانور نہ ہوگا۔ جانور اس کو سینگ ماریں گے اور کھروں کے ساتھ اسے پامال کریں گے جب اس پر پہلا

---

(۱) [حسن لغيره : صحيح الترغيب (٧٥٨) كتاب الصدقات : باب الترهيب من منع الزكاة ، رواه الأصبهاني]

Www.IslamicBooks.Website

دستہ گزر جائے گا تو اس پر آخری دستہ (اس روز تک تسلسل کے ساتھ) گزرتا رہے گا جس کی مدت پچاس ہزار سال ہے یہاں تک کہ انسانوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے گا تو ہر شخص اپنا ٹھکانہ دیکھ لے گا کہ جنت میں ہے یا دوزخ میں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا' اے اللہ کے رسول! گھوڑوں کے بارے میں کیا (حکم) ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' گھوڑوں کی تین قسمیں ہیں۔ کسی شخص کے لیے گھوڑے وبال ہوں گے جبکہ بعض لوگوں کے لیے پردہ ہوں گے اور بعض کے لیے (باعث) ثواب ہوں گے۔ اُس شخص کے لیے وبال ہیں جس نے ان کو ریا' فخر اور مسلمانوں کی عداوت کے لیے باندھا ہوا ہے اور اُس شخص کے لیے پردہ ہوں گے جس نے ان کو فی سبیل اللہ رکھا ہوا ہے نیز ان کی پیٹھ اور ران کی گردنوں میں جو حقوق ہیں وہ ان کی ادائیگی میں غفلت نہیں کرتا اور اُس شخص کے لیے باعث اجر و ثواب ہیں جس نے ان کو اہل اسلام کے لیے فی سبیل اللہ چراگاہ اور باغیچے میں رکھا ہوا ہے وہ وہاں سے جو کچھ بھی چرتے ہیں تو ان کے مالک کے لیے اس کے برابر نیکیاں ثبت ہوتی ہیں اور ان کے گوبر اور پیشاب کے برابر نیکیاں ثبت ہوتی ہیں۔ اور وہ اپنی رسی کو توڑ کر جب کسی ایک ٹیلے یا دو ٹیلوں پر قوت کے ساتھ چلتے ہیں تو ان کے قدموں کے نشانات اور ان کا گوبر نیکیوں کی شکل میں تحریر ہوتا ہے اور جب بھی ان کا مالک ان کو لے کر کسی نہر کے پاس سے گزرتا ہے اور وہ نہر سے پانی پیتے ہیں حالانکہ مالک کا ارادہ ان کو پانی پلانے کا نہیں ہے تو جس قدر انہوں نے پانی پیا اس کے برابر نیکیاں ثبت ہوتی ہیں۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا' اے اللہ کے رسول! "گدھوں کے بارے میں کیا (حکم) ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' گدھوں کے بارے میں مجھ پر اس ایک جامع آیت کے سوا کچھ نازل نہیں ہوا (جس کا ترجمہ یہ ہے) "جس شخص نے ذرہ بھر نیک عمل کیا وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس شخص نے ذرہ بھر برا عمل کیا وہ اس کو دیکھ لے گا۔" (۱)

زکوٰۃ روکنے والوں کے لیے جہنم کی وعید سنائی گئی ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ مَانِعُ الزَّكَاةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي النَّارِ ﴾ "زکوٰۃ ادا نہ کرنے والا روزِ قیامت آگ میں ہوگا۔" (۲)

زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کو قحط سالی میں مبتلا کر دیا جاتا ہے

(1) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ایک طویل حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ وَلَمْ يَمْنَعُوا زَكَاةَ أَمْوَالِهِمْ إِلَّا مُنِعُوا الْقَطْرَ مِنَ السَّمَاءِ ﴾ "جن لوگوں نے اپنے اموال کی زکوٰۃ روک لی اُن کے لیے آسمان سے بارش روک دی گئی۔" (۳)

---

(۱) [مسلم (۹۸۷) كتاب الزكاة : باب إثم مانع الزكاة ' أبو داود (۱٦٥٨) أحمد (۱٦٢/٢)]

(۲) [حسن صحيح : صحيح الجامع (٥٨٠٧) صحيح الترغيب (٧٦٢) طبراني صغير (٥٨/١)]

(۳) [حسن صحيح : صحيح الترغيب (٧٦٤) كتاب الصدقات]

Www.IslamicBooks.Website

(2) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ وَ لَا مَنَعُوا الزَّكَاةَ إِلَّا حُبِسَ عَنْهُمُ الْقَطْرُ ﴾ "جنہوں نے زکوۃ روک لی ان سے بارش روک دی گئی۔" (۱)

(3) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ مَا مَنَعَ قَوْمٌ الزَّكَاةَ إِلَّا ابْتَلَاهُمُ اللهُ بِالسِّنِيْنَ ﴾ "زکوۃ روکنے والے لوگوں کو اللہ تعالیٰ قحط سالی سے دوچار کر دیتے ہیں۔" (۲)

زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کے خلاف قتال کیا جائے گا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو عرب کے کچھ قبائل کافر ہو گئے (اور بعض نے زکوۃ کی ادائیگی سے انکار کر دیا لہٰذا جب ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان سے لڑنا چاہا) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی موجودگی میں آپ کیسے لڑائی کر سکتے ہیں کہ "مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اُس وقت تک جنگ کروں جب تک وہ لا الہ الا اللہ کی شہادت نہ دے دیں اور جو شخص یہ شہادت دے دے تو میری طرف سے اس کا مال و جان محفوظ ہو جائے گا سوائے اسی کے حق کے (یعنی قصاص وغیرہ) اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہو گا۔ اس پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جواب میں کہا کہ ﴿وَاللهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَ الزَّكَاةِ ' فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ ' وَ اللهِ لَوْ مَنَعُوْنِي عَنَاقًا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهَا إِلَى رَسُوْلِ اللهِ الَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنْعِهَا ﴾ "اللہ تعالیٰ کی قسم! میں ہر اُس شخص سے جنگ کروں گا جو نماز اور زکوۃ کے درمیان فرق ڈالے گا (مراد یہ ہے کہ نماز ادا کرے لیکن زکوٰۃ ادا نہ کرے) کیونکہ زکوۃ مال کا حق ہے۔ اللہ کی قسم! اگر انہوں نے زکوۃ میں بکری کے چار ماہ کے بچے کو بھی دینے سے انکار کیا جسے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتے تھے تو میں ان سے لڑوں گا۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بخدا یہ بات اس کا نتیجہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیا تھا اور پھر میں نے بھی جان لیا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہی حق پر تھے۔" (۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد زکوۃ کا انکار کرنے والوں کا کہنا تھا کہ زکوۃ لینا صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی خاص تھا کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ﴾ [التوبة : ۱۰۳] "آپ ان کے مالوں سے صدقہ لیجیے، جس کے ذریعے آپ انہیں پاک صاف کریں اور ان کے لیے دعا کیجئے بلاشبہ آپ کی دعا ان کے لیے موجب اطمینان ہے۔"

---

(۱) [صحیح لغیرہ : صحیح الترغیب (۷٦٥) کتاب الصدقات ، رواہ الطبرانی فی الکبیر]

(۲) [صحیح لغیرہ : صحیح الترغیب (۷٦۳) ' رواہ الطبرانی فی الأوسط ' مستدرك حاکم (۱۲٦/۲) بیهقی فی السنن الکبری (۳٤٦/۳) اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ امام حاکمؒ نے اسے مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے۔]

(۳) [بخاری (۱۳۹۹، ۱٤۰۰) کتاب الزکاة : باب وجوب الزکاة ' مسلم (۲۰) ابو داود (۱٥٥٦)]

Www.IslamicBooks.Website

اور تطہیر، تزکیہ اور دعا جو پیغمبر کو حاصل ہے وہ کسی اور کو نہیں۔ لیکن حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کی اس دُور از کار تاویل کی تردید کی اور ان کے خلاف علمِ جہاد بلند کیا۔

(شیخ وہبہ زحیلی) صحابہ کا اتفاق ہے کہ زکوٰۃ روکنے والے کے خلاف جنگ کی جائے گی۔(۱)

(ڈاکٹر یوسف قرضاوی) ہر اُس گروہ کے خلاف جو زکوٰۃ کی ادائیگی میں سرکشی کرتا ہے اسلام نے تلواریں سونتنا اور اعلانِ جنگ کرنا واجب قرار دیا ہے۔(۲)

اسلامی حکمران زبردستی بھی زکوٰۃ وصول کر سکتا ہے اور جرمانہ بھی ڈال سکتا ہے

جیسا کہ بھز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿مَنْ أَعْطَاهَا مُؤْتَجِرًا بِهَا فَلَهُ أَجْرُهَا وَمَنْ مَنَعَهَا فَإِنَّا آخِذُوهَا وَشَطْرَ مَالِهِ﴾ ''جو شخص حصولِ ثواب کی نیت سے زکوٰۃ ادا کرے گا اس کو اس کا ثواب ملے گا اور جس نے زکوٰۃ روک لی تو ہم زبردستی زکوٰۃ وصول کریں گے اور اس کا مزید کچھ مال بھی (جرمانے کے طور پر ضبط کر لیں گے)۔''(۳)

(شوکانی رحمہ اللہ) اس حدیث سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ حاکم وقت کے لیے جائز ہے کہ وہ زبردستی زکوٰۃ وصول کر لے جبکہ مال کا مالک (زکوٰۃ ادا کرنے کے لیے از خود) رضا مند نہ ہو رہا ہو۔(٤)

(شافعی رحمہ اللہ) اسی کے قائل ہیں۔(٥)

(شیخ سلیم الہلالی) جو شخص زکوٰۃ کے وجوب کا اعتراف کرتے ہوئے زکوٰۃ روک لے تو حاکم وقت اس سے زبردستی وصول کر سکتا ہے اور اس سے اس کا نصف مال بھی لے سکتا ہے۔(٦)

فرضیتِ زکوٰۃ کا انکار کرنے والے کا حکم

(نووی رحمہ اللہ) جب کوئی زکوٰۃ کی ادائیگی سے اُس کے وجوب کا انکار کرتے ہوئے رُک جائے تو اگر وہ ایسے لوگوں میں سے ہے جن پر حکمِ زکوٰۃ مخفی رہ سکتا ہے مثلاً نئے نئے اسلام میں داخل ہونے کی وجہ سے یا اس لیے کہ وہ کہیں دور دیہات میں پیدا ہوا یا کسی اور وجہ سے تو اس پر کفر کا حکم نہیں لگایا جائے گا بلکہ اسے وجوبِ زکوٰۃ کی پہچان کرائی جائے گی اور اس سے زکوٰۃ وصول کی جائے گی لیکن پھر اگر وہ اس کے بعد بھی اس کا انکار کر دے تو اس پر کفر کا حکم لگایا جائے گا۔ اور اگر وہ ایسے لوگوں میں سے ہے جن پر یہ مسئلہ مخفی نہیں رہ سکتا مثلاً وہ ایسا مسلمان ہے جو دوسرے مسلمانوں کے ساتھ مل جل کر رہتا ہے تو وہ اس کے انکار کے ساتھ کافر ہو جائے گا اور اُس پر مرتدین کے احکام یعنی توبہ کرانا اور قتل

---

(۱) [الفقه الإسلامی وأدلته (۷۳٤/۲)] (۲) [فقه الزكاة (۷۸/۱)]

(۳) [حسن: صحیح أبو داود (۱۳۹۳) کتاب الزکاة: باب زکاة السائمة، أبو داود (۱۵۷۵)]

(٤) [نیل الأوطار (۷٦/۳)] (٥) [الأم للشافعی (۹۳/۲)]

(٦) [موسوعة المناهی الشرعیة (٦۲/۲)]

Www.IslamicBooks.Website

وغیرہ جاری ہوں گے کیونکہ زکوٰۃ کا وجوب دین الٰہی سے ضروری طور پر معلوم ہے پس جس نے اس کے وجوب کا انکار کیا تو یقیناً اس نے اللہ اور اس کے رسول کو جھٹلایا لہٰذا اُس پر کفر کا حکم لگایا جائے گا۔(۱)

(ابن قدامہ رحمہ اللہ، شیخ عبداللہ بسام) اسی کے قائل ہیں۔(۲)

(شیخ وہبہ زحیلی) جس نے فرضیتِ زکوٰۃ کا انکار کیا اور وہ بلادِ اسلام میں اہل علم کے درمیان تھا تو کافر و مرتد ہو گیا' اس پر مرتدین کے احکام جاری ہوں گے اور اس سے تین مرتبہ توبہ طلب کی جائے گی' اگر تو وہ توبہ کر لے تو ٹھیک ورنہ اسے قتل کر دیا جائے گا اور جس نے جہالت کی بنا پر زکوٰۃ کے وجوب کا انکار کیا یا تو نئے نئے اسلام میں داخل ہونے کی وجہ سے یا پھر اس لیے کہ وہ شہروں سے دور کسی دیہات میں پیدا ہوا تو اسے زکوٰۃ کے وجوب کی پہچان کرائی جائے گی' اس پر کفر کا حکم نہیں لگایا جائے گا کیونکہ وہ معذور ہے۔(۳)

(شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ) اسی کے قائل ہیں۔(٤)

(ڈاکٹر یوسف قرضاوی) علماء نے یہ مقرر کیا ہے کہ جس نے زکوٰۃ کا انکار کیا اور اس کے وجوب کو تسلیم نہ کیا تو اس نے کفر کیا اور وہ اسلام سے یوں نکل گیا جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔(٥)

(شیخ سلیم الہلالی) جو شخص زکوٰۃ کے وجوب کا انکار کرتے ہوئے زکوٰۃ روک لے تو حاکم وقت اس سے قتال کرنے کا مجاز ہے۔(٦)

(سعودی مجلس افتاء) زکوٰۃ ارکانِ اسلام میں سے ایک رکن ہے' پس جس نے اس کے وجوب کا انکار کرتے ہوئے اسے چھوڑا اور پھر اسی پر مصر رہا تو اس نے کفر کیا' نہ تو اس کی نماز جنازہ ادا کی جائے گی اور نہ ہی اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔ البتہ اگر وہ صرف بخل کی وجہ سے زکوٰۃ ادا نہ کرے اور وہ اس کے وجوب کا عقیدہ رکھتا ہو تو وہ کبیرہ گناہ کا مرتکب اور فاسق ہے اسے کافر قرار نہیں دیا جا سکتا' اگر وہ اسی حال میں فوت ہو جائے تو اسے غسل بھی دیا جائے گا اور اس کی نماز جنازہ بھی ادا کی جائے گی اور روزِ قیامت اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہو گا۔(۷)

---

(۱) [المجموع للنووی (٣٣٤/٥)]

(۲) [المغنی لابن قدامة (٥٧٣/٢) توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام (٢٨٢/٣)]

(۳) [الفقه الإسلامي وأدلته (٧٣٤/٢)] (٤) [مجموع فتاوى لابن عثيمين (١٤/١٨)]

(٥) [فقه الزكاة (٨٥/١)] (٦) [موسوعة المناهي الشرعية (٦٣/٢)]

(۷) [فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء (١٨٤/٩)]

Www.IslamicBooks.Website

باب من تجب علیه الزكاة جس پر زکوۃ واجب ہے

ہر مسلمان، آزاد اور مالکِ نصاب پر زکوۃ فرض ہے

مسلمان ہونے کی شرط اس لیے لگائی گئی ہے کیونکہ غیر مسلم پر زکوۃ واجب نہیں۔ اس کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں مذکور ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف روانہ فرمایا تو انہیں حکم دیا کہ وہاں لوگوں کو پہلے کلمہ شہادت کہنے کی تلقین کریں، اگر وہ یہ بات مان لیں تو انہیں پانچ نمازوں کا حکم دیں اور اگر وہ یہ بات بھی مان لیں تو پھر انہیں زکوۃ کا حکم دیں جیسا کہ اس روایت میں یہ لفظ ہیں کہ

﴿ فَإِذَا فَعَلُوا الصَّلَاةَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ تَعَالَى قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ زَكَاةً تُؤْخَذُ مِنْ أَمْوَالِهِمْ وَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ ﴾ ”جب وہ نماز ادا کریں تو پھر انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوۃ فرض قرار دی ہے جو ان کے مالداروں سے وصول کی جائے گی اور ان کے فقراء میں تقسیم کر دی جائے گی۔“ (۱)

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ دنیا میں فرائض کا مطالبہ صرف اسلام کے بعد ہی درست ہے۔ (نووی رحمہ اللہ) اسی کے قائل ہیں۔(۲)

اس بات کی مزید تائید اُس روایت سے ہوتی ہے جس میں واضح طور پر لفظ ”مومنین“ مذکور ہے جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ﴿ ” عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ “ فِيْ صَدَقَةِ الثِّمَارِ - أَوْ مَالِ الْعِقَارِ - عُشْرُ ... ﴾ ”مومنین پر پھلوں کے صدقے میں یا مالِ عقار (یعنی زمینی مال مثلاً پھل، سبزیاں اور دیگر کھیتیاں وغیرہ) میں عشر (دسواں حصہ) زکوۃ ہے جبکہ اُس زمین کو چشمہ یا آسمانی بارش سیراب کرے اور جسے بڑے ڈھول کے ذریعے سیراب کیا جائے اُس میں نصف عشر (بیسواں حصہ) زکوۃ ہے۔“ (۳)

مزید برآں یہ آیت بھی ظاہری طور پر اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ زکوۃ صرف مومنین سے ہی وصول کی جائے گی ﴿ خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً ...... ﴾ [التوبة : ۱۰۳] ”آپ ان کے مالوں سے صدقہ لیجیے، جس کے ذریعے آپ انہیں پاک صاف کریں اور ان کے لیے دعا کیجیے بلاشبہ آپ کی دعا ان کے لیے موجبِ اطمینان ہے۔“

اس آیت میں آپ ﷺ کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ آپ ان سے زکوۃ وصول کر کے انہیں پاک صاف کریں اور مشرکین کیسے پاک صاف ہو سکتے ہیں جبکہ وہ ابھی شرک وضلالت کی گندگی میں لتھڑے ہوئے ہیں۔ نیز اس آیت میں آپ ﷺ کو زکوۃ ادا کرنے والوں کے لیے دعا کرنے کا بھی حکم ہے حالانکہ کفار کے لیے دعا کرنے سے

---

(۱) [بخاری (۱٤٥٨) كتاب الزكاة : باب لا تؤخذ كرائم أموال الناس فى الصدقة، مسلم (۱۹)]

(۲) [شرح مسلم للنووی (۲/۴۸)] (۳) [السلسلة الصحيحة (۱٤۲) رواه ابن أبى شيبة]

Www.IslamicBooks.Website

آپ کو منع کیا گیا ہے۔ تو ثابت ہوا کہ زکوٰۃ صرف مسلمانوں سے وصول کی جائے گی' غیر مسلموں سے نہیں۔ علاوہ ازیں سیرتِ نبوی' تاریخ خلفائے راشدین اور دیگر مسلمان خلفاء اور بادشاہوں کے حالات کا مطالعہ کرنے سے لازمی طور پر یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ سب لوگ غیر مسلم ہم وطنوں سے زکوٰۃ وصول نہیں کرتے تھے بلکہ صرف ان سے جزیہ لیتے تھے جیسا کہ اس پر کتاب وسنت میں نصوص موجود ہیں۔

(ڈاکٹر یوسف قرضاوی) علمائے اسلام نے اجماع کیا ہے کہ بلاشبہ زکوٰۃ مسلمان' بالغ' عاقل' آزاد اور نصاب کے مالک پر واجب ہے۔ نیز مسلمانوں نے اس بات پر بھی اتفاق کیا ہے کہ فریضہ زکوٰۃ غیر مسلم پر لازم نہیں ہوتا۔ اگرچہ کفار اور غیر مسلم بھی تمام احکامات کے مخاطب ہیں لیکن ان سے زکوٰۃ کا مطالبہ اس لیے نہیں کیا جائے گا کیونکہ وہ فروعی مسائل کے مکلف ہونے سے پہلے اسلام لانے کے مکلف ہیں۔(۱)

(ابن حزم رحمہ اللہ) ان کی معروف کتاب "المحلی" میں ہے کہ "کافر سے زکوٰۃ لینا جائز نہیں۔" اس کے بعد رقمطراز ہیں کہ "ابو محمد نے کہا کہ زکوٰۃ اس (یعنی کافر) پر بھی واجب ہے اور اسے زکوٰۃ روکنے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے مگر یہ اس سے اُس وقت تک کفایت نہیں کرتی جب تک وہ مسلمان نہ ہو جائے......(ان کا مستدل یہ آیت ہے) ﴿وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِينَ ۝ الَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝﴾ [حم السجدۃ : ٦-٧] "اُن مشرکوں کے لیے ہلاکت ہے جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور وہ آخرت کے بھی منکر ہیں۔"(۲)

(شوکانی رحمہ اللہ) لزومِ زکوٰۃ کے لیے اسلام کو شرط قرار دیا گیا ہے۔(۳)

(ابن قدامہ رحمہ اللہ) زکوٰۃ صرف آزاد مسلمانوں پر فرض ہے۔ آزاد ہونا اس لیے لازم ہے کیونکہ غلام مکمل مالک نہیں ہوتا اور جب تک کوئی شخص مالک ہی نہ ہو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہو سکتی۔...... رہی بات کافر کی تو اس مسئلے میں کوئی اختلاف نہیں کہ اس پر زکوٰۃ فرض نہیں۔(٤)

(سید سابق رحمہ اللہ) مسلمان' آزاد اور مالکِ نصاب پر زکوٰۃ واجب ہے۔(٥)

(شافعی رحمہ اللہ، ابو حنیفہ رحمہ اللہ) غلام کے مال کی زکوٰۃ اس کے مالک پر لازم ہے۔(٦)

کیا فرضیتِ زکوٰۃ کے لیے عاقل وبالغ ہونا شرط ہے؟

(مالک، شافعی، احمد رحمہم اللہ) یتیم' نابالغ بچے اور مجنون کے مال میں بھی زکوٰۃ فرض ہے (حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ،

---

(۱) [فقه الزكاة (٩٥/١)] (۲) [المحلى بالآثار (٣/٤)] (۳) [السيل الجرار (٧٣٧/١)]
(٤) [مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: المغنی (٦٩/٤) المجموع (٣٢٦/٥) رد المختار (٥/٢) بداية المجتهد (٢٠٩/١)]
(٥) [فقه السنة (٣١٤/١)] (٦) [المحلى بالآثار (٤/٤)]

Www.IslamicBooks.Website

،امام عطاء، امام جابر بن زید، امام مجاہد، امام ابن سیرین، امام حسن بن حی، امام لیث بن سعد، امام ابوثور رحمۃ اللہ علیہم اور ایک جماعت اسی کی قائل ہے)۔

(ابو حنیفہ، ثوری رحمۃ اللہ علیہما) ان کے اموال میں زکوٰۃ فرض نہیں مگر صرف ان کے پھلوں اور ان کی کھیتیوں میں عشر واجب ہے (امام اوزاعی، امام ابو وائل، حضرت حسن بصری، حضرت سعید بن مسیب، حضرت سعید بن جبیر اور ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہم بھی اسی کے قائل ہیں۔ امام ابن حزم رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ ہمیں علم نہیں کہ کوئی بھی ان سے پہلے اس تقسیم کا قائل ہو اور امام ابن عبد البر رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ یہ قول ضعیف ہے۔)(۱)

جن حضرات نے عقل و بلوغ کی شرط لگائی ہے اُن کا کہنا ہے کہ یہ شرط اس لیے لگائی گئی ہے کیونکہ فاتر العقل اور نابالغ پر شرعی احکام کا نفاذ نہیں ہوتا جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا﴿ رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ : عَنِ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ وَعَنِ الْغُلَامِ حَتَّى يَحْتَلِمَ وَعَنِ الْمَجْنُونِ حَتَّى يُفِيقَ ﴾ ”تین آدمیوں کا گناہ نہیں لکھا جاتا: سونے والے کا تاوقتیکہ وہ بیدار ہو جائے، بچے کا جب تک کہ وہ بالغ نہ ہو جائے اور پاگل کا حتی کہ اسے افاقہ ہو جائے۔“(۲)

اور ان حضرات کے دلائل میں سے یہ بھی ہے کہ زکوٰۃ نماز کی طرح ایک عبادت ہے اور عبادت نیت کے بغیر درست نہیں ہوتی اور بچے اور مجنون سے نیت متحقق نہیں ہو سکتی لہٰذا ان دونوں پر زکوٰۃ سمیت کوئی عبادت بھی واجب نہیں، نیت ساقط ہونے کی وجہ سے جب ان سے نماز ساقط ہو جاتی ہے تو اس علت کی وجہ سے زکوٰۃ بھی ساقط ہو جائے گی۔

(راجح) یتیم، نابالغ بچے اور فاتر العقل شخص کے مال میں بھی زکوٰۃ واجب ہے کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے اور وہ کسی کے چھوٹے یا فاتر العقل ہونے سے ساقط نہیں ہوتا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ﴾[التوبة : ۱۰۳] ”ان کے مالوں سے آپ زکوٰۃ لیجیے جس کے ذریعے سے آپ ان کو پاک صاف کر دیں۔“

امام بخاری رحمہ اللہ نے باب قائم کیا ہے کہ ((بَابُ إِنْفَاقِ الْمَالِ فِي حَقِّهِ))”مال کو اس کے حق میں خرچ کرنے کا بیان۔“ اور اس کے تحت یہ حدیث لائے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا﴿ لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ : رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَسَلَّطَهُ عَلَى هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ ...... ﴾ ”حسد (یعنی رشک) کرنا صرف دو ہی آدمیوں کے ساتھ جائز ہو سکتا ہے، ایک تو اس شخص کے ساتھ جسے اللہ تعالیٰ نے مال

---

(۱) [الأم للشافعي (۳۵/۲) شرح المهذب (۳۰۰/۵) سبل السلام (۱۸۳/۲) الاستذكار لابن عبد البر (۱۵۶/۳)]

(۲) [صحيح : ارواء الغليل (۴/۲) احمد (۱۴۴/۶) أبو داود (۴۳۹۸) ابن ماجة (۲۰۴۱)]

Www.IslamicBooks.Website

دیا اور اسے حق میں خرچ کرنے کی توفیق دی۔ "(۱)

چونکہ مقصود غرباء و مساکین کا فائدہ کرنا ہے لہٰذا مال کسی کا بھی ہو اس سے ان کا حق نکالنا لازم ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ ﴿ تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ ﴾ جس سے معلوم ہوا کہ اغنیاء سے زکوٰۃ لی جائے گی۔ اب یہ لفظ عام ہے اس میں نابالغ اور بالغ دونوں شامل ہیں' اسی طرح عقلمند اور مجنون بھی شامل ہیں۔ اس لیے ان کے مال میں بھی زکوٰۃ واجب ہے جبکہ اس کی ادائیگی ان کے اولیاء پر ہوگی اور ان کی طرف سے نیت بھی درست ہوگی۔

(شوکانی رحمہ اللہ) دلائل کے عموم کی وجہ سے مالدار بچے اور مجنون پر بھی زکوٰۃ فرض ہے۔(۲)

(ابن عبدالبر رحمہ اللہ) نابالغ بچے اور مجنون کے مال میں بھی زکوٰۃ فرض ہے۔ مزید فرماتے ہیں کہ دلائل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بلاشبہ زکوٰۃ مال کا حق ہے یہ نماز کی طرح نہیں ہے (کیونکہ) وہ بدن کا حق ہے لہٰذا زکوٰۃ اُس پر بھی واجب ہے جس پر نماز فرض ہے اور اُس پر بھی جس پر نماز فرض نہیں۔(۳)

(ابن حزم رحمہ اللہ) اسی کو ترجیح دیتے ہیں۔(٤)

(ابن قدامہ رحمہ اللہ) اسی کے قائل ہیں۔(٥)

(عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ) کسی بھی صحابی سے صحیح سند کے ساتھ بچے کے مال میں عدمِ زکوٰۃ کا قول ثابت نہیں۔(٦)

(سید سابق رحمہ اللہ) بچے اور مجنون کے ولی پر واجب ہے کہ وہ ان دونوں کی طرف سے ان کے مال سے زکوٰۃ ادا کرے جبکہ وہ مال نصاب کو پہنچتا ہو۔(٧)

(ڈاکٹر یوسف قرضاوی) بچے اور مجنون کے مال میں زکوٰۃ واجب ہے کیونکہ یہ ایسا حق ہے جس کا تعلق مال سے ہے اور یہ حق چھوٹی عمر اور پاگل پن سے ساقط نہیں ہوتا۔(٨)

(شیخ صالح الفوزان، شیخ ابن جبرین، سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) اسی کے قائل ہیں۔(٩)

تاہم نابالغ کے مال میں وجوب زکوٰۃ کی جو واضح روایات ہیں وہ ضعیف ہیں:

(1) ایک روایت میں ہے کہ ﴿ مَنْ وَلِيَ يَتِيمًا فَلْيَتَّجِرْ لَهُ وَلَا يَتْرُكْهُ تَأْكُلُهُ الصَّدَقَةُ ﴾ "جو شخص کسی یتیم

---

(۱) [بخاری (۱٤۰۹) کتاب الزکاۃ ' مسلم (۸۱٥) ابن ماجۃ (٤۲۰۹) ترمذی (۱۹۳٦) حمیدی (٦۱۷)]
(۲) [نیل الأوطار (۳/٦۸-٦۹)]
(۳) الاستذکار لابن عبد البر (۳/۱٥٦)]
(٤) [المحلی بالآثار (٤/٤-٥)]
(٥) [المغنی (٤/٦۹)]
(٦) [تحفة الأحوذی (۲/۱٥)]
(٧) [فقه السنة (۱/۳۱٥)]
(۸) [فقه الزکاة (۱/۱۱۹)]
(۹) [الملخص الفقهی (۱/۳٥٦) فتاوی اللجنة الدائمة (۹/٤۱۰) فتاوی إسلامية (۲/۷۲)]

Www.IslamicBooks.Website

کا والی بنے وہ اس کے مال سے تجارت کرے اور اسے ایسے ہی نہ چھوڑے کہ اسے زکوٰۃ ختم کر دے۔'' (۱)

(2) اور ایک دوسری روایت میں یہ لفظ ہیں ﴿ ابْتَغُوا فِي أَمْوَالِ الْيَتَامَى لَا تَأْكُلُهَا الصَّدَقَةُ ﴾ ''یتیموں کے اموال کو تجارت میں صرف کرو کہیں زکوٰۃ انہیں ختم نہ کر دے۔'' (۲)

کیا مقروض شخص پر زکوٰۃ واجب ہے؟

(سید سابق رحمہ اللہ) جس کے ہاتھ میں کوئی مال ہو اس میں زکوٰۃ واجب ہے۔ وہ مقروض ہو تو اتنا مال الگ کر لے جو اس کے قرض کے لیے کافی ہو اور باقی مال کی زکوٰۃ ادا کر دے بشرطیکہ وہ نصاب کو پہنچتا ہو اور اگر وہ نصاب تک نہ پہنچے تو اس پر کوئی زکوٰۃ نہیں کیونکہ اس حالت میں وہ شخص فقیر ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ ﴿ لَا صَدَقَةَ إِلَّا عَنْ ظَهْرِ غِنًى ﴾ 'صدقہ وہی بہتر ہے جس کے بعد بھی آدمی مالدار ہی رہے۔'' (۳)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ وَ تُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ ﴾ ''زکوٰۃ ان کے اغنیاء سے وصول کی جائے گی اور ان کے فقراء پر لوٹا دی جائے گی۔''

نیز اس قرض میں یہ چیز مساوی ہے کہ وہ قرض اللہ تعالیٰ کا ہو یا بندوں کا' چنانچہ حدیث میں ہے کہ ﴿ فَدَيْنُ اللّٰهِ أَحَقُّ بِالْقَضَاءِ ﴾ ''اللہ تعالیٰ کا قرض ادائیگی کا زیادہ مستحق ہے۔'' (٤)

(علامہ مرغینانی رحمہ اللہ) اگر اس کا مال اس کے قرض سے زیادہ ہو تو وہ زائد مال کی زکوٰۃ ادا کرے جبکہ وہ نصاب کو پہنچتا ہو کیونکہ وہ حاجتِ اصلیہ سے فارغ ہے۔ (٥)

اگر قرض مکمل مال سے زائد ہو

تو یقیناً ایسے شخص پر زکوٰۃ واجب نہیں کیونکہ جو قرض کی رقم اس کے پاس موجود ہے وہ اس کا مکمل مالک نہیں بلکہ وہ اُسے ایک دن واپس کرنی ہی ہے۔ لہٰذا اُسے چاہیے کہ جلد از جلد قرض کی ادائیگی کی کوشش کرے۔ یاد رہے کہ اگر معاملہ ایسا ہے کہ اس مقروض کے دیگر آمدنی کے ذرائع بھی ہیں اور وہ بآسانی قرض ادا کر سکتا ہے لیکن جان بوجھ کر تساہل برتتا ہے تو ایسے شخص کو محض مقروض ہونے کی وجہ سے زکوٰۃ سے مستثنیٰ نہیں کیا جائے گا جبکہ فرضیت زکوٰۃ کی مکمل شرائط بھی موجود ہوں۔

---

(۱) [ضعیف : إرواء الغليل (۷۸۸) ترمذی (٦٤١) دارقطنی (۱۰۹/۲) بیهقی (۱۰۷/٤)] اس کی سند میں مثنی بن صباح راوی ضعیف ہے۔ [میزان الاعتدال (۱۹/٦)]

(۲) [ترتيب المسند للشافعي (۲۲٤/۱) بیهقی (۱۰۷/٤)] یہ روایت مرسل ہے لہٰذا قابل حجت نہیں۔ [السيل الجرار (۱۱/۲)]

(۳) [بخاری تعليقا (قبل الحديث / ۱٤۲٦) كتاب الزكاة : باب لا صدقة إلا عن ظهر غنى]

(٤) [فقه السنة (۳۱٥/۱)] (٥) [نصب الراية مع الهداية (۳۳٤/۲)]

Www.IslamicBooks.Website

(علامہ مرغینانی رحمہ اللہ) جس پر اتنا قرض ہو جو اس کے تمام مال کو محیط ہو تو اس پر کوئی زکوٰۃ نہیں (کیونکہ اس صورت میں اُس شخص کا حکم معدوم کا ہو گا یعنی جس کے پاس مال ہے ہی نہیں)۔(۱)

جو شخص فوت ہو جائے اور اس پر زکوٰۃ واجب ہو

جو شخص اس حال میں فوت ہوا کہ اس پر زکوٰۃ واجب تھی تو اس کے ورثاء پر لازم ہے کہ وہ اس کے مال سے قرض کی ادائیگی، وصیت کی تنفیذ اور وراثت کی تقسیم سے پہلے زکوٰۃ ادا کریں کیونکہ زکوٰۃ بھی ایک قرض ہے لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا قرض ہونے کی وجہ سے ادائیگی کا سب سے زیادہ مستحق ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿مِنۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٖ يُوصِي بِهَآ أَوۡ دَيۡنٍ﴾ [النساء : ۱۱] ''اُس وصیت کے بعد جو تم کر گئے ہو اور قرض کی ادائیگی کے بعد۔''

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! بلاشبہ میری والدہ فوت ہو گئی ہے اور اس کے ذمے روزے ہیں تو کیا میں اس کی طرف سے روزے رکھ لوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿نَعَمْ فَدَيْنُ اللهِ أَحَقُّ أَنْ يُّقْضَى﴾ ''ہاں، اللہ تعالیٰ کا قرض ادائیگی کا سب سے زیادہ مستحق ہے۔''(۲)

(احمد، ابن قدامہ رحمہما اللہ) جو فوت ہو جائے اور اس کے ذمہ زکوٰۃ ہو تو اس کے ترکے سے وصول کر لی جائے گی خواہ اس نے اس کی وصیت نہ بھی کی ہو...... کیونکہ یہ ایسا واجب حق ہے جس کے ساتھ وصیت درست ہے اور یہ حق آدمی کے قرض کی طرح موت کی وجہ سے بھی ساقط نہیں ہوتا۔(۳)

(شوکانی رحمہ اللہ) وہ زکوٰۃ جو کسی پر حالتِ اسلام میں لازم ہو چکی ہے، اس کے اسلام سے خارج ہونے یا اس کے فوت ہو جانے سے ساقط نہیں ہو گی الا کہ کوئی دلیل مل جائے لیکن اس کی کوئی دلیل موجود نہیں جبکہ (اس کے برعکس) آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح ثابت ہے کہ ''اللہ کا قرض ادائیگی کا زیادہ مستحق ہے۔'' اور زکوٰۃ اللہ کا قرض ہے۔(٤)

(سید سابق رحمہ اللہ) جو فوت ہو جائے اور اس پر زکوٰۃ ہو تو اس کے مال میں زکوٰۃ واجب ہو گی اور اسے قرض خواہوں، وصیت اور وراثت سے (ادائیگی میں) مقدم کیا جائے گا۔(٥)

(شیخ صالح الفوزان) جس پر زکوٰۃ واجب ہو اور وہ اس کی ادائیگی سے پہلے ہی فوت ہو جائے تو اس کے ترکے سے زکوٰۃ نکالنا واجب ہے، یہ اس کی موت سے ساقط نہیں ہو گی۔(٦)

---

(۱) [نصب الراية مع الهداية (۲/۳۳٤)]
(۲) [بخاری (۱۹۵۳) كتاب الصوم : باب من مات وعليه صوم، مسلم (۱۱٤۸) ابو داود (۳۳۰۸)]
(۳) [الواضح فى فقه الإمام أحمد للدكتور على أبى الخير (ص / ۱۵۸) المغنى لابن قدامة (٤/۱٤۵)]
(٤) [السيل الجرار (۱/۷٤۷)]
(٥) [فقه السنة (۱/۳۱۵)] (٦) [الملخص الفقهى للدكتور صالح بن فوزان (۱/۳۲٤)]

Www.IslamicBooks.Website

باب ما تجب فيه الزكاة
جن اموال میں زکوٰۃ واجب ہے

چار قسم کے اموال پر زکوٰۃ واجب ہے

① سونا چاندی اور نقدی وغیرہ۔

② مویشی مثلاً اُونٹ' گائے اور بکری وغیرہ۔

③ ہر قسم کے تجارتی اموال۔

④ زمین سے حاصل شدہ اشیاء مثلاً پھل' سبزیاں' معدنیات اور دفینے وغیرہ۔

(ابن قیم رحمہ اللہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کی چار اصناف میں زکوٰۃ مقرر فرمائی ہے۔(1) کھیتی اور پھل (2) چوپائے جانور یعنی اونٹ' گائے اور بکری (3) سونا اور چاندی (4) تجارتی اموال۔(۱)

(سعودی مجلس افتاء) چوپائے جانور' زمین سے خارج شدہ اشیاء' نقدین (یعنی سونا اور چاندی) اور سامانِ تجارت میں زکوٰۃ واجب ہے۔(۲)

(شیخ ابن باز رحمہ اللہ) چار اصناف میں زکوٰۃ واجب ہے: زمینی نباتات مثلاً غلہ جات اور پھل' باہر چرنے والے چوپائے' سونا اور چاندی اور تجارتی سامان۔(۳)

(شیخ ابن جبرین رحمہ اللہ) جس مال میں زکوٰۃ واجب ہے وہ یہ ہے: مویشی' نقدین (یعنی سونا چاندی) زمین سے خارج ہونے والی اشیاء اور تجارتی سامان۔(٤)

ان چاروں اقسام کی تفصیل تو آئندہ بالترتیب ہر باب کے تحت آئے گی البتہ ان اموال میں فرضیتِ زکوٰۃ کی شرائط مندرجہ ذیل ہیں۔

فرضیتِ زکوٰۃ کی شرائط

زکوٰۃ کی فرضیت کے لیے اہل علم نے جن شرائط کو بالاتفاق مدنظر رکھا ہے ان کا بیان حسب ذیل ہے:

1- مالک کو مال پر ملکِ تام حاصل ہو۔
2- یہ مال فردِ واحد کی ملکیت میں ہو۔
3- یہ مال کسی حرام ذریعے سے نہ کمایا گیا ہو۔
4- حوائجِ اصلیہ یعنی بنیادی ضروریاتِ زندگی سے زائد ہو۔
5- قرض سے فارغ ہو۔
6- ''نامی'' یعنی نشو ونما کے قابل ہو۔
7- شریعت کے مقرر کردہ نصاب کو پہنچتا ہو۔
8- اُس مال پر ایک سال کا عرصہ گزر چکا ہو۔

---

(۱) [زاد المعاد (١٥١/١)]
(٢) [فتاوى اللجنة الدائمة (١٦٩/٩)]
(٣) [فتاوى إسلامية (٧٠/٢)]
(٤) [فتاوى إسلامية (٧٢/٢)]

Www.IslamicBooks.Website

ان شرائط کی کچھ تفصیل آئندہ سطور میں بیان کی جا رہی ہے۔

❶ ملکِ تام حاصل ہو

ملکِ تام سے مراد ایسی ملکیت ہے جس پر مالک کو مکمل حقِ تصرف حاصل ہو' وہ جیسے چاہے' جب چاہے اسے استعمال کر سکتا ہو' اس میں کسی اور کا کوئی دخل نہ ہو اور اس میں اسے کوئی رکاوٹ درپیش نہ ہو۔ اس شرط کے ذریعے وہ تمام اموال زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہو جائیں گے جو مالک کے کامل تصرف میں نہیں۔ مثلاً چوری شدہ اموال' گم ہو جانے والے اموال' کسی کے ناجائز قبضہ میں چلے جانے والے اموال اور ایسا قرض جس کے ملنے کی امید نہ ہو وغیرہ۔ اس شرط کی دلیل دو چیزیں ہیں:

① وہ تمام آیات واحادیث جن میں اموال کی نسبت ان کے مالکان کی طرف کی گئی ہے مثلاً:

(1) ﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً﴾ [التوبة : ۱۰۳] ''ان کے مالوں سے آپ صدقہ لیجیے۔''

(2) ﴿وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ﴾ [الذاريات : ۱۹] ''ان کے مالوں میں مانگنے والوں کا اور سوال سے بچنے والوں کا حق ہے۔''

(3) ﴿أَنَّ اللّٰهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِي أَمْوَالِهِمْ﴾ ''اللہ تعالیٰ نے ان پر ان کے مالوں میں صدقہ (یعنی زکوٰۃ کو) فرض قرار دیا ہے۔''(۱)

② زکوٰۃ کے ذریعے فقراء ومساکین اور دیگر مصارف کے مستحقین کو مال کا مالک بنایا جاتا ہے اور وہ انسان اپنے علاوہ کسی دوسرے کو کسی چیز کا مالک کیسے بنا سکتا ہے جب وہ خود مکمل طور پر اس کا مالک نہ ہو۔

❷ فردِ واحد کی ملکیت میں ہو

مراد یہ ہے کہ زکوٰۃ کی فرضیت کے لیے ضروری ہے کہ مال کسی فردِ واحد کی ملکیت میں ہو اگر ایسا نہ ہو تو اس میں زکوٰۃ واجب نہیں۔ مثلاً حکومتی اموال (یعنی بیت المال) جنہیں لوگوں سے زکوٰۃ وصول کر کے یا ٹیکسوں کے ذریعے جمع کیا جاتا ہے۔ اس مال میں اس لیے زکوٰۃ واجب نہیں کیونکہ اس کا کوئی متعین مالک نہیں بلکہ یہ مال ساری اُمت کی ملکیت ہے۔ اسی طرح ایسے اموال پر بھی زکوٰۃ نہیں جو فقراء ومساکین' مساجد' مجاہدین' یتامیٰ' مدارس یا اس کے علاوہ کسی بھی عوامی رفاہی وفلاحی اور دینی واسلامی کام کے لیے وقف ہوں۔ تاہم ایسے وقف اموال میں زکوٰۃ واجب ہوگی جن کی نوعیت خاص قسم کی ہو مثلاً اپنی اولاد کے لیے وقف کیا ہوا مال یا کسی کے بیٹے کے لیے وقف کیا ہوا مال وغیرہ۔(۲)

---

(۱) [بخاری (۱۳۹۵) کتاب الزکاۃ : باب وجوب الزکاۃ' مسلم (۱۹) کتاب الإیمان]

(۲) [المجموع للنووی (۳۳۹/۵۔۳۴۰) بدایة المجتهد (۲۳۹/۱)]

Www.IslamicBooks.Website

(سعودی مجلس افتاء، ابن باز رحمہ اللہ) مساجد وغیرہ کے لیے وقف شدہ اموال پر زکوۃ واجب نہیں۔(۱)

3 حرام ذریعے سے نہ کمایا گیا ہو

کیونکہ کسی بھی حرام وناجائز ذریعے ''مثلاً خیانت' جھوٹ' دھوکہ' سود' چوری' غصب' رشوت وغیرہ'' سے کمایا ہوا مال اس کی حقیقی ملکیت نہیں بلکہ اس مال کا حقیقی مالک وہ ہے جس سے اس نے وہ مال ہتھیایا ہے لہٰذا اسے چاہیے کہ وہ مال اسے واپس کرے۔ کتاب وسنت کے متعدد دلائل اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں صرف وہی مال قبول ہوتا ہے جو پاکیزہ ہو جیسا کہ چند ایک حسب ذیل ہیں:

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ﴾ [البقرة : ٢٦٧] ''اے ایمان والو! اپنے اُس پاکیزہ مال سے خرچ کرو جسے تم نے کمایا ہے۔''

(2) ﴿يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ﴾ [البقرة : ٢٧٦] ''اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔''

(3) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ أَيُّهَا النَّاسُ ! إِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا ﴾ ''اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہے اور صرف پاکیزہ چیز کو ہی قبول کرتا ہے۔''(۲)

(4) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِّنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ - وَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ إِلَّا الطَّيِّبَ ... ﴾ ''جو شخص پاکیزہ (حلال) کمائی سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کرے'' اور اللہ تعالیٰ صرف پاکیزہ (حلال) کمائی کے صدقہ کو ہی قبول کرتا ہے'' تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے داہنے ہاتھ سے قبول کرتا ہے' پھر صدقہ کرنے والے کے فائدے کے لیے اس میں زیادتی کرتا ہے۔ بالکل اُسی طرح جیسے کوئی اپنے جانور کے بچے کو کھلا پلا کر بڑھاتا ہے حتی کہ اس کا صدقہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔''(۳)

(5) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ﴿ لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُوْرٍ وَ لَا صَدَقَةٌ مِنْ غُلُوْلٍ ﴾ ''نہ طہارت کے بغیر نماز قبول کی جاتی ہے اور نہ ہی خیانت کے مال سے صدقہ۔''(٤)

(6) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ إِذَا أَدَّيْتَ زَكَاةَ مَالِكَ فَقَدْ قَضَيْتَ مَا عَلَيْكَ فِيهِ " وَ مَنْ جَمَعَ مَالًا حَرَامًا ثُمَّ تَصَدَّقَ بِهِ لَمْ يَكُنْ لَهُ فِيهِ أَجْرٌ وَ كَانَ إِصْرُهُ

---

(١) [فتاوى إسلامية (٨٧/٢) فتاوى إسلامية (٨٧/٢)]

(٢) [مسلم (١٠١٥) كتاب الزكاة : باب قبول الصدقة من الكسب الطيب وتربيتها' ترمذى (٢٩٨٩)]

(٣) [بخارى (١٤١٠) كتاب الزكاة : باب الصدقة من كسب طيب' مسلم (١٠١٤)]

(٤) [مسلم (٢٢٤) كتاب الطهارة : باب وجوب الطهارة للصلاة' ترمذى (١) ابن ماجة (٢٧٢)]

Www.IslamicBooks.Website

عَلَيْهِ " ﴾ ''جب تم نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی تو تم نے وہ حق ادا کر دیا جو اس مال کا تم پر تھا اور جس نے حرام مال جمع کیا پھر اس کا صدقہ کیا تو اس کے لیے اس میں اجر نہیں ہوگا اور اس کا بوجھ اُسی پر ہوگا۔'' (۱)

(عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ) حدیث میں ''طیب'' سے مراد حلال مال ہے اور اس میں یہ اشارہ ہے کہ ایسا مال جو حلال نہیں اسے قبول نہیں کیا جاتا۔(۲)

(قرطبی رحمہ اللہ) بلاشبہ اللہ تعالیٰ حرام مال کا صدقہ قبول نہیں فرماتے کیونکہ ایسا مال صدقہ کرنے والے کی ملکیت نہیں۔(۳)

(نووی رحمہ اللہ) حدیث میں ''طیب'' سے مراد حلال ہے۔(٤) ایک اور مقام پر رقمطراز ہیں کہ ''غلول'' سے مراد خیانت ہے اور اس کی اصل مال غنیمت سے قبل از تقسیم چوری کرنا ہے۔(۵)

(شیخ سلیم الہلالی) اللہ تعالیٰ خیانت کے مال سے صدقہ قبول نہیں کرتے۔(٦)

4 بنیادی ضروریاتِ زندگی سے زائد ہو

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ قُلِ الْعَفْوَ﴾ [البقرة : ٢١٩] ''لوگ آپ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں۔ آپ کہہ دیجئے کہ عفو (جو ضرورت سے زائد ہو۔)۔''

(ابن عباس رضی اللہ عنہ) ''عفو'' سے مراد وہ مال ہے جو گھریلو ضروریات سے زائد ہو۔

(ابن کثیر رحمہ اللہ) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما، مجاہد، عطاء، عکرمہ، سعید بن جبیر، محمد بن کعب، حسن، قتادہ، قاسم، سالم، عطاء خراسانی، ربیع بن انس رحمہم اللہ اجمعین اور کئی ایک (اہل علم) سے اسی طرح مروی ہے۔ انہوں نے عفو کے متعلق کہا ہے کہ اس سے مراد زائد مال ہے۔

(حسن بصری رحمہ اللہ) زائد مال سے خرچ کرنے کا اس لیے کہا گیا ہے کہ (ضرورت کی اشیاء خرچ کر کے) کہیں تیرا مال ہی تجھے مشقت میں نہ مبتلا کر دے اور پھر تو لوگوں سے سوال کرتا پھرے۔(۷)

(قرطبی رحمہ اللہ) ''عفو'' سے مراد وہ مال ہے جو بآسانی میسر ہو اور زائد ہو اور اس کی ادائیگی دل پر گراں نہ گزرے۔(۸)

(شوکانی رحمہ اللہ) ''عفو'' خرچ کرو کا مطلب یہ ہے کہ ایسا مال خرچ کرو جو تمہاری ضروریات سے زائد ہو اور اس میں تمہارے نفس مشقت محسوس نہ کریں۔(۹)

(ابن العربی رحمہ اللہ) تحقیق، صحت اور لغوی اعتبار سے سب سے زیادہ قوی قول میرے نزدیک یہ ہے کہ ''عفو'' کا

---

(۱) [حسن : صحیح موارد الظمآن (٦٦٥) كتاب الزكاة ، التعليق الرغيب (٢٦٦/١)، (٢٨/٢)]
(۲) [تحفة الأحوذي (٣٧١/٣)] (٣) [أيضا] (٤) [شرح مسلم للنووى (٣٣٦/٤)]
(٥) [شرح مسلم للنووى (٩/٣)] (٦) [موسوعة المناهي الشرعية (٦٧/٢)]
(٧) [تفسير ابن كثير (٥١٤/١)] (٨) [تفسير قرطبى (٥٩/٣)]
(٩) [تفسير فتح القدير مجلد واحد (ص ١٤٢)]

Www.IslamicBooks.Website

مطلب زائد مال ہے۔(۱)

(جلال الدین محلی رحمہ اللہ، جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ) ''عفو'' خرچ کرو کا مطلب یہ ہے کہ ایسا مال خرچ کرو جو ضرورت سے زائد ہو اور ایسا مال خرچ نہ کرو جس کے تم محتاج ہو اور اپنے نفسوں کو ضائع مت کرو۔(۲)

(بیضاوی رحمہ اللہ) ''عفو'' سے مراد ایسا مال ہے جس کا خرچ کرنا انسان کے لیے آسان ہو اور وہ اس کی وجہ سے کسی مشقت میں بھی نہ پڑے۔(۳)

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ خَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى ﴾ ''بہترین صدقہ وہ ہے جس کے بعد بھی آدمی مالدار ہی رہے۔''(٤)

مندرجہ ذیل احادیث اگرچہ نفلی صدقات کے متعلق ہیں مگر اس بات کی تائید کرتی ہیں کہ صدقہ صرف اُسی مال سے دیا جائے گا جو ضروریات سے زائد ہو۔

(3) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿ أَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِالصَّدَقَةِ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! عِنْدِيْ دِيْنَارٌ ... أَنْتَ أَبْصَرُ ﴾ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ وخیرات کا حکم دیا تو ایک آدمی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میرے پاس ایک دینار ہے (اسے میں کہاں خرچ کروں؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اسے اپنے آپ پر خرچ کرلو۔ اس نے پھر عرض کیا کہ میرے پاس ایک اور دینار ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اسے اپنی بیوی پر خرچ کرلو۔ اس نے پھر عرض کیا کہ میرے پاس ایک اور دینار ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اسے اپنے خادم پر خرچ کرلو۔ اس نے پھر عرض کیا کہ میرے پاس ایک اور دینار بھی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اسے وہاں خرچ کرلو جہاں تم مناسب سمجھو۔''(٥)

(4) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کے لیے فرمایا ﴿ اِبْدَأْ بِنَفْسِكَ فَتَصَدَّقْ عَلَيْهَا ' فَإِنْ فَضَلَ شَيْءٌ فَلِأَهْلِكَ ... ﴾ ''اپنے آپ سے ابتداء کرو اور اس پر خرچ کرو' اگر کچھ زائد ہو تو اپنے گھر والوں پر خرچ کرو' اگر کچھ گھر والوں کی ضرورت سے بھی زائد ہو تو اپنے قریبی رشتہ داروں پر خرچ کرو اور اگر قریبی رشتہ داروں کی ضرورت سے بھی کچھ زائد ہو تو پھر اس طرح اور اس طرح (یعنی اپنے دائیں بائیں اور سامنے کے لوگوں پر) خرچ کرو۔''(٦)

---

(۱) [تفسیر أحکام القرآن لابن العربی (۲۰۲/۱)] (۲) [تفسیر جلالین (ص / ۸۱)]

(۳) [تفسیر بیضاوی (۱۱۸/۱)]

(٤) [بخاری (١٤٢٦) کتاب الزکاة : باب لا صدقة إلا عن ظهر غنی ' ابو داود (١٦٧٦) احمد (١٠٣٩٨)]

(٥) [**حسن** : صحیح ابو داود (١٤٨٣) کتاب الزکاة : باب فی صلة الرحم ' ابو داود (١٦٩١) و فی مسلم (٩٩٥) کتاب الزکاة : باب فضل النفقة علی العیال والمملوك ' معناه]

(٦) [مسلم (٩٩٧) کتاب الزکاة : باب الابتداء فی النفقة بالنفس ثم أهله ثم القرابة ' ابو داود (٣٩٥٧)]

Www.IslamicBooks.Website

(5) حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ يَا ابْنَ آدَمَ ! " إِنَّكَ أَنْ تَبْذُلَ الْفَضْلَ خَيْرٌ لَكَ " وَ أَنْ تُمْسِكَهُ شَرٌّ لَكَ ' وَلَا تُلَامُ عَلَى كَفَافٍ ﴾ "اے آدم کے بیٹے! بے شک اگر تو (اپنی اور اپنے گھر والوں کی ضرورت سے) زائد مال خرچ کردے گا تو یہ تیرے لیے بہتر ہے اور اگر تو ایسے مال کو روکے رکھے گا تو یہ تیرے لیے برا ہے اور تجھے بقدرِ ضرورت (مال رکھنے پر) کوئی ملامت نہیں کی جائے گی۔" (۱)

(سید سابق رحمہ اللہ) نصاب میں یہ شرط ہے کہ وہ اُن ضروری حاجات سے زائد ہو جن کے بغیر گزارہ ممکن نہیں مثلاً خوراک' لباس' رہائشی گھر' سواری اور آلاتِ تجارت۔ (۲)

مذکورہ بالا تمام دلائل سے یہ واضح ہوتا ہے کہ زکوٰۃ صرف اُسی مال پر واجب ہے جو بنیادی ضروریات سے زائد ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اہل علم نے اس مسئلے میں اتفاق کیا ہے کہ ذاتی استعمال کی اشیاء مثلاً رہائش' گھر کا سامان' لباس' خوراک' سواری اور آلاتِ پیشہ وغیرہ میں زکوٰۃ واجب نہیں خواہ یہ اشیاء کتنی ہی قیمتی ہوں۔ نیز کتاب وسنت میں ایسی کوئی دلیل بھی موجود نہیں جس سے ان اشیاء پر زکوٰۃ کا وجوب ثابت ہوتا ہو بلکہ اس کے برعکس ایک صحیح حدیث میں ہے کہ "مسلمان پر اس کے گھوڑے اور غلام میں زکوٰۃ نہیں۔" عہد رسالت مآب میں سواری کے لیے گھوڑے استعمال ہوتے تھے اس لیے حدیث میں انہی کا ذکر ہے اور اب چونکہ موٹر سائیکلیں اور کاریں زیر استعمال ہیں اس لیے یہ بھی زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہوں گی۔ اسی طرح گھریلو سامان اور ذاتی اشیاء کو غلام پر قیاس کرتے ہوئے زکوٰۃ سے مستثنیٰ قرار دیا جائے گا۔

ایک اور اہم مسئلہ یہ ہے کہ آخر ضرورت کی حد کیا ہے؟ کیا ہر انسان جس چیز کی خواہش رکھتا ہے یا جو آسائش حاصل کرنا چاہتا ہے وہ اُس کی ضرورت ہے؟ اگر ضرورت کا مفہوم یہ ہو تو ابن آدم کو سونے کی دو وادیاں بھی مل جائیں تو اس کی ضرورت پوری نہیں ہوگی اور وہ تیسری وادی حاصل کرنے کے لیے کوشش کرے گا (جیسا کہ ایک صحیح حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان موجود ہے) تو یہاں یہ بات خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ حاجاتِ اصلیہ (بنیادی ضروریات) سے مراد صرف وہ اشیاء ہیں جن کے بغیر انسان کا گزارہ ممکن نہ ہو مثلاً خوراک' لباس' رہائش' علمی وفنی کتب' حفاظتی اسلحہ اور آلاتِ تجارت وغیرہ۔

اسی طرح ایک اور اہم سوال یہ ہے کہ کیا ہر انسان کی ضرورت ایک جیسی ہے؟ تو یہ بھی یاد رہے کہ ہر انسان کی ضرورت میں فرق ہے۔ مثلاً اگر کسی صاحب کے بارہ (12) یا چودہ (14) بچے ہیں تو لامحالہ اِس شخص اور اُس شخص کی ضرورت میں فرق ہوگا جس کے ایک یا دو بچے ہیں یا اولاد ہے ہی نہیں' اسی طرح جس شخص پر

---

(۱) [مسلم (۱۰۳٦) کتاب الزکاۃ : باب بیان أن الید العلیا خیر من الید السفلی ' ترمذی (۲۳٤۳)]

(۲) [فقه السنة (۱/۳۱٤)]

Www.IslamicBooks.Website

والدین اور بعض دیگر قریبی رشتہ داروں کے خرچہ کا بھی بوجھ ہے اِس کی اور اُس شخص کی ضرورت میں یقیناً فرق ہوگا جو ان ذمہ داریوں سے بری ہے۔ لہٰذا حتمی و کلی طور پر ضروریات کا تعین کرنا محال ہے اور غالباً یہی وجہ ہے کہ شریعت نے بھی اتنی قید تو لگائی ہے کہ زکوٰۃ زائد از ضرورت مال سے ادا کی جائے لیکن ضروریات کی حد بندی نہیں کی بلکہ اسے عرفِ عام پر چھوڑ دیا ہے۔

5 قرض سے فارغ ہو

جن وجوہات کی بنا پر یہ شرط لگائی گئی ہے وہ حسب ذیل ہیں:

(1) امام ابن قدامہ رقمطراز ہیں کہ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو منبرِ رسول پر یہ خطبہ دیتے ہوئے سنا ﴿مَنْ كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَلْيَقْضِ دَيْنَهُ وَلْيُزَكِّ بَقِيَّةَ مَالِهِ﴾ ''جس پر قرض ہے وہ اپنا قرض ادا کرے اور اپنے باقی مال کی زکوٰۃ دے۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ بات صحابہ کی موجودگی میں کہی اور کسی نے انکار نہیں کیا، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ سب اس پر متفق تھے (کہ قرض پر زکوٰۃ نہیں اسی لیے قرض ادا کر کے باقی مال سے زکوٰۃ دینے کا حکم دیا)۔(۱)

(2) جس شخص پر قرض ہو اسے اس پر ملکیتِ تامہ حاصل نہیں ہوتی اور گزشتہ اَوراق میں ذکر کر دیا گیا ہے کہ وجوبِ زکوٰۃ کے لیے ملکیتِ تامہ کا ہونا شرط ہے۔

(3) مصارفِ زکوٰۃ میں سے ایک مصرف ''غارمین'' (مقروض) بھی ہے۔ یعنی اگر کسی پر اتنا قرض ہے کہ جو اس کے تمام مال کو محیط ہے یا نصاب کو کم دیتا ہے تو وہ خود شرعاً زکوٰۃ لینے کا مستحق ہے، پھر اس پر زکوٰۃ کیسے واجب ہوگی؟

(4) فی الحقیقت زکوٰۃ کی ادائیگی اُس شخص پر لازم ہے جو مال کا حقیقی مالک ہے لیکن اگر مقروض سے بھی زکوٰۃ وصول کی جائے گی تو ایک مال میں دو مرتبہ زکوٰۃ کا اخراج لازم آئے گا جو کہ شرعاً جائز نہیں۔

(5) صرف اُسی صدقے کو مشروع کیا گیا ہے جس کے بعد بھی انسان مالدار ہی رہے جیسا کہ سابقہ عنوان کے تحت یہ حدیث ذکر کر دی گئی ہے۔ اب جو شخص مقروض ہے اس کے پاس مالداری والی کوئی بات ہی نہیں کیونکہ وہ خود اتنی رقم کا محتاج ہے جس سے وہ اپنا قرض ادا کر سکے۔

(6) زکوٰۃ کو حاجت مندوں کی ہمدردی کے لیے فرض کیا گیا ہے اور مقروض خود قرض کی ادائیگی کے لیے محتاج ہے تو یہ کوئی حکمت و دانائی نہیں ہے کہ مالک کی حاجت کو چھوڑ کر اُس کے علاوہ کسی دوسرے کی حاجت کو ترجیح دی جائے جبکہ صحیح حدیث میں بھی یہ بات موجود ہے کہ ''(مالی خرچ) اپنے آپ سے شروع کرو اور پھر جو قریبی ہو۔''

مذکورہ بالا وجوہات سے یہی بات سامنے آتی ہے کہ قرض زکوٰۃ کے وجوب میں رکاوٹ ہے، جمہور فقہاء اسی

---

(۱) [المغنی لابن قدامة (۳/۱۶)]

Www.IslamicBooks.Website

کے قائل ہیں۔تاہم یہ یاد رہے کہ وہ قرض جو زکوٰۃ کو روک دیتا ہے اس کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ مکمل نصاب کو مستغرق ہو یعنی جتنا نصاب ہو اُتنا ہی قرض ہو یا وہ قرض نصاب کو کم دیتا ہو اور مقروض شخص کے پاس نصاب کے سوا کوئی ایسا ذریعہ آمدن بھی نہ ہو جس کے ساتھ وہ قرض ادا کر سکے۔ مثلاً کسی کے پاس بیس (20) دینار سونا ہو اور اس پر بیس (20) دینار ہی قرض ہو یا ایک یا اس سے زیادہ دینار قرض ہو اور اس قرض کی ادائیگی کے لیے اُس کے پاس اِس نصاب کے علاوہ کوئی اور ذریعہ بھی نہ ہو تو اُس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ کیونکہ جب قرض کی رقم الگ کر دی جائے گی تو باقی مال نصاب تک نہیں پہنچتا ہوگا اور نصاب تک پہنچنا وجوبِ زکوٰۃ کے لیے شرط ہے اور اگر قرض کی رقم الگ کر کے باقی رقم نصاب تک پہنچتی ہوگی تو زکوٰۃ واجب ہوگی۔

6 ''نامی'' ہو

''نامی'' سے مراد ایسا مال ہے جو نشو ونما کے قابل ہو یعنی حقیقی یا تقدیری طور پر نمو کی خاصیت رکھتا ہو۔ حقیقی نمو کا مطلب یہ ہے کہ از خود (یعنی بالفعل) اس میں اضافہ ونشو ونما ہوتی رہے مثلاً مویشیوں میں پیدائش کے ذریعے افزائش (بڑھوتری' زیادتی) کا سلسلہ جاری رہتا ہے' اسی طرح زمین میں پیداوار کے ذریعے افزائش ہوتی رہتی ہے۔ تقدیری نمو کا مطلب یہ ہے کہ اس میں از خود تو افزائش کی خاصیت نہ ہو لیکن بالقوۃ یہ خاصیت موجود ہو مثلاً نقدی یعنی سونا چاندی اور کاغذی کرنسی وغیرہ۔ ان میں از خود تو افزائش نہیں ہوتی لیکن اگر انہیں کسی کاروبار وغیرہ میں لگا دیا جائے تو ان میں افزائش کی قوت بہر حال موجود ہے۔

اہل علم نے فرضیت زکوٰۃ کے لیے ''مالِ نامی'' کی شرط اس لیے لگائی ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کے اقوال وافعال اسی پر دلالت کرتے ہیں۔ ڈاکٹر یوسف قرضاوی رقمطراز ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے صرف افزائش رکھنے والے اور نفع رساں اموال پر ہی زکوٰۃ فرض کی ہے۔ مزید فرماتے ہیں کہ احکامِ شرعیہ کی تعلیل کے قائل فقہاء (اور وہ اُمت کے جمہور علماء ہیں) نے اس مسئلے میں اتفاق کیا ہے کہ مذکورہ اموال میں وجوبِ زکوٰۃ کی علت یہ ہے کہ یہ اموال یا تو بالفعل (یعنی از خود) افزائش کی صلاحیت رکھتے ہیں یا بالقوۃ (یعنی ان میں افزائش کا امکان موجود ہے)۔(۱)

مزید برآں اس شرط کی دلیل وہ حدیث بھی ہے جس میں مذکور ہے کہ ''مسلمان پر اس کے غلام اور گھوڑے میں زکوٰۃ واجب نہیں۔'' (۲)

(نووی رحمہ اللہ) یہ حدیث بنیاد ہے کہ ذاتی استعمال کے اموال پر زکوٰۃ واجب نہیں اور سلف وخلف کے علماء

(۱) [فقه الزكاة (١٤١/١)]

(۲) [بخاري (١٤٦٣ ' ١٤٦٤) كتاب الزكاة : باب ليس على المسلم في فرسه صدقة]

Www.IslamicBooks.Website

کا یہی قول ہے۔(۱)

(عبداللہ بسام) یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ زکوٰۃ صرف اُن اموال میں واجب ہوتی ہے جو''نامی'' (نشوونما کے متحمل) ہیں یا نمو کے لیے تیار کیے گئے ہیں۔البتہ جو اموال ذاتی استعمال کے لیے تیار کیے گئے ہیں ان میں زکوٰۃ واجب نہیں۔(۲)

اگر کوئی یہ اعتراض پیش کرے کہ نمو کی خاصیت تو ذاتی گھروں' کرائے پر دیئے ہوئے مکانوں اور دکانوں وغیرہ میں بھی پائی جاتی ہے لہٰذا ان میں بھی زکوٰۃ واجب ہونی چاہیے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہر مالِ نامی پر زکوٰۃ فرض نہیں۔جیسا کہ ذاتی استعمال کی اشیاء' آلاتِ تجارت اور ذرائع پیداوار آئے دن خواہ کتنے ہی قیمتی ہوتے چلے جائیں ان میں زکوٰۃ نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں زکوٰۃ سے مستثنیٰ کر دیا ہے۔اسی طرح وہ جانور جنہیں گھر میں چارہ ڈالا جاتا ہو یا ان سے رہٹ یا ہل چلانے کا کام لیا جاتا ہو' خواہ روز بہ روز ان کی تعداد میں کتنا ہی اضافہ ہوتا چلا جائے ان میں زکوٰۃ نہیں کیونکہ انہیں بھی مستثنیٰ کیا گیا ہے۔

7 مقررہ نصاب کو پہنچتا ہو

اس مسئلے میں کوئی اختلاف نہیں کہ فرضیتِ زکوٰۃ کے لیے مال کا نصاب تک پہنچنا شرط ہے۔نیز سونے کا نصاب بیس دینار' چاندی کا نصاب دو سو درہم' اونٹوں کا نصاب پانچ اونٹ' گائیوں کا نصاب تیس گائیں' بکریوں کا نصاب چالیس بکریاں اور غلے کا نصاب پانچ وسق ہے۔

(1) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں یہ لفظ ہیں ﴿ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ إِلَّا أَرْبَعٌ مِّنَ الْإِبِلِ فَلَيْسَ فِيهَا صَدَقَةٌ إِلَّا أَنْ يَّشَاءَ رَبُّهَا ﴾ ''اور جس کے پاس صرف چار اونٹ ہوں تو ان میں زکوٰۃ واجب نہیں الا کہ اس کا مالک چاہے۔''

اور اس حدیث میں یہ لفظ بھی ہیں کہ ﴿ فَإِذَا كَانَتْ سَائِمَةُ الرَّجُلِ نَاقِصَةً عَنْ أَرْبَعِيْنَ شَاةً شَاةٌ وَاحِدَةٌ فَلَيْسَ فِيهَا صَدَقَةٌ إِلَّا أَنْ يَّشَاءَ رَبُّهَا ﴾ ''جب آدمی کی چرنے والی بکریوں میں سے چالیس بکریوں سے ایک بکری بھی کم ہو تو ان میں زکوٰۃ واجب نہیں الا کہ اس کا مالک (ادا کرنا) چاہے۔''(۳)

(2) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ صَدَقَةٌ ... ﴾ ''پانچ وسق کھجوروں سے کم میں زکوٰۃ نہیں' پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں زکوٰۃ نہیں اور پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں۔''(٤)

---

(۱) [شرح مسلم للنووی (۵۵/۷)] (۲) [توضیح الأحکام شرح بلوغ المرام (۳۱۱/۳)]

(۳) [بخاری (۱٤۵٤) کتاب الزکاۃ] (٤) [بخاری (۱٤۵۹) مسلم (۹۷۹)]

Www.IslamicBooks.Website

(شیخ وہبہ زحیلی) وجوبِ زکوٰۃ کے لیے مال کا نصاب تک پہنچنا یا نصاب کی قیمت تک پہنچنا شرط ہے۔(۱)

(ڈاکٹر یوسف قرضاوی) مالِ زکوٰۃ میں نصاب کی شرط ''کھیتوں، پھلوں اور معادن کے علاوہ'' علماء کے درمیان متفق علیہ ہے۔

(ابو حنیفہ رحمہ اللہ) زمینی پیداوار کم ہو یا زیادہ عشر کی ادائیگی واجب ہے (ان کی دلیل وہ عام حدیث ہے جس میں مذکور ہے کہ ''جس کھیتی کو آسمانی پانی سیراب کرے اس میں عشر ہے۔'' ان کا کہنا ہے کہ جب زمینی پیداوار میں سال گزرنے کی شرط نہیں ہے تو نصاب تک پہنچنے کی بھی شرط نہیں حالانکہ یہ صریح حدیث کی مخالفت ہے)۔

(جمہور، ابو یوسف، محمد رحمہم اللہ) ہر مال کی طرح اس میں بھی نصاب شرط ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے کہ ''پانچ وسق سے کم غلے میں زکوٰۃ نہیں۔''(۲)

(راجح) جمہور کا قول برحق ہے اور یہ بات اصول میں بھی ثابت ہے کہ خاص کو عام پر ترجیح حاصل ہوتی ہے۔ چونکہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی دلیل عام حدیث ہے اور جمہور کی دلیل خاص ہے لہٰذا اسی کو ترجیح حاصل ہے۔

(عبید اللہ مبارکپوری رحمہ اللہ) عشر یا نصف عشر کے وجوب کے لیے نصاب شرط ہے۔ جمہور اسی کے قائل ہیں اور یہی بات حق اور درست ہے۔(۳)

(عبد الرحمن مبارکپوری، شوکانی رحمہما اللہ) راجح قول جمہور کا ہے۔(۴)

(ابن منذر رحمہ اللہ) انہوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے علاوہ سب اہل علم کا اجماع نقل کیا ہے کہ پانچ وسق سے کم زمینی پیداوار میں زکوٰۃ نہیں۔(۵)

(ابن قیم رحمہ اللہ) انہوں نے صحیح محکم سنت کو رد کرنے کی 37 ویں مثال میں اسی مسئلے کا ذکر کیا ہے اور امام ابو حنیفہؒ کے دلائل کا قاطع رد کیا ہے۔(۶)

8 اُس پر ایک سال کا عرصہ گزر چکا ہو

(1) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ لَا زَكَاةَ فِي مَالٍ حَتَّى يَحُوْلَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ ﴾ ''کسی مال میں بھی اس وقت تک زکوٰۃ نہیں جب تک اس پر ایک سال نہ گزر جائے۔''(۷)

---

(۱) [الفقه الإسلامي وأدلته (۷٤۱/۲)]

(۲) [فقه الزكاة (۱۵۰/۱) فقه السنة (۳۲۷/۱) شرح مسلم للنووي (۲۹٤/٤) نيل الأوطار (۹۷/۳)]

(۳) [مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح (٦۸/٦)] (٤) [تحفة الأحوذي (۳۰۵/۳) نيل الأوطار (۹۸/۳)]

(۵) [أيضا] (٦) [أعلام الموقعين (۲۵۱/۲)]

(۷) [صحيح: صحيح ابن ماجة (۱٤٤۹) بيهقي (۹۵/٤) دارقطني (۹۱/۲) إرواء الغليل (۷۸۷)]

Www.IslamicBooks.Website

(2) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ ﴿ لَيْسَ فِي مَالٍ زَكَاةٌ حَتَّى يَحُولَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ ﴾ ''کسی مال میں اس وقت تک زکوۃ نہیں جب تک اس پر سال نہ گزر جائے۔'' (۱)

(جمہور فقہا) سونا' چاندی' اموال تجارت اور مویشیوں وغیرہ میں فرضیت زکوۃ کے لیے نصاب تک پہنچ جانے کے بعد ایک سال کا گزرنا بھی شرط ہے۔(۲)

(ابن قدامہ، ابن تیمیہ، امیر صنعانی رحمۃ اللہ علیہم) اسی کے قائل ہیں۔(۳)

(ابن قیم رحمہ اللہ) اللہ تعالیٰ نے جو ہر سال میں ایک مرتبہ زکوۃ واجب کی ہے اور کھیتیوں اور پھلوں کے صحیح طور پر پک جانے پر (زکوۃ کو لازم کیا ہے) یہ اس سے نہایت مناسب ہے کہ اس کا وجوب ہر ماہ یا ہر جمعہ ہوتا کیونکہ اس سے اغنیاء کو نقصان اٹھانا پڑتا اور اگر اس کا وجوب زندگی میں ایک مرتبہ ہوتا تو اس سے مساکین کو نقصان ہوتا لہٰذا ہر سال میں ایک مرتبہ زکوۃ کے وجوب سے زیادہ مناسب اور عدل والی بات کوئی نہیں۔(٤)

(شوکانی رحمہ اللہ) سال گزرنے کا اعتبار کرنا ضروری ہے۔(٥)

(عبد اللہ بسام) وجوبِ زکوۃ کے لیے سال گزرنا شرط ہے لہٰذا زکوۃ واجب نہیں ہوگی جب تک نصاب پر مکمل سال نہ گزر جائے۔(٦)

(سعودی مجلس افتاء) زکوۃ اُس وقت تک واجب نہیں ہوتی جب تک اس پر سال کا عرصہ نہ گزر جائے۔(۷)

اگر دورانِ سال نصاب میں کمی واقع ہو جائے

(احمد، مالک، شافعی، نووی، جمہور رحمۃ اللہ علیہم) وجوبِ زکوۃ کے لیے سارا سال نصاب کی موجودگی شرط ہے' اگر سال کے کسی لمحہ میں بھی نصاب کم ہو گیا تو سال منقطع ہو گیا۔ پھر اگر اس کے بعد نصاب مکمل ہو گیا تو اُس وقت سے دوبارہ سال شروع کیا جائے گا جب نصاب مکمل ہوا۔

(ابو حنیفہ رحمہ اللہ) سال کے شروع اور آخر میں نصاب کا وجود معتبر ہے' ان دونوں کے درمیان میں نصاب کی کمی کوئی نقصان نہیں دے گی حتی کہ اگر کسی کے پاس دوسو درہم تھے اور پھر دورانِ سال وہ سب ہلاک ہو گئے الا کہ ایک

---

(۱) [صحيح : صحيح أبو داود (١٣٩١) كتاب الزكاة : باب زكاة السائمة ' أبو داود (١٥٧٣)] اس روایت کے مرفوع ہونے میں اختلاف ہے۔ بالفرض اگر یہ موقوف بھی ہو تب بھی حکماً مرفوع ہے۔ کیونکہ اس میں اجتہاد کی کوئی گنجائش نہیں۔ اس کی مزید اسناد دیکھنے کے لیے ملاحظہ ہو: نصب الراية (٣٢٩/٢) إرواء الغليل (٢٥٤/٣)'(٧٨٧)]

(٢) [المغنى (٧٣/٤) الهداية (٢٦١/٢) فقه الزكاة (١٦٢/١)]

(٣) [أيضا ، مجموع الفتاوى لابن تيمية (١٢/٢٥) سبل السلام (٨٠٦/٢)]

(٤) [زاد المعاد (٦/٢)] (٥) [نيل الأوطار (٩٥/٣)]

(٦) [توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام (٣٢٠/٣)] (٧) [فتاوى اللجنة الدائمة (١٦٩/٩)]

Www.IslamicBooks.Website

درہم باقی رہ گیا' یا چالیس بکریاں تھیں اور دورانِ سال وہ ہلاک ہوگئیں الا کہ ایک بکری رہ گئی' پھر وہ سال کے آخر میں مکمل دوسو درہموں اور چالیس بکریوں کا مالک بن گیا تو اس پر مکمل مال کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔(۱)

(راجح) جمہور علماء کا مؤقف راجح ہے کیونکہ حدیث میں نصاب پر سارا سال گزرنے کی قید لگائی گئی ہے۔

(شوکانی رحمہ اللہ) اگر دورانِ سال مال نصاب سے کم ہو جائے پھر اس کے بعد مکمل ہو جائے تو اس کے مکمل ہونے کے وقت سے نیا سال شروع کیا جائے گا بشرطیکہ نصاب میں کمی قصداً اس حیلے سے نہ کی گئی ہو کہ نصاب سے کم مال پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

''حولان الحول'' کے متعلق احادیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ ان احادیث کے مجموعہ سے حجت قائم ہو جاتی ہے کہ سال کا اعتبار اور اسی طرح یہ اعتبار کہ نصاب ابتدائے سال سے انتہائے سال تک مکمل ہو' ضروری ہے۔ یہ شرط نہیں ہے کہ (مکمل) مال اس کے پاس ہی ہو بلکہ اگر مال اس کے علاوہ کسی اور کے پاس امانت وغیرہ کے بطور پڑا ہے اور اس کے لیے ممکن ہے کہ جب چاہے اپنا مال وصول کر لے تو یہ اس کے پاس موجود کے حکم میں ہی ہے۔(۲)

(سید سابق رحمہ اللہ) نصاب میں یہ شرط ہے کہ اس پر ایک ہجری سال گزر چکا ہو اور سال کی ابتداء اس دن سے ہوگی جس دن وہ شخص نصاب کا مالک ہوا ہے اور یہ ضروری ہے کہ سارا سال نصاب مکمل رہے۔ اگر سال کے دوران نصاب کم ہو گیا پھر مکمل ہو گیا تو سال کی ابتداء کا اعتبار اس دن سے ہوگا جس دن نصاب (دوبارہ) مکمل ہوا ہے۔(۳)

سال گزرنے کی شرط سے مستثنیٰ اشیاء

نصاب پر سال گزرنے کی شرط سے بعض اشیاء مستثنیٰ ہیں۔ مثلاً کھیتوں اور پھلوں پر اُسی وقت زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے جب ان کی کٹائی کا وقت آ جائے جیسا کہ قرآن میں ہے کہ ﴿وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ﴾ [الأنعام: ۱٤۱] ''اور کٹائی کے دن اس کا حق ادا کرو۔''

اسی طرح کانوں اور زمین میں مدفون خزانوں کی زکوٰۃ (خمس یعنی پانچواں حصہ) ان کے حاصل ہوتے ہی ادا کر دی جائے گی' ان پر سال گزرنے کا انتظار نہیں کیا جائے گا۔

مالِ مستفاد کا حکم

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿مَنِ اسْتَفَادَ مَالًا فَلَا زَكَاةَ عَلَيْهِ حَتَّى يَحُولَ عَلَيْهِ الْحَوْلُ﴾ ''جس نے کوئی مال حاصل کیا اس پر اس وقت تک زکوٰۃ نہیں جب تک اس پر

---

(۱) [أیضا ' الفقه الإسلامی وأدلته (۷٤٤/۲) بدایة المجتهد (۲٦۱/۱) المجموع (٤۲۸/۵)]

(۲) [السیل الجرار (۷٤۰/۱)] (۳) [فقه السنة (۳۱٤/۱)]

Www.IslamicBooks.Website

سال نہ گزر جائے۔'' (١)

مالِ مستفاد سے مراد ایسا مال ہے جو (زکوٰۃ کی ادائیگی کے بعد) دورانِ سال حاصل ہو' اس کی مختلف صورتیں ہیں جن کی کچھ تفصیل حسب ذیل ہے:

① پہلی صورت یہ ہے کہ دورانِ سال حاصل ہونے والا مال پہلے مال کا ہی نتیجہ' نفع اور ثمرہ ہو۔ جیسے کسی کے پاس ابتدائے سال میں کچھ جانور ہوں پھر دورانِ سال ان کے مزید بچے ہو جائیں یا کسی کو تجارت کے ذریعے دورانِ سال نفع حاصل ہو تو ان بچوں اور تجارتی منافع کو بھی سال کے آخر میں زکوٰۃ نکالتے وقت پہلے مال میں شمار کیا جائے گا۔ یعنی اگر سال کی ابتداء میں کسی کے پاس چالیس اونٹ تھے اور پھر سال کے دوران انہوں نے دس بچے دیئے اور سال کے آخر میں اس کے پاس پچاس اونٹ ہیں تو وہ چالیس اونٹوں کی نہیں بلکہ پچاس اونٹوں کی زکوٰۃ ادا کرے گا۔ اسی طرح اگر کسی کے پاس سال کے شروع میں دس لاکھ روپے تھے' پھر دورانِ سال اس نے ان روپوں سے کاروبار کیا اور ایک لاکھ منافع ہوا' یوں سال کے آخر میں اس کے پاس گیارہ لاکھ ہے تو وہ دس لاکھ سے نہیں بلکہ گیارہ لاکھ سے زکوٰۃ ادا کرے گا۔

سفیان بن عبداللہ ثقفی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ: تَعُدُّ عَلَيْهِمْ بِالسَّخْلَةِ يَحْمِلُهَا الرَّاعِيْ وَ لَا تَأْخُذْهَا﴾ ''حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا' ان (زکوٰۃ والے جانوروں میں اُس بچے کو بھی شمار کرو جسے چرواہا اُٹھائے پھرتا ہے لیکن اسے بطورِ زکوٰۃ وصول نہ کرو۔'' (٢)

(حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ، حنابلہ) سب اسی کے قائل ہیں۔ (٣)

(ابن قدامہ رحمہ اللہ) اسی کو ترجیح دیتے ہیں۔ مزید فرماتے ہیں کہ ہمیں اس مسئلے میں کسی اختلاف کا علم نہیں۔ (٤)

(شیخ وہبہ زحیلی) مویشیوں کی پیداوار اور تجارتی منافع کو بالاتفاق اصل نصاب (جو ابتدائے سال میں تھا) کے ساتھ ملایا جائے گا۔ (٥)

(ڈاکٹر یوسف قرضاوی، شیخ صالح الفوزان) یہی مؤقف رکھتے ہیں۔ (٦)

---

(١) [صحيح : صحيح ترمذى (٥١٥) كتاب الزكاة : باب لا زكاة على المال المستفاد حتى يحول عليه الحول' ترمذى (٦٣١' ٦٣٢) ابن ماجة (١٧٩٢)]

(٢) [مؤطا (٢٦٥/١) كتاب الزكاة : باب ما جاء فيما يعتد به من السخل فى الصدقة' بيهقى فى السنن الكبرى (١٠٠/٤-١٠١) وفى السنن الصغرى (٣٢٠/١) مسند شافعى (٢٣٨/١) المحلى (٢٧٦/٥) شیخ محمد صبحی حسن حلاق حفظہ اللہ تعالیٰ نے اس روایت کی سند کو حسن کہا ہے۔ [التعليق على السيل الجرار (٧٤٣/١)]

(٣) [فتح القدير (٥١٠/١) بداية المجتهد (٢٦١/١) المجموع (٣٢٨/٥) المغنى (٦٢٥/٢-٦٢٩) الفقه الإسلامى وأدلته (٧٤٤/٢-٧٤٧)]

(٤) [المغنى لابن قدامة (٦٢٥/٢)]

(٥) [الفقه الإسلامى وأدلته (٧٤٧/٢)]

(٦) [فقه الزكاة (١٦٥/١) الملخص الفقهى (٣٢٣/١)]

Www.IslamicBooks.Website

② دوسری صورت یہ ہے کہ دورانِ سال حاصل ہونے والا مال پہلے سے موجود مال کی جنس یا نوع سے نہ ہو۔ مثلاً اگر کسی کے پاس سال کی ابتداء میں اونٹ تھے اور پھر اسے دورانِ سال بکریاں یا گائیں مل گئیں یا کسی کے پاس پہلے نقد رقم موجود تھی اور پھر اسے سال کے دوران بقدرِ نصاب مویشی مل گئے تو نہ بکریوں اور گائیوں کو پہلے سے موجود اونٹوں کے ساتھ ملایا جائے گا اور نہ ہی مویشیوں کو نقد رقم کے ساتھ' بلکہ ان کی زکوٰۃ اُس وقت ادا کرنا واجب ہوگی جب ان پر الگ سال گزرے گا۔ تاہم اتنا یاد رہے کہ اگر مالک اس نوع کے مالِ مستفاد کی زکوٰۃ بھی پہلے مال کے ساتھ ملا کر ادا کرنا چاہے تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اس طرح مالِ مستفاد کی زکوٰۃ وقت سے پہلے ادا ہو جائے گی اور یہ شرعاً جائز و مباح ہے۔

(جمہور فقہاء) اسی کے قائل ہیں۔(۱)

③ تیسری صورت یہ ہے کہ سال کے دوران حاصل ہونے والا مال پہلے مال کی جنس و نوع سے ہو مگر اس کا نفع و نتیجہ نہ ہو بلکہ کسی دوسرے ذریعے (وراثت یا ہبہ وغیرہ) سے ملا ہو۔ مثلاً پہلے بقدرِ نصاب نقد رقم موجود تھی اور پھر دورانِ سال اور نقدی حاصل ہو گئی' اسی طرح پہلے مویشی موجود تھے اور دورانِ سال مزید مویشی حاصل ہو گئے تو اس مالِ مستفاد کی زکوٰۃ کے متعلق فقہا کی مختلف آراء ہیں جو بالاختصار حسب ذیل ہیں:

(احمد، شافعی رحمہما اللہ) اس قسم کے مالِ مستفاد پر تب زکوٰۃ واجب ہوگی جب اس پر الگ سال گزرے گا۔

(ابو حنیفہ رحمہ اللہ) اس مالِ مستفاد کو پہلے سے موجود مال کے ساتھ ہی ملا کر سال کے آخر میں زکوٰۃ ادا کر دی جائے گی' اس پر الگ سال گزرنے کا انتظار نہیں کیا جائے گا (ان کا کہنا ہے کہ اگر اس قسم کے ہر مال کی زکوٰۃ کے لیے الگ الگ سال پورا کیا جائے گا تو وجوبِ زکوٰۃ کے اوقات میں فرق ہو جائے گا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مالک کو تاریخیں یاد رکھنا پڑیں گی کہ فلاں چیز فلاں وقت میں حاصل ہوئی اور فلاں چیز فلاں وقت میں' جو یقیناً باعث مشقت و حرج ہے اور ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ﴾ [الحج : ۷۸]
''اور اللہ تعالیٰ نے دین میں تم پر کوئی تنگی نہیں رکھی۔''

(مالک رحمہ اللہ) مویشیوں میں ان کی رائے بھی وہی ہے جو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی ہے۔(۲)

(راجح) پہلا موقف راجح ہے کیونکہ یہ مالِ مستفاد پہلے مال کا نتیجہ نہیں' بلکہ الگ مستقل حیثیت کا حامل ہے لہٰذا اس پر زکوٰۃ صرف اس وقت ہی واجب ہوگی جب اس پر الگ سال گزرے گا۔ علاوہ ازیں مذکورہ بالا حدیث بھی

---

(۱) [المغنی لابن قدامة (۶۲۶/۲) الفقه الاسلامی و أدلته (۷۴۸/۲)]

(۲) [المغنی لابن قدامة (۷۴/۴-۷۸) الفقه الاسلامی وأدلته (۷۴۴/۲-۷۴۶) بداية المجتهد (۲۶۱/۱) فقه الزكاة (۱۶۴/۱-۱۶۶)]

Www.IslamicBooks.Website

اس مؤقف کی تائید کرتی ہے۔

❑ واضح رہے کہ مذکورہ بالا حدیث میں جس مالِ مستفاد پر وجوبِ زکوٰۃ کے لیے سال گزرنے کی شرط لگائی گئی ہے اس سے مراد صرف وہ مال ہے جس کا ذکر آخری دو صورتوں میں ہے۔

(عبداللہ بن بسام) اسی کے قائل ہیں۔(۱)

قرض دی ہوئی رقم کی زکوٰۃ

قرض دی ہوئی رقم کی دو ہی صورتیں ہیں:

(1) جس کے واپس ملنے کی اُمید ہو۔ (2) جس کے واپس ملنے کی اُمید نہ ہو۔

اگر تو ایسے شخص کو قرض دیا گیا ہے جس کے پاس مالی فراوانی ہے اور وہ ہے بھی دیانتدار اس سے کسی بھی وقت مال وصول کیا جا سکتا ہے تو پھر مالک پر لازم ہے کہ وہ قرض کی رقم کو باقی مال کے ساتھ ملا کر ہر سال زکوٰۃ ادا کرتا رہے۔ لیکن اگر جسے قرض دیا گیا ہے وہ اتنا تنگ دست ہے کہ اس سے کبھی ادائیگی کی توقع ہی نہیں کی جا سکتی یا وہ قرض لے کر کہیں فرار ہو گیا ہے یا وہ قرض لینے کا ہی انکاری ہے تو اِس صورت میں قرض کی رقم سے زکوٰۃ کو اُس وقت تک مؤخر کر دیا جائے گا جب تک وہ رقم وصول نہ ہو جائے اور جب وہ رقم وصول ہو تو مالک پر لازم ہے کہ فوراً ایک سال کی زکوٰۃ ادا کر دے۔

(شیخ ابن باز، شیخ ابن عثیمین، شیخ ابن جبرین رحمۃ اللہ علیہم) انہوں نے اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔(۲)

(مالک رحمہ اللہ) قرض کے متعلق ہمارے نزدیک جس مسئلے میں کوئی اختلاف نہیں وہ یہ ہے کہ قرض دینے والا اُس وقت تک قرض کی زکوٰۃ ادا نہیں کرے گا جب تک وہ اس رقم کو اپنے قبضہ میں نہ لے لے اگرچہ وہ رقم اُس شخص کے پاس کئی سال تک رہے جس پر قرض ہے۔ پھر جب مالک اُس رقم کو اپنے قبضہ میں لے لے گا تو اُس پر صرف ایک سال کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔(۳)

(عمر بن عبدالعزیز، حسن، مالک، اوزاعی، لیث رحمۃ اللہ علیہم) اسی کے قائل ہیں۔

(حنفیہ، ثوری، ابو عبید رحمۃ اللہ علیہم) ایسا شخص گزشتہ تمام سالوں کی زکوٰۃ ادا کرے گا۔(٤)

---

(۱) [توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام (۳۲۰/۳)]

(۲) [فتاوى إسلامية (۸۸/۲) محموع الفتاوى لابن عثيمين (۲۵/۱۸) فتاوى إسلامية (۸۸/۲)]

(۳) [موطا (۵۹٦) كتاب الزكاة : باب الزكاة فى الدين]

(٤) [مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: المغنى لابن قدامة (۲٦۹/٤-۲۷۱) بدائع الصنائع (۱۰/۲) الدر المختار (٤۷/۲) بداية المجتهد (۲٦٤/۱) المجموع (۳۱۳/٥) الفقه الإسلامى وأدلته (۷٦۸/۲)]

Www.IslamicBooks.Website

قرض سے زکوٰۃ کو منہا کرنا کیسا ہے؟

ایسا کرنا درست ہے لیکن یہ شرط ہے کہ جسے قرض دیا گیا ہے وہ فی الواقع مستحقِ زکوٰۃ ہو یعنی مسکین ومحتاج ہو اور اس کا کوئی ایسا معقول ذریعہ آمدن نہ ہو جس سے وہ قرض کی رقم لوٹا سکے' نیز اُسے صرف رضائے الٰہی کے حصول کے لیے ہی قرض معاف کیا جائے' اس کے علاوہ اور کوئی ذاتی مفاد یا دنیاوی غرض ومقصد نہ ہو۔

(ابن تیمیہ رحمہ اللہ) اسی کے قائل ہیں۔(۱)

یہاں یہ بھی یاد رہے کہ اِس شخص کو یہ بتانا بھی ضروری نہیں ہے کہ ہم تمہیں یہ زکوٰۃ کی رقم معاف کر رہے ہیں یا یہ تعاون زکوٰۃ کے مال سے ہے کیونکہ زکوٰۃ کی ادائیگی میں شریعت نے ایسی کوئی شرط نہیں لگائی کہ جسے زکوٰۃ دی جا رہی ہے اُسے یہ بھی بتایا جائے کہ یہ زکوٰۃ کا مال ہے۔ علاوہ ازیں بعض خوددار قسم کے لوگ زکوٰۃ لینا ہی پسند نہیں کرتے حالانکہ وہ اس کے مستحق بھی ہوتے ہیں۔ لہٰذا اگر زکوٰۃ کے متعلق بغیر بتائے انہیں قرض کی رقم معاف کر دی جائے تو فرض بھی ادا ہو جائے گا اور تنگ دست کا تعاون بھی۔

مالِ ضمار میں زکوٰۃ کا حکم

مالِ ضمار سے مراد ایسا مال ہے جو کسی کے ہاتھ سے یوں نکل جائے کہ پھر اس کے واپس ملنے کی اُمید ہی نہ ہو مثلاً کہیں گم ہو جائے' سمندر میں ڈوب جائے' کوئی چوری کر لے' چھین لے' بطورِ قرض لے کر مکر جائے' کہیں چھپا کر بھول جائے یا ظالم حکمران زبردستی اپنے قبضہ میں لے لے۔(۲)

ایسی تمام صورتوں میں اس مال کی زکوٰۃ ادا کرنا واجب نہیں کیونکہ اسے اس مال پر کامل تصرف حاصل نہیں۔ البتہ اگر کبھی اسے وہ مال مل جائے' خواہ کئی سالوں کے بعد ہی ملے' تو اسے اس مال سے ایک سال کی زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی جیسا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے یہی فیصلہ فرمایا تھا۔

ایوب بن ابی تمیمہ سختیانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ كَتَبَ فِي مَالٍ قَبَضَهُ بَعْضُ الْوُلَاةِ ظُلْمًا ' يَأْمُرُ بِرَدِّهِ إِلَى أَهْلِهِ وَ يُؤْخَذُ زَكَاتُهُ لِمَا مَضَى مِنَ السِّنِيْنَ ثُمَّ عَقَّبَ بَعْدَ ذَلِكَ بِكِتَابٍ أَنْ لَا يُؤْخَذَ مِنْهُ زَكَاةٌ وَاحِدٌ فَإِنَّهُ كَانَ ضِمَارًا ﴾ ''حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اُس مال کے متعلق لکھا' جسے بعض حکومتی ذمہ داران نے ظلماً اپنے قبضے میں لے لیا تھا' کہ وہ اُس مال کو ان کے مالکوں کی طرف لوٹا دیں اور اُس مال سے گزشتہ تمام سالوں کی زکوٰۃ وصول کی جائے پھر اس کے بعد آپؒ نے ایک اور مکتوب بھیجا کہ اس مال سے صرف ایک سال کی ہی زکوٰۃ وصول کی جائے کیونکہ یہ مالِ ضمار ہے۔''(۳)

---

(۱) [مجموع الفتاوی لابن تیمیة (۵۱/۲۵)] (۲) [مزید دیکھئے: شرح الزرقانی علی المؤطا (۱۴۵/۲)]

(۳) [مؤطا (۵۹۵) کتاب الزکاة : باب الزکاة فی الدین]

Www.IslamicBooks.Website

(زرقانی رحمہ اللہ) اگر اس پر گزشتہ ہر سال کی زکوٰۃ واجب کر دی گئی تو یقیناً وہ اسے ہلاک کر دے گی۔(۱)

لقطہ یعنی گری پڑی چیز کی زکوٰۃ

لقطہ سے مراد ایسی گمشدہ چیز ہے جو راستے میں کہیں گری پڑی ملے۔ اگر تو وہ چیز حقیر و معمولی قسم کی ہو مثلاً چھڑی، کوڑا، رسی وغیرہ تو اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر وہ قیمتی ہو تو اٹھانے والے پر لازم ہے کہ ایک سال تک اس کی تشہیر کرتا رہے۔ اگر اس کا مالک آ جائے تو اسے ادا کر دے اور اگر اس کا مالک نہ ملے تو سال تشہیر کرنے کے بعد وہ شخص خود اسے استعمال کر سکتا ہے، تاہم یہ یاد رہے کہ وہ چیز اس کے پاس بطورِ امانت ہی ہو گی اور جب کبھی زندگی میں اس کا حقیقی مالک آ جائے گا تو اسے وہ چیز ادا کرنا ہو گی۔(۲)

اب مسئلہ یہ ہے کہ اگر وہ گری پڑی چیز نصاب تک پہنچتی ہو اور اس میں دیگر شرائطِ زکوٰۃ بھی موجود ہوں تو اس کی زکوٰۃ کون ادا کرے گا؟ اس مسئلے میں اختلاف ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ اُس گمشدہ چیز پر کامل ملکیت کس کی ہے؟ بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ اٹھانے والے کو سال تشہیر کرنے کے بعد جب اس کے استعمال کی اجازت دی گئی ہے تو اب وہ اس کی ملکیت ہے اور اسے ہی اس کی زکوٰۃ ادا کرنا ہو گی اور بعض دوسرے اہل علم کا خیال ہے کہ چونکہ حدیث میں موجود ہے کہ گمشدہ چیز، اٹھانے والے کے پاس بطورِ امانت ہو گی، اگرچہ اسے استعمال کی اجازت دی گئی ہے، اور جب کبھی اس کا حقیقی مالک آئے گا تو وہ چیز اسے واپس کرنا ہو گی اس لیے وہ اٹھانے والی کی ملکیت نہیں اور جب وہ اس کی ملکیت نہیں تو اس پر زکوٰۃ بھی واجب نہیں۔

ہمارے علم کے مطابق پہلا موقف راجح ہے کیونکہ اگر اٹھانے والے پر وجوبِ زکوٰۃ کا حکم نہ لگایا جائے اور اس کا حقیقی مالک بھی کبھی نہ آئے تو آخر اس کی زکوٰۃ کا ذمہ دار کون ہو گا؟ یقیناً وہی شخص کہ جس کے تصرف میں وہ مال ہے لہٰذا جب تشہیر کا سال گزر جائے گا تو حکماً وہ اس کا مالک قرار پائے گا اور پھر اُس مال پر سال گزرنے کے بعد وہ شخص اُس مال کی زکوٰۃ ادا کرے گا۔ (واللہ اعلم)

(ابن قدامہ رحمہ اللہ) اسی کے قائل ہیں۔ مزید فرماتے ہیں کہ اگر (تشہیر کے سال کے بعد) اس کا مالک آ جائے تو اسے اُس (گزشتہ) سال کی زکوٰۃ ادا کرنا ہو گی جس میں اٹھانے والے کو اس چیز کے استعمال کی اجازت نہ تھی۔(۳)

---

(۱) [شرح الزرقانی علی المؤطا (۱٤٥/۲)]

(۲) [مزید تفصیل کے لیے دیکھئے راقم الحروف کی کتاب: فقه الحدیث (٥٥٥/۲) اور دلائل کے لیے دیکھئے: بخاری (۲٤۲۹) کتاب اللقطة : باب إذا لم یوجد صاحب اللقطة بعد سنة فهی لمن وجدها، ابو داود (۱۷۰٤)، (۱۷۰۹) ترمذی (۱۳۷۲) ابن ماجه (۲٥۰٥) موارد الظمآن (۱۱٦۹) دارقطنی (۲۳٥/٤)]

(۳) [المغنی (۲۷٦/٤)]

Www.IslamicBooks.Website

عورت کے حق مہر کی زکوٰۃ

اگر شادی کے فوراً بعد عورت کو اس کا مقررہ حق مہر ادا کر دیا گیا ہے اور وہ نصاب کو بھی پہنچتا ہے تو اس پر ایک سال گزرنے کے بعد زکوٰۃ واجب ہو گی لیکن اگر عورت کو فوراً حق مہر ادا نہیں کیا گیا اور پھر مرد بھی اس کی ادائیگی میں سستی کرتے ہوئے کئی سال گزار دیتا ہے تو وہ مرد پر عورت کا قرض متصور ہو گا اور اس کا حکم وہی ہو گا جو قرض کا ہے یعنی اگر تو اس کے ملنے کی اُمید ہے تو ہر سال اس کی زکوٰۃ کی ادائیگی عورت پر واجب ہو گی اور اگر کسی وجہ سے اُمید نہیں تو جب مہر ملے گا تو پھر اُسے اس سے ایک سال کی زکوٰۃ ادا کرنا ہو گی بشرطیکہ وہ مہر بذاتِ خود نصاب کو پہنچتا ہو یا دیگر مالیت کے ساتھ ملا کر نصاب کو پہنچے۔

(البانی رحمہ اللہ) شیخ حسین بن عودہ رقمطراز ہیں کہ میں نے اپنے شیخ ''البانی'' سے اس (مہر کی زکوٰۃ کے متعلق) دریافت کیا تو انہوں نے یہ جواب دیا: جب مہر عورت کی ملکیت میں آ جائے تو سال گزرنے اور نصاب تک پہنچنے کی شروط کے ساتھ زکوٰۃ واجب ہو گی اور اگر مہر اس کی ملکیت میں نہ ہو بلکہ شوہر کے ذمے ہو تو اس مہر پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ البتہ اگر وہ عورت دیکھے کہ اس کا مہر زندہ قرض کی صورت میں ہے یعنی وہ جب چاہے اُسے حاصل کر سکتی ہے تو اس حالت میں اُس پر زکوٰۃ نکالنا واجب ہو گا۔ لیکن اگر وہ اس مہر کو ایسا مردہ قرض شمار کرتی ہے کہ جس کے صاحب کو اس کے ملنے کی امید نہیں ہوتی تو اس صورت میں اُس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔(۱)

(حنابلہ) ان کے ہاں مہر کی زکوٰۃ کا وہی حکم ہے جو قرض کی زکوٰۃ کا ہے۔

(ابوحنیفہ، مالک رحمہما اللہ) عورت کے مہر میں اس وقت تک زکوٰۃ واجب نہیں جب تک وہ اسے اپنے قبضے میں نہ لے اور قبضے میں لینے کے بعد مہر کا نصاب کو پہنچنا اور اس پر سال کا گزرنا بھی شرط ہے الا کہ عورت کے پاس مہر کے علاوہ کوئی اور نصاب بھی ہو تو مہر کو اس کے ساتھ ملا کر وہ ایک سال کی زکوٰۃ ادا کر دے گی۔(۲)

(ابن تیمیہ رحمہ اللہ) انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول کی تائید کی ہے۔(۳)

بیمہ کی رقم کی زکوٰۃ

بیمہ کی رقم سود پر مشتمل ہونے کی وجہ سے حرام ہے اور حرام مال میں زکوٰۃ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ صرف حلال و پاکیزہ مال کو ہی قبول فرماتے ہیں جیسا کہ گزشتہ اَوراق میں اس کے دلائل ذکر کر دیئے گئے ہیں۔

شادی کے لیے جمع کیے ہوئے مال کی زکوٰۃ

(سعودی مجلس افتاء) اس مال میں زکوٰۃ واجب ہے کیونکہ یہ مال اُن تمام دلائل کے عموم میں شامل ہے جو وجوب

---

(۱) [كما في الموسوعة الفقهية الميسرة (۳/٤٤)]

(۲) [المغني لابن قدامة (٤/۲۷۷) فقه السنة (۱/۳۲۱)] (۳) [مجموع الفتاوى لابن تيمية (۲٥/۳۱)]

Www.IslamicBooks.Website

زکوٰۃ پر دلالت کرتے ہیں اور اس شخص کا یہ ارادہ رکھنا کہ وہ اس مال کے ساتھ شادی کرے گا کوئی ایسا (معقول) سبب نہیں ہے کہ جو اس مال میں زکوٰۃ ساقط کر دے۔(۱)

مکان کی تعمیر کے لیے جمع کیے ہوئے مال کی زکوٰۃ

(ابن باز رحمہ اللہ) جمع شدہ مال شادی کے لیے ہو' مکان کی تعمیر کے لیے یا کسی دوسری غرض کے لیے' جب وہ حدِ نصاب کو پہنچ جائے اور اس پر سال کا عرصہ گزر جائے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے' خواہ یہ سونا ہو یا چاندی یا کرنسی نوٹ ہوں۔ کیونکہ وجوبِ زکوٰۃ پر دلالت کرنے والے دلائل میں عموم ہے۔ لہٰذا بلا استثناء جو چیز بھی حدِ نصاب کو پہنچ جائے اور اس پر سال گزر جائے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہو گی۔(۲)

بینکوں میں جمع شدہ رقوم کی زکوٰۃ

(ابن باز رحمہ اللہ) ایسا مال جو کسی اسلامی بینک میں رکھا گیا ہے اس کا حکم وہی ہے جو دیگر اموال کا ہے' اس میں زکوٰۃ واجب ہے جبکہ اس پر اس کے منافع سمیت ایک سال کا عرصہ گزر جائے اور اس کی شرح اصل اور منافع میں اڑھائی فیصد کے حساب سے چالیسواں حصہ ہے۔(۳)

کیا مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی کوئی حق ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ مال میں بالعموم صرف زکوٰۃ ہی واجب ہے' اس کے علاوہ دیگر صدقات وعطایا محض استحباب کی ہی حیثیت رکھتے ہیں' البتہ بعض اوقات یہی مستحب صدقات مزید مؤکد یا وجوبِ کفائی کی صورت اختیار کر جاتے ہیں مثلاً اگر کوئی شخص مالدار ہے اور اس کے سامنے کوئی شخص دواء کے پیسے نہ ہونے کی وجہ سے مر رہا ہے تو اس پر یا کسی بھی دوسرے مالدار شخص پر لازم ہو گا کہ وہ اس کی جان بچانے کے لیے حسبِ توفیق مال خرچ کرے۔ علاوہ ازیں عام حالات میں صرف زکوٰۃ ہی واجب ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل دلائل سے یہ بات واضح ہوتی ہے:

) حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نجد والوں میں سے ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا' اس کے بال بکھرے ہوئے تھے' ہم اس کی آواز کی بھنبھناہٹ سنتے تھے اور ہمیں سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کیا کہہ رہا ہے حتی کہ وہ نزدیک آن پہنچا' تب معلوم ہوا کہ وہ اسلام کے بارے میں پوچھ رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام دن رات میں پانچ نمازیں پڑھنا ہے' اس نے کہا بس اس کے سوا تو مجھ پر کوئی نماز نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں مگر تو

---

(۱) [فتاوى اللجنة الدائمة (۲٦۹/۹)] (۲) [فتاوى ابن باز مترجم (۱۱۱/۱) فتاوى إسلامية (۷۳/۲)]
(۳) [فتاوى إسلامية (۷٤/۲)]

Www.IslamicBooks.Website

نفل پڑھے تو اور بات ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اور رمضان کے روزے رکھنا' اس نے کہا اور تو کوئی روزہ مجھ پر نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا' نہیں مگر تو نفل روزے رکھے تو اور بات ہے۔ طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

﴿ وَ ذَكَرَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ا زَكَاةً ' قَالَ : هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا ؟ قَالَ لَا ' إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ ' قَالَ فَأَدْبَرَ الرَّجُلُ وَ هُوَ يَقُوْلُ : وَ اللّٰهِ لَا أَزِيْدُ عَلَى هٰذَا وَ لَا أَنْقُصُ ' قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ ﴾ ''رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے زکوٰۃ کا ذکر کیا (کہ یہ بھی اسلام کا ایک حصہ ہے) تو اس نے کہا کہ مجھ پر کوئی اور تو صدقہ نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا' نہیں مگر تو نفلی صدقہ دے تو اور بات ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر وہ آدمی واپس پھرا اور وہ یہ کہہ رہا تھا کہ اللہ کی قسم! میں اس پر نہ کچھ اضافہ کروں گا اور نہ اس میں کوئی کمی کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اگر اس نے سچ کہا ہے تو وہ کامیاب ہو جائے گا۔'' (۱)

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دیہاتی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جب میں اسے کروں تو جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنا' فرض نماز قائم کر' فرض زکوٰۃ ادا کر اور رمضان کے روزے رکھ۔ اس نے کہا ﴿ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَا أَزِيْدُ عَلَى هٰذَا ﴾ ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں اس سے کچھ بھی زیادہ نہیں کروں گا۔'' جب وہ آدمی واپس پلٹا تو آپ ﷺ نے فرمایا: جو اہل جنت کا کوئی آدمی دیکھنا چاہے وہ اسے دیکھ لے۔'' (۲)

مذکورہ بالا دونوں احادیث میں دونوں سوال کرنے والوں نے واضح طور پر یہ کہا کہ وہ فرض زکوٰۃ سے زیادہ کچھ ادا نہیں کریں گے اور رسول اللہ ﷺ یہ سن کر نہ صرف ان سے راضی ہوئے بلکہ آپ ﷺ نے ان کے متعلق جنت کی بشارت بھی سنائی۔ اگر مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی کوئی حق واجب ہوتا تو وہ اسے چھوڑ کر جنت کے مستحق قرار نہ پاتے۔

(3) حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ مَا بَلَغَ أَنْ تُؤَدَّى زَكَاتُهُ فَزُكِّيَ فَلَيْسَ بِكَنْزٍ ﴾ ''جو زیور زکوٰۃ کی ادائیگی تک پہنچ چکا ہو اور اس کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے تو وہ کنز نہیں ہے۔'' (۳)

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اپنے اموال کو خزانہ بنانے والوں کے متعلق جو وعید ہے وہ ایسے شخص کے ساتھ ملحق نہیں ہوتی جو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دے۔ لہٰذا اگر مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی کوئی حق ہوتا تو محض زکوٰۃ

---

(۱) [بخاری (٤٦) کتاب الإيمان : باب الزكاة من الإسلام ' مسلم (١١) مؤطا (٤٢٥) كتاب الصلاة]

(۲) [بخاری (١٣٩٧) كتاب الزكاة : باب وجوب الزكاة ' مسلم (١٤) كتاب الإيمان ، ابن منده (١٢٨)]

(۳) [حسن : صحيح أبو داود (١٣٨٣) كتاب الزكاة : باب الكنز ما هو؟ و زكاة الحلي ' أبو داود (١٥٦٤)]

Www.IslamicBooks.Website

ادا کرنے سے کوئی شخص اس وعید سے نہ بچتا۔ مزید برآں یہ واضح رہے کہ جس روایت میں مذکور ہے کہ مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی حق ہے' وہ ضعیف ہے۔ اس روایت کے الفاظ یہ ہیں:

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے سوال کیا یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زکوٰۃ کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿إِنَّ فِی الْمَالِ لَحَقًّا سِوَی الزَّکَاةِ﴾ "بلاشبہ مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی حق (واجب) ہے۔" پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ بقرہ کی یہ آیت تلاوت فرمائی کہ "نیکی یہ نہیں ہے کہ تم اپنے چہرے (مشرق ومغرب کی جانب) پھیر لو۔" (۱)

نیز مذاہبِ فقہاء پر مشتمل معتبر کتاب "البحر الزخار" میں کثیر فقہاء کا یہی مؤقف درج ہے کہ مال میں صرف ایک ہی حق واجب ہے اور وہ زکوٰۃ ہے۔ اس کے علاوہ کوئی شخص جو کچھ بھی خرچ کرے گا وہ نفلی صدقہ ہوگا' واجب نہیں۔ (۲)

---

(۱) [**ضعیف** : ضعیف ترمذی' ترمذی (۶۵۹)' (۶۶۰) کتاب الزکاة : باب ما جاء أن فی المال حقا سوی الزکاة' هدایة الرواة (۱۸۵۶) اس روایت کی سند میں "ابوحمزہ میمون اعور" راوی ضعیف ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے اسے ضعیف کہا ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اسے ضعیف الحدیث کہا ہے۔ امام ابن معینؒ نے کہا ہے کہ یہ کچھ حیثیت نہیں رکھتا۔ امام دار قطنیؒ نے کہا ہے کہ یہ بہت زیادہ ضعیف ہے۔ امام جوز جانیؒ نے اسے ضعیف کہا ہے۔ امام ابو حاتمؒ نے کہا ہے کہ یہ قوی نہیں ہے۔ امام نسائیؒ نے کہا ہے کہ یہ ثقہ نہیں ہے۔ [التقریب (۷۹۴۵) الجرح والتعدیل (۲۳۵/۸) أحوال الرجال (۸۷) التاریخ الصغیر (۲۰/۲) الضعفاء (۵۸۱) تهذیب الکمال (۲۴۰/۲۹)]

(۲) [البحر الزخار (۱۳۸/۲)]

Www.IslamicBooks.Website

باب ما لاتجب فيه الزكاة — جن اموال میں زکوٰۃ واجب نہیں

سونا چاندی کے علاوہ دیگر جواہرات میں زکوٰۃ نہیں

مثلاً ہیرا‘ موتی‘ یاقوت‘ زمرد‘ الماس‘ مرجان اور عقیق وغیرہ۔ان سب میں زکوٰۃ اس لیے نہیں ہے کیونکہ ان میں زکوٰۃ کی فرضیت کے متعلق کوئی شرعی دلیل موجود نہیں اور اشیاء میں اصل براءت ہی ہے جب تک کہ کوئی واضح دلیل نہ مل جائے جیسا کہ اس کی تائید اس قاعدے سے بھی ہوتی ہے ((الْأَصْلُ بَرَاءَةُ الذِّمَّةِ)) ”اصل میں انسان تمام ذمہ داریوں سے بری ہے۔“ (۱) اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کسی بھی چیز کے وجوب ولزوم سے اس وقت تک بری الذمہ ہے جب تک کہ اسے اس کا حکم نہ دے دیا جائے لہٰذا پیش آمدہ معاملات میں اصل براءت ہی ہے۔(۲)

(سید سابق رحمہ اللہ) علماء نے اتفاق کیا ہے کہ الماس‘ در‘ یاقوت‘ موتی‘ مرجان‘ زبرجد اور اس کی مثل عمدہ پتھروں میں کوئی زکوٰۃ نہیں۔(۳)

(ڈاکٹر یوسف قرضاوی) سونے چاندی کے علاوہ دوسرے جواہرات مثلاً موتی‘ مرجان‘ زبرجد اور الماس وغیرہ کے زیورات میں کوئی زکوٰۃ نہیں کیونکہ یہ ایسا مال ہے جو نامی (یعنی بڑھنے والا) نہیں ہے بلکہ محض عورت کے لیے سامان اور زیور ہے جسے اللہ تعالیٰ نے قرآنی نص کے ساتھ مباح قرار دیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سمندر کے متعلق ذکر کرتے ہوئے فرمایا ﴿وَتَسْتَخْرِجُوا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا﴾ [النحل: ١٤] ”اور تم اس سے زیور نکالتے ہو جسے پہنتے ہو۔“ (٤)

(نووی، احناف، ابن حجر رحمہم اللہ) اسی کے قائل ہیں۔(٥)

- ☐ یاد رہے کہ اگر یہ جواہرات تجارت کے لیے ہوں گے تو پھر ان کی قیمت پر نصاب تک پہنچنے کے بعد ایک سال گزر جانے پر زکوٰۃ واجب ہوگی جو کہ دیگر اموال کے ساتھ ملا کر چالیسواں حصہ ادا کی جائے گی۔(٦)

غلام اور گھوڑے میں زکوٰۃ نہیں

(1) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ قَدْ عَفَوْتُ لَكُمْ عَنْ صَدَقَةِ الْخَيْلِ وَ

---

(١) [الوجيز للدكتور عبد الكريم زيدان (ص/٢٧٠)]

(٢) [مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: القواعد الفقهية الكبرى للدكتور صالح بن غانم السدلان (ص/١٢٠ـ١٢١) شرح المجلة للأتاسي (ص/٢٥ـ٢٦) المدخل الفقهي العام للزرقاء مادة رقم (٥٧٨)‘ (٩٧٠/٣)]

(٣) [فقه السنة (٣١٩/١)] (٤) [فقه الزكاة (٢٨٤/١)]

(٥) [المجموع (٤٦٤/٥) الدر المختار (٢٧٣/٢) فتح البارى (٣٦٣/٣)]

(٦) [فقه السنة (٣٢٠/١)]

Www.IslamicBooks.Website

الـرَّقِيْقِ ' فَهَاتُوا صَدَقَةَ الرِّقَّةِ ...... ﴾ ''بے شک میں نے گھوڑے اور غلام سے زکوٰۃ معاف کر دی ہے پس تم چاندی کی زکوٰۃ ادا کرو۔'' (۱)

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِي فَرَسِهِ وَغُلَامِهِ صَدَقَةٌ ﴾ ''مسلمان پر اس کے گھوڑے اور اس کے غلام میں زکوٰۃ نہیں۔'' (۲)

(امیر صنعانی رحمہ اللہ) یہ حدیث دلیل ہے کہ غلام اور گھوڑے میں زکوٰۃ نہیں۔ (۳)

(3) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اہل شام کے کچھ لوگ آئے اور انہوں نے کہا کہ ہمیں مختلف اموال' گھوڑے اور غلام حاصل ہوئے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے لیے اس میں زکوٰۃ و پاکیزگی ہو تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ﴿ مَا فَعَلَهُ صَاحِبَایَ قَبْلِي ﴾ ''مجھ سے پہلے میرے دو ساتھیوں (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ) نے یہ کام نہیں کیا (کہ گھوڑوں اور غلاموں سے زکوٰۃ وصول کی ہو' لہٰذا میں بھی ایسا نہیں کروں گا)۔'' (٤)

ان احادیث میں مذکور غلام سے مراد ایسا غلام ہے جو انسان نے اپنی خدمت کے لیے رکھا ہو اور گھوڑے سے مراد ایسا گھوڑا ہے جو اپنی سواری کے لیے مخصوص ہو' پھر ان میں زکوٰۃ نہیں ہوگی لیکن اگر انہیں تجارت کے لیے رکھا ہو تو پھر ان میں بھی تجارتی مال ہونے کی حیثیت سے زکوٰۃ لازم ہوگی۔

(شیخ سلیم الہلالی) مسلمان پر اس کے غلام اور گھوڑے میں زکوٰۃ نہیں۔ (۵)

(سعودی مجلس افتاء) اگر گھوڑے ذاتی استعمال کے لیے ہوں اور تجارت کے لیے نہ ہوں تو اُن پر زکوٰۃ نہیں۔ (٦)

(اہل ظاہر' ابن حزم رحمۃ اللہ علیہم) تجارتی گھوڑے اور غلام میں بھی زکوٰۃ نہیں۔ (۷)

(ابو حنیفہ' زفر رحمۃ اللہ علیہما) جب گھوڑے مذکر اور مؤنث باہر چرنے والے ہوں تو ان کے مالک (پر زکوٰۃ ہے اور اس) کو اختیار ہے' اگر چاہے تو ہر گھوڑے کی طرف سے ایک دینار ادا کر دے اور اگر چاہے تو ان کی قیمت لگا کر ہر دو سو درہم سے پانچ درہم نکال دے۔ ان حضرات کی دلیل حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک ضعیف روایت ہے جس کے لفظ یہ ہیں

---

(۱) [صحیح : صحیح أبو داود (۱۳۹۲) کتاب الزکاۃ : باب زکاۃ السائمۃ ' أبو داود (۱۵۷٤)]

(۲) [بخاری (۱٤٦۳ ' ۱٤٦٤) کتاب الزکاۃ : باب لیس علی المسلم فی فرسہ صدقۃ ' مسلم (۹۸۲)]

(۳) [سبل السلام (۷۹۹/۲)]

(٤) [احمد (۱٤/۱) امام ہیثمیؒ نے ذکر کیا ہے کہ اس روایت کو احمد نے اور طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کیا ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔ [مجمع الزوائد (۷۲/۳)] امام شوکانیؒ فرماتے ہیں کہ مجمع الزوائد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی اثر کے راوی ثقہ ہیں۔ [نیل الأوطار (۹۱/۳)]

(۵) [موسوعۃ المناهی الشرعیۃ (۸۹/۲)] (٦) [فتاوی اللجنۃ الدائمۃ (۲۱۷/۹)] (۷) [المحلی (۲۰۹/۵)]

Www.IslamicBooks.Website

﴿فِي الْخَيْلِ السَّائِمَةِ فِي كُلِّ فَرَسٍ دِينَارٌ﴾ ''باہر چرنے والے ہر گھوڑے میں ایک دینار زکوۃ ہے۔'' (۱)

(مالک، شافعی، ابو یوسف، محمد رحمۃ اللہ علیہم) گھوڑے میں زکوۃ نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ''مسلمان پر اس کے گھوڑے اور اس کے غلام میں زکوۃ نہیں۔'' (۲)

(فتاوی قاضی خان) میں ہے کہ فتویٰ ان دونوں (یعنی قاضی ابو یوسف اور محمد رحمۃ اللہ علیہما) کے قول کے مطابق ہے اور انہوں نے اجماع کیا ہے کہ امام کسی بھی فرد سے زبردستی گھوڑے کی زکوۃ وصول نہیں کر سکتا۔ (۳)

(ابن عابدین رحمہ اللہ) بیان کرتے ہیں کہ امام طحاویؒ نے کہا کہ یہ یعنی صاحبین کا قول دونوں اقوال میں سے مجھے زیادہ پسند ہے اور اسی قول کو قاضی ابو زید نے اسرار اور ینابیع میں راجح قرار دیا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ (٤)

(عبید اللہ مبارکپوری، عبد الرحمن مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہما) انہوں نے جمہور کے قول کو ترجیح دی ہے۔ (٥)

(ترمذی رحمہ اللہ) اہل علم کے نزدیک اسی پر عمل ہے کہ باہر چرنے والے گھوڑے میں زکوۃ نہیں اور نہ ہی غلام میں زکوۃ ہے جبکہ وہ خدمت کے لیے ہوں۔ ہاں جب تجارت کے لیے ہوں تو ان کی قیمتوں میں زکوۃ ہے جب ان پر سال کا عرصہ گزر جائے۔ (٦)

❑ واضح رہے کہ ذاتی استعمال کی اشیاء مثلاً رہائشی مکان، رہائش کے لیے خریدا ہوا پلاٹ، فرنیچر، برتن، فریز، اسلحہ، موٹر سائیکل اور کار وغیرہ کو بھی گھوڑے اور غلام پر قیاس کیا جائے گا اور ان اشیاء میں زکوۃ واجب نہ ہوگی۔

غلام کی طرف سے صدقہ فطر کی ادائیگی ضروری ہے

جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿لَيْسَ فِي الْخَيْلِ وَالرَّقِيقِ زَكَاةٌ إِلَّا زَكَاةُ

---

(۱) [ضعیف : تلخیص الحبیر (۲/۳۳۹) دارقطنی (۲/۱۲۵۔۱۲۶) کتاب الزکاۃ ، بیهقی فی السنن الکبری (٤/۱۱۹) طبرانی اوسط (۷٦٦٥) امام ہیثمیؒ نے کہا ہے کہ اس کی سند میں لیث بن حماد اور غورک دونوں راوی ضعیف ہیں۔ [مجمع الزوائد (۳/۷۲)] حافظ ابن حجرؒ نے اس روایت کی سند کو بہت زیادہ ضعیف کہا ہے۔ امام دارقطنیؒ نے فرمایا کہ اس کی سند میں غورک بن حصرم راوی بہت زیادہ ضعیف ہے۔ اس راوی کے متعلق مزید تفصیل کے لیے دیکھیے : میزان الاعتدال (٥/٤٠٧) المغنی (۲/٥٠٧) لسان المیزان (٤/٤٩٦) توضیح المشتبه (۳/۲٥١)] امام شوکانیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث نا قابل حجت ہے۔ [نیل الأوطار (۳/۹۲)] امام زیلعیؒ رقمطراز ہیں کہ امام بیہقیؒ نے فرمایا: اگر یہ حدیث امام ابو یوسفؒ کے نزدیک صحیح ہوتی تو وہ امام ابو حنیفہؒ کی مخالفت نہ کرتے۔ [نصب الرایة (۲/۳٦٥)]

(۲) [مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: نصب الرایة مع الهدایة (۲/۳٦۳) الأم للشافعی (۲/۳٤) شرح المهذب (٥/۳۱۱) الحاوی للماوردی (۳/۱۹۱) بدائع الصنائع (۲/۳٤) نیل الأوطار (٤/۱٥۳)]

(۳) [فتاوی قاضی خان (۱/۱۱۹)] (٤) [حاشیة ابن عابدین (۲/۲٦)]

(٥) [مرعاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح (٦/۹۱) تحفة الأحوذی (۳/۳۰۹)]

(٦) [جامع ترمذی (بعد الحدیث / ٦۲۸) کتاب الزکاة : باب ما جاء لیس فی الخیل والرقیق صدقة]

Www.IslamicBooks.Website

اَلْفِطْرِ فِی الرَّقِیْقِ ﴾ ''گھوڑے اور غلام میں زکاۃ نہیں مگر غلام میں زکوٰۃ الفطر لازم ہے۔'' (۱)

صحیح مسلم کی روایت میں یہ لفظ ہیں ﴿ لَیْسَ فِی الْعَبْدِ صَدَقَةٌ إِلَّا صَدَقَةُ الْفِطْرِ ﴾ ''غلام میں کوئی صدقہ نہیں سوائے صدقہ فطر کے۔'' (۲)

(عبداللہ بسام) غلام پر زکوٰۃ الفطر واجب ہے خواہ وہ خدمت کے لیے ہو یا تجارت کے لیے۔ (۳)

گدھوں اور خچروں میں زکوٰۃ نہیں

کیونکہ کتاب وسنت میں ان کی زکوٰۃ مقرر نہیں کی گئی لیکن یہ یاد رہے کہ اگر یہ جانور تجارت کے لیے ہوں تو پھر دیگر اموالِ تجارت کی طرح ان کی بھی قیمت لگا کر اڑھائی فیصد زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

(سید سابق، علامہ مرغینانی رحمہ اللہ) گھوڑے، خچر اور گدھے میں زکوٰۃ واجب نہیں الا کہ یہ تجارت کے لیے ہوں۔ (٤)

(ابن حزم رحمہ اللہ) گدھے کے متعلق ہمارے علم میں نہیں کہ کسی نے اس میں زکوٰۃ کو واجب قرار دیا ہو۔ (٥)

غیر سائمہ یعنی پالتو جانوروں میں زکوٰۃ نہیں

غیر سائمہ سے مراد ایسے اونٹ، گائے، بھینسیں اور بکریاں ہیں کہ جن کی پرورش گھر میں چارہ ڈال کر کی جاتی ہے۔ ان میں زکوٰۃ واجب نہیں خواہ ان کی تعداد کتنی ہی ہو جائے۔ تاہم ان سے حاصل شدہ آمدنی اگر کچھ جمع ہو جائے تو سال گزرنے پر دیگر اموال کے ساتھ اس کی بھی زکوٰۃ دی جائے گی۔ لیکن اگر یہ جانور بھی تجارت کے لیے ہوں تو ان میں سے بھی زکوٰۃ دی جائے گی۔ فرضیت زکوٰۃ کے لیے جن روایات میں جانوروں کے ''سائمہ (باہر چرنے والے)'' ہونے کی شرط لگائی گئی ہے اُن میں سے چند حسب ذیل ہیں:

(1) فریضہ زکوٰۃ کے متعلق حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی طویل روایت میں ہے کہ ﴿ وَفِی صَدَقَةِ الْغَنَمِ فِی "سَائِمَتِهَا" ... ﴾ ''باہر چرنے والی بکریوں کی تعداد جب چالیس ہو جائے تو ایک سو بیس تک ایک بکری زکوٰۃ ہے۔'' (٦)

(2) بھز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ فِی کُلِّ "سَائِمَةِ" إِبِلٍ فِی أَرْبَعِینَ بِنْتُ لَبُونٍ ﴾ ''ہر چالیس سائمہ (باہر چرنے والے) اونٹوں پر ایک دو سالہ اونٹنی زکوٰۃ ہے۔'' (۷)

عاملہ جانوروں میں زکوٰۃ نہیں

(1) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل روایت میں ہے کہ ﴿ لَیْسَ عَلَی الْعَوَامِلِ شَیْءٌ ﴾ ''عاملہ

---

(۱) [صحیح: صحیح أبو داود (۱٤۰۹) کتاب الزکاۃ: باب صدقة الرقیق، أبو داود (۱۵۹٤)]

(۲) [مسلم (۹۸۲) کتاب الزکاۃ: باب لا زکاۃ علی مسلم فی عبده وفرسه]

(۳) [توضیح الأحکام شرح بلوغ المرام (۳/۳۱۲)]

(٤) [فقه السنة (۱/۳۳۹) نصب الرایة مع الهدایة (۲/۳٦٦)] (٥) [المحلی بالآثار (٤/۳٥)]

(٦) [بخاری (۱٤٥٤) ابو داود (۱٥٦۷)] (۷) [ابو داود (۱٥۷٥) نسائی (۲٤٤۹)]

Www.IslamicBooks.Website

جانوروں پر کوئی چیز نہیں ہے۔'' (۱)

(2) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ﴿ لَيْسَ فِي الْبَقَرِ الْعَوَامِلِ صَدَقَةٌ ﴾ ''کام کرنے والے بیلوں پر زکوٰۃ واجب نہیں۔'' (۲)

(3) عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ لَيْسَ فِي الْإِبِلِ الْعَوَامِلِ صَدَقَةٌ ﴾ ''کام کرنے والے اونٹوں میں زکوٰۃ نہیں۔'' (۳)

عاملہ جانوروں سے مراد وہ جانور ہیں جنہیں مختلف کاموں مثلاً کھیتی باڑی' کنوئیں سے پانی نکالنا' بوجھ اٹھانا وغیرہ میں استعمال کیا جاتا ہو۔

(عبید اللہ مبارکپوری رحمہ اللہ) عوامل' عاملہ کی جمع ہے۔ اس سے مراد وہ جانور ہیں جن کے ذریعے پانی حاصل کیا جاتا ہو' کھیتی باڑی کی جاتی ہو اور انہیں دیگر کاموں میں استعمال کیا جاتا ہو۔ (مذکورہ) حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایسے جانوروں میں زکوٰۃ واجب نہیں۔ (٤)

(امیر صنعانی رحمہ اللہ) یہ حدیث دلیل ہے کہ کام کرنے والے بیلوں پر کچھ نہیں ہے اور اس کا ظاہر یہ بتلاتا ہے کہ خواہ وہ جانور باہر چرنے والے ہوں یا انہیں گھر میں چارہ ڈالا جاتا ہو (ان پر زکوٰۃ نہیں)۔ (٥)

(خطابی رحمہ اللہ) حدیث کے یہ الفاظ ''کام کرنے والے جانوروں پر کچھ نہیں ہے۔'' وضاحت کرتے ہیں کہ جو حضرات ان جانوروں میں بھی زکوٰۃ واجب قرار دیتے ہیں اُن کا قول فاسد ہے۔ (٦)

آلاتِ تجارت میں زکوٰۃ نہیں

جیسا کہ گزشتہ حدیث میں موجود ہے کہ'' کام کرنے والے جانوروں پر زکوٰۃ نہیں۔'' ان سے چونکہ پیداوار

(۱) [صحيح : صحيح ابو داود (۱۵۷۲) كتاب الزكاة : باب فى زكاة السائمة' ابو داود (۱۵۷۲)]

(۲) [دارقطنی (۱۰۳/۲) بیهقی (۱۱۶/٤)' (۱۲۹٤/۳)] شیخ عبداللہ بسام رقمطراز ہیں کہ اس حدیث کو امام ابن قطان نے صحیح کہا ہے اور انہوں نے مزید یہ بھی کہا ہے کہ اسے روایت کرنے والا ہر راوی ثقہ اور معروف ہے۔ [توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام (۳۲۳/۳)] شیخ حازم علی قاضی بیان کرتے ہیں کہ یہ روایت صحیح موقوف ہے۔ [التعليق على سبل السلام (۸۰۷/۲)] حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ راجح بات یہ ہے کہ یہ روایت موقوف ہے۔ [بلوغ المرام (٤٩٠)] ایک اور مقام پر رقمطراز ہیں کہ یہ روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ' حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ بھی مروی ہے مگر ان تینوں کی اسناد ضعیف ہیں۔ [تلخيص الحبير (۳٥۲/۲)]

(۳) [السنن الكبرى للبيهقى (۱۱۶/٤) كتاب الزكاة : باب ما يسقط الصدقة عن الماشية' امام بیہقی نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ البتہ حافظ ابن حجر نے اسے ضعیف کہا ہے۔ [تلخيص الحبير (۳٥۲/۲)]

(٤) [مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح (۱٤۱/٦)] (٥) [سبل السلام (۸۰۷/۲)]

(٦) [معالم السنن (۳۰/۲)]

Www.IslamicBooks.Website

حاصل کرنے کا کام لیا جاتا ہے یعنی یہ ذرائع اور آلات کے بطور استعمال ہوتے ہیں اس لیے ان پر زکوٰۃ نہیں۔ اسی طرح وہ تمام اشیاء جو بطورِ آلات و ذرائع آمدن استعمال کی جاتی ہیں' زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہوں گی مثلاً آلاتِ تجارت' کرائے کے مکان' کرائے کی دُکانیں' کرائے کی گاڑیاں وغیرہ' اسی طرح فیکٹریوں' کارخانوں اور ملوں کی زمین' عمارت اور مشینری وغیرہ۔

ایسی تمام اشیاء میں زکوٰۃ نہیں کیونکہ شریعت میں ان کی زکوٰۃ کے متعلق کوئی دلیل موجود نہیں۔ نیز براءتِ اصلیہ کا قاعدہ بھی عدمِ وجوب کی تائید کرتا ہے لہٰذا ان اشیاء میں زکوٰۃ واجب نہیں۔ لیکن اگر ان کی تجارت کی جاتی ہو مثلاً کوئی پلاٹ یا گھر تعمیر کر کے خرید وخت کرنے کا کاروبار کرتا ہو یا گاڑیاں یا مشینری وغیرہ بیچتا ہو تو پھر ان میں بھی زکوٰۃ واجب ہوگی جیسا کہ اموالِ تجارت میں فرضیتِ زکوٰۃ ثابت ہے۔

(عبداللہ بسام) اسی کے قائل ہیں۔(۱)

اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی یاد رہے کہ اس قسم کی اشیاء میں اگرچہ زکوٰۃ نہیں ہے لیکن ان سے حاصل شدہ منافع کو دیگر مالیت کے ساتھ ملا کر اس کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی کیونکہ وہ مال نقدی کی صورت میں موجود ہے اور نقدی میں زکوٰۃ واجب ہے جبکہ وہ نصاب کو پہنچ چکی ہو اور اس پر سال کا عرصہ گزر گیا ہو۔(۲)

(شیخ ابن باز رحمہ اللہ) جب دوکانیں اور ٹیکسیاں کمائی کا ذریعہ ہوں اور ان کے کرائے سے فائدہ اٹھایا جاتا ہو تو اس میں زکوٰۃ نہیں۔ مگر جب یہ چیزیں یا ان میں سے کچھ تجارت کے لیے ہوں تو آپ پر زکوٰۃ واجب ہے۔ یہ زکوٰۃ تجارتی قیمت پر ہوگی جبکہ اس پر ایک سال کا عرصہ گزر جائے۔

ایک دوسرے فتوے میں فرماتے ہیں کہ جب مکان یا دوکان کے کرایہ یا ان کے علاوہ دوسری نقود پر سال بھر کا عرصہ گزر جائے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے۔ بشرطیکہ وہ حدِ نصاب کو پہنچتا ہو اور کرایہ پر دینے والا شخص سال گزرنے سے پہلے جو کچھ اپنی ضروریات میں خرچ کر ڈالے اس میں زکوٰۃ نہیں ہوگی۔(۳)

(شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ) ایسے آلاتِ تجارت جنہیں نفع حاصل کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے ان میں زکوٰۃ نہیں۔(٤)

حرام مال میں زکوٰۃ نہیں

اس مسئلے کا تفصیلی بیان سابقہ باب ''جن اموال میں زکوٰۃ واجب ہے'' کے تحت گزر چکا ہے۔

---

(۱) [توضیح الأحکام شرح بلوغ المرام (۳۲۳/۳)]
(۲) [الفقه علی المذاهب الأربعة (۵۹۵/۱)]
(۳) [فتاوی ابن باز مترجم (۱۱۲/۱-۱۱۳)]
(٤) [مجموع الفتاوی لابن عثیمین (۲۱۲/۱۸)]

Www.IslamicBooks.Website

باب زکاۃ الذھب والفضۃ — سونے اور چاندی کی زکوٰۃ کا بیان

سونے اور چاندی میں فرضیت زکوٰۃ کے دلائل

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿34﴾ يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ﴿35﴾﴾ [التوبۃ: ٣٤-٣٥] ''جو لوگ سونے چاندی کا خزانہ رکھتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے' انہیں دردناک عذاب کی خبر پہنچا دیجیے کہ جس دن اس خزانے کو آتشِ دوزخ میں تپایا جائے گا پھر اس سے ان کی پیشانیاں' اور پہلو' اور پیٹھیں داغی جائیں گی۔ (اور ان سے کہا جائے گا کہ) یہ ہے جسے تم نے اپنے لیے خزانہ بنا کر رکھا تھا پس اپنے خزانوں کا مزہ چکھو۔''

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿مَا مِنْ صَاحِبِ " ذَهَبٍ وَ لَا فِضَّةٍ " لَا يُؤَدِّيْ مِنْهَا حَقَّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ...﴾ ''جس شخص کے پاس بھی سونا چاندی ہے اور وہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو قیامت کے دن اس کے لیے سونے چاندی کے پترے آگ سے بنائے جائیں گے' دوزخ کی آگ میں ان کو گرم کیا جائے گا پھر ان پتروں سے اس کے پہلوؤں' اس کی پیشانی اور اس کی کمر کو داغا جائے گا۔'' (١)

(سید سابق، ڈاکٹر یوسف قرضاوی، شیخ وہبہ زحیلی) علما و فقہا کا اتفاق ہے کہ سونے اور چاندی پر زکوٰۃ واجب ہے (خواہ وہ کسی بھی قسم کا ہو)۔(٢)

سونے اور چاندی کا نصاب اور شرح زکوٰۃ

- سونے کا نصاب بیس (20) دینار ہے' اس سے کم میں زکوٰۃ واجب نہیں۔
- اس میں اڑھائی فیصد (2.50%) کے حساب سے چالیسواں حصہ یعنی نصف دینار زکوٰۃ ہے۔
- چاندی کا نصاب دو سو (200) درہم ہے' اس سے کم میں زکوٰۃ واجب نہیں۔
- اس میں اڑھائی فیصد کے حساب سے پانچ درہم زکوٰۃ ہے۔
- سونا اگر بیس دینار سے یا چاندی دو سو درہم سے زائد ہو تو مکمل مالیت سے اڑھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ

---

(١) [مسلم (٩٨٧) كتاب الزكاة : باب إثم مانع الزكاة ' أبو داود (١٦٥٨) أحمد (١٦٢/٢)]

(٢) [فقه السنة (٣١٨/١) فقه الزكاة (٢٤٢/١) الفقه الإسلامي و أدلته (٧٥٩/٢)]

Www.IslamicBooks.Website

ادا کردی جائے گی۔

(1) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا﴿ إِذَا كَانَتْ لَكَ مِائَتَا دِرْهَمٍ وَحَالَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ فَفِيهَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ وَلَيْسَ عَلَيْكَ شَيْءٌ حَتَّى يَكُونَ لَكَ عِشْرُونَ دِينَارًا وَحَالَ عَلَيْهَا الْحَوْلُ فَفِيهَا نِصْفُ دِينَارٍ فَمَا زَادَ فَبِحِسَابِ ذَلِكَ ﴾ ''جب تیرے پاس دوسو (200) درہم ہوں اوران پر پورا سال گزر جائے تو ان میں پانچ درہم زکوٰۃ ہے اور جب تیرے پاس بیس (20) دینار نہ ہوں یا ان پر پورا سال نہ گزرا ہو تو تجھ پر کوئی چیز نہیں۔ جب بیس دینار ہو جائیں تو نصف دینار زکوٰۃ ہے اور جو اس سے زیادہ (سونا یا چاندی) ہوگا تو اسی حساب سے زکوٰۃ ہوگی (یعنی ان میں سے بھی چالیسواں حصہ نکال لیا جائے گا خواہ ایک درہم یا ایک دینار ہی زیادہ ہوا ہو)۔''(۱)

(2) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا﴿ لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسِ أَوَاقٍ (مِّنَ الْوَرِقِ) صَدَقَةٌ ﴾ ''پانچ اوقیہ (یعنی دوسو درہم) سے کم چاندی میں زکوٰۃ نہیں۔''(۲)

(3) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا﴿ قَدْ عَفَوْتُ لَكُمْ عَنْ صَدَقَةِ الْخَيْلِ وَ الرَّقِيقِ، فَهَاتُوا صَدَقَةَ الرِّقَةِ : مِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا دِرْهَمًا، وَلَيْسَ فِي تِسْعِينَ وَ مِائَةٍ شَيْءٌ، فَإِذَا بَلَغَتْ مِائَتَيْنِ فَفِيهَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ ﴾ ''بے شک میں نے گھوڑے اور غلام سے زکوٰۃ معاف کر دی ہے پس تم چاندی کی زکوٰۃ ہر چالیس (40) درہموں میں ایک درہم ادا کرو اور ایک سو ننانوے (199) درہموں میں زکوٰۃ نہیں ہے جب دوسو درہم ہو جائیں تو ان میں پانچ درہم زکوٰۃ ہے۔''(۳)

(4) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب انہیں بحرین کی طرف بھیجا تو ان کے لیے یہ تحریر فرمایا 'اللہ کے نام کے ساتھ جو نہایت مہربان اور بہت رحم والا ہے' یہ وہ فریضہ زکوٰۃ ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں پر فرض کیا ہے اور جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا ہے...... اس حدیث میں ہے کہ ﴿ وَفِي الرِّقَّةِ رُبُعُ الْعُشْرِ ﴾ ''چاندی میں چالیسواں حصہ (زکوٰۃ) ہے۔''(٤)

(شوکانی رحمہ اللہ) سونے چاندی میں زکوٰۃ کی فرضیت اور ان کا مذکورہ نصاب بلا اختلاف ثابت ہے۔(٥)

(ابن حجر رحمہ اللہ) چاندی کا نصاب دوسو درہم ہے۔ اس میں سوائے ابن حبیب اندلسی کے کسی نے اختلاف نہیں کیا۔(٦)

---

(١) [صحيح : صحيح أبو داود (١٣٩١) كتاب الزكاة : باب زكاة السائمة ' أبو داود (١٥٧٣)]
(٢) [بخاری (١٤٤٧) كتاب الزكاة : باب زكاة الورق ' مسلم (٩٧٩) أبو داود (١٥٥٨) ترمذی (٦٢٢)]
(٣) [صحيح : صحيح أبو داود (١٣٩٢) كتاب الزكاة : باب زكاة السائمة ' أبو داود (١٥٧٤)]
(٤) [بخاری (١٤٥٤) كتاب الزكاة : باب زكاة الغنم ' أبو داود (١٥٦٧) ابن ماجة (١٨٠٠)]
(٥) [نيل الأوطار (٩٣/٣-٩٤)] (٦) [فتح البارى (٦٦/٤-٦٧)]

Www.IslamicBooks.Website

(ابن تیمیہ رحمہ اللہ) سونے کے نصاب کے متعلق امام مالک رحمہ اللہ نے ''مؤطا'' میں بیان فرمایا ہے کہ ''وہ سنت جس میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں یہ ہے کہ بیس (20) دینار میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے جیسا کہ دوسو (200) درہم میں واجب ہوتی ہے۔(۱)

❑ موجودہ وزن کے مطابق بیس دینار ساڑھے سات (7.50) تولے یعنی ستاسی (87) گرام اور دوسو درہم ساڑھے باون (52.50) تولے یعنی چھ سو بارہ (612) گرام کے برابر ہے۔

سونے اور چاندی کو ملا کر کوئی ایک نصاب مکمل کر لینا

(جمہور) نصاب کی تکمیل کے لیے نقدین (یعنی سونے اور چاندی) میں سے ایک کو دوسرے کے ساتھ ملایا جائے گا۔

(شافعی رحمہ اللہ) اُونٹ اور گائے (کے نصاب) کی طرح ان میں سے ایک کو دوسرے کے ساتھ نہیں ملایا جائے گا۔(۲)

(راجح) امام شافعی رحمہ اللہ کا مؤقف زیادہ درست ہے۔

(ابن حزم رحمہ اللہ) سونے اور چاندی کو زکوٰۃ میں (اس طرح) جمع کرنا (کہ دونوں کو ملا کر کوئی ایک نصاب مکمل کر لیا جائے) جائز نہیں۔(۳)

(سید سابق رحمہ اللہ) جو شخص نصاب سے کم سونے کا مالک ہو اور اسی طرح (نصاب سے کم) چاندی کا بھی، تو وہ اُن میں سے ایک کو دوسرے کے ساتھ نہیں ملائے گا اس غرض سے کہ ان سے نصاب مکمل کر لے کیونکہ یہ دونوں (الگ الگ) اجناس ہیں لہٰذا ان میں سے ایک کو دوسرے کے ساتھ نہیں ملایا جائے گا جیسا کہ گائے اور بکری کی حالت ہے (کہ ان دونوں کو نصاب مکمل کرنے کے لیے اکٹھا نہیں کیا جاتا)۔ پس اگر کسی کے پاس 199 درہم اور 19 دینار ہوں گے تو اس پر کوئی زکوٰۃ نہیں۔(٤)

موجودہ کاغذی کرنسی کی زکوٰۃ

عہد رسالت میں سونا چاندی ہی کرنسی کے بطور استعمال ہوتا تھا اور عصر حاضر میں چونکہ سونا چاندی بطورِ کرنسی استعمال نہیں ہوتا بلکہ اس کے عوض کاغذی روپے استعمال ہوتے ہیں لہٰذا روپے کی تمام مالیت کو سونے یا چاندی میں سے جس کے ساتھ ملا کر زکوٰۃ دینے سے غرباء و مساکین اور دیگر جہات میں زیادہ فائدہ ہوسکتا ہے اس کے ساتھ ملا کر چالیسواں حصہ زکوٰۃ ادا کر دینی چاہیے۔ (واللہ اعلم)

اہل علم نے نقدی (یعنی رائج کرنسی) میں وجوب زکوٰۃ کے لیے کچھ شرائط بھی بیان کی ہیں اور وہ یہ ہیں:

---

(۱) [مجموع الفتاوی لابن تیمیہ (۱۲/۲۵)]

(۲) [الفقه الإسلامی وأدلته (۷٦۰/۲) المغنی لابن قدامة (۲۱۰/٤-۲۱۱)]

(۳) [المحلی بالآثار (۱۸٤/٤)] (٤) [فقه السنة (۳۱۹/۱)]

Www.IslamicBooks.Website

1- نقدی شرعی نصاب کو پہنچ چکی ہو۔ 2- اس پر ایک سال کا عرصہ گزر چکا ہو۔

3- وہ قرض سے فارغ ہو۔ 4- حنفیہ نے اس شرط کا اضافہ کیا ہے کہ وہ حاجاتِ اصلیہ مثلاً خرچ' لباس' رہائشی گھر اور آلاتِ حرب وغیرہ سے زائد ہو۔(۱)

سونے چاندی کے زیورات کی زکوٰۃ

اگر چہ اہل علم نے اس مسئلے میں بھی بہت زیادہ اختلاف کیا ہے لیکن راجح مسلک یہی ہے کہ زیورات میں بھی زکوٰۃ فرض ہے۔اس کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) وہ تمام آیات واحادیث جن میں مطلقاً سونے اور چاندی سے زکوٰۃ نکالنے کا حکم دیا گیا ہے کیونکہ ان کے عموم میں زیورات بھی شامل ہیں۔جیسا کہ ایک آیت میں ہے کہ ﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ ......﴾ ''جولوگ سونے اور چاندی کو خزانہ بنا کے رکھتے ہیں......۔'' [التوبة : ٣٤]

اور ایک حدیث میں ہے کہ ﴿ مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَلَا فِضَّةٍ لَا يُؤَدِّي زَكَاتَهُ ...... ﴾ ''جو بھی سونے یا چاندی کا مالک اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا......۔''(۲)

(2) عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت ہے کہ''ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔اس کے ہمراہ اس کی بیٹی بھی تھی۔اس کی بیٹی کے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن تھے۔آپ ﷺ نے اس سے دریافت کیا ﴿أَتُعْطِيْنَ زَكَاةَ هٰذَا﴾ ''کیا تو اس کی زکوٰۃ دیتی ہے؟''اس نے عرض کیا'نہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا' کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ ان کے بدلے تمہیں آگ کے دو کنگن پہنائے؟ یہ سن کر اس خاتون نے دونوں کنگن اُتار دیئے اور نبی کریم ﷺ کی طرف پھینک دیئے اور کہا یہ دونوں اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہیں۔''(۳)

(3) حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ﴿ كُنْتُ أَلْبَسُ أَوْضَاحًا مِنْ ذَهَبٍ فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَكَنْزٌ هُوَ ؟ فَقَالَ : مَا بَلَغَ أَنْ تُؤَدَّى زَكَاتُهُ فَزُكِّيَ فَلَيْسَ بِكَنْزٍ ﴾ ''میں سونے کا زیور پہنا کرتی تھی۔میں نے دریافت کیا' اے اللہ کے رسول! کیا یہ کنز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا' جو زیور زکوٰۃ کی ادائیگی تک پہنچ چکا ہو اور اس کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے تو وہ کنز نہیں ہے۔''(٤)

---

(۱) [مزید تفصیل کے لیے دیکھئے: فقه الزكاة (۲۷۷/۱-۲۸۱) الفقه الإسلامي وأدلته (۷۷۳/۲)]

(۲) [مسلم (۹۷۸) كتاب الزكاة : باب إثم مانع الزكاة ' أبو داود (۱٦٥۸) أحمد (۱٦۲/۲)]

(۳) [حسن : صحيح أبو داود (۱۳۸۲) كتاب الزكاة : باب الكنز ما هو؟ وزكاة الحلي' أبو داود (۱٥٦۳) ترمذی (٦۳۷) شیخ محمد صبحی حسن حلاق نے اسے حسن کہا ہے۔[التعليق على سبل السلام (٤/٥٠) شیخ حازم علی قاضی نے بھی اسے حسن کہا ہے لیکن ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ اس میں نظر ہے۔[التعليق على سبل السلام (۸۱۸/۲)]

(٤) [حسن : صحيح أبو داود (۱۳۸۳) كتاب الزكاة : باب الكنز ما هو؟ و زكاة الحلي' أبو داود (۱٥٦٤)]

Www.IslamicBooks.Website

(4). عبداللہ بن شداد بن ہاد بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے تو انہوں نے کہا ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ہاتھوں میں چاندی کے چھلے دیکھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ یہ کیا ہے اے عائشہ! میں نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! میں نے انہیں آپ کے لیے مزین ہونے کے لیے پہنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ أَتُؤَدِّينَ زَكَاتَهُنَّ ﴾ ''کیا تم اس کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟'' میں نے کہا' نہیں یا جو اللہ نے چاہا کہہ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ هُوَ حَسْبُكِ مِنَ النَّارِ ﴾ ''تو پھر جہنم کی آگ میں سے تمہارے لیے یہی کافی ہیں۔'' (۱)

ان تمام دلائل سے معلوم ہوا کہ سونا اور چاندی' دونوں کے زیورات میں بھی زکوٰۃ فرض ہے۔ امام ابن حزم، عبدالرحمٰن مبارکپوری، امیر صنعانی، احناف، امام ابن منذر، شیخ ابن باز، شیخ ابن عثیمین، شیخ ابن جبرین رحمہم اللہ اور سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی کا بھی یہی فتویٰ ہے کہ سونے چاندی کے زیورات میں بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ (۲)

⇦ امام صنعانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ اس مسئلے میں فقہاء کے چار اختلافی اقوال ہیں:

① زیورات میں زکوٰۃ واجب ہے۔ ② زیورات میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے (امام مالک، امام احمد اور ایک قول کے مطابق امام شافعی رحمہ اللہ کا بھی یہی مذہب ہے)۔ ③ زیورات کی زکوٰۃ انہیں عاریتاً دینا ہی ہے' اس کے علاوہ الگ زکوٰۃ نہیں ہے۔ ④ زیورات میں صرف ایک مرتبہ ہی زکوٰۃ دینا فرض ہے۔ (۳)

جو لوگ زیورات میں فرضیتِ زکوٰۃ کے منکر ہیں ان کے دلائل میں سے یہ روایت بھی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے بھائی کی یتیم بچیوں کے زیورات سے زکوٰۃ نہیں نکالتی تھیں۔ (۴)

(شوکانی رحمہ اللہ) سونے' چاندی کے زیورات میں زکوٰۃ نہیں (۵) (بہر حال پہلا قول ہی راجح ہے)۔

☐ واضح رہے کہ سونے چاندی کے علاوہ دیگر جواہرات کے زیورات میں زکوٰۃ واجب نہیں الا کہ وہ تجارت کے لیے ہوں۔ اس مسئلے کا مزید بیان گزشتہ باب ''جن اموال میں زکوٰۃ واجب نہیں'' کے تحت گزر چکا ہے۔

---

(۱) [صحيح: صحيح أبو داود (۱۳۸٤) كتاب الزكاة: باب الكنز ما هو؟ و زكاة الحلى' أبو داود (۱۵٦۵)]

(۲) [بالترتیب حوالہ جات: المحلى (۱۸٤/٤) تحفة الأحوذى (۳۲۷/۳) سبل السلام (۸۲۰/۲) تبيين الحقائق للزيلعى (۲۷٦/۱-۲۷۷) كما فى عمدة القارى شرح بخارى (۲۸٦/۷) فتاوى إسلامية (۵۳/۲) مجموع الفتاوى لابن عثيمين (۱۲۳/۱۸) فتاوى إسلامية (۸۳/۲) فتاوى اللجنة الدائمة (۲٦۵/۹)]

(۳) [سبل السلام (۸۱۹/۲-۸۲۰) مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: المبسوط (۱۹۲/۲) الهداية (۱۰٤/۱) المجموع (۳۲/٦) المغنى (٦۰۳/۲) المعرفة للبيهقى (۱٤۰/٦) بيهقى فى السنن والآثار (۱٤۰/٦)]

(٤) [صحيح بتحقيق سليم الهلالى: مؤطا (۲۵۰/۱) كتاب الزكاة: باب ما لا زكاة فيه من الحلى والتبر والعنبر]

(۵) [السيل الجرار (۱۹/۲-۲۱)]

Www.IslamicBooks.Website

مردوں کے حرام زیور کی زکوٰۃ

زیور مرد کی ضروریات میں سے نہیں ہے اور نہ ہی اس کی فطرت کا یہ مقتضی ہے' اسی لیے شریعت اسلامیہ نے اس پر سونے کا زیور پہننا حرام کیا ہے اور اس کے لیے صرف چاندی کی انگوٹھی ہی جائز قرار دی ہے کہ جس کے برابر زیور نصاب کو نہیں پہنچ سکتا۔ جب کوئی مرد سونے کا زیور مثلاً انگوٹھی یا ہار یا زنجیر یا اس کی مثل کوئی چیز پہن لے اور بذاتِ خود اس کی قیمت نصاب کو پہنچ جائے یا اُس دوسرے مال کے ساتھ ملا کر پہنچے جو اس کے پاس موجود ہے تو یقیناً اس میں زکوٰۃ واجب ہے۔ ڈاکٹر یوسف قرضاوی بھی اسی کے قائل ہیں۔(۱)

تاہم کسی جائز ضرورت کے تحت مرد حضرات بھی سونا استعمال کر سکتے ہیں جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ عبدالرحمٰن بن طرفہ نے بیان کیا کہ یوم الکلاب کو ان کے دادا عرفجہ بن اَسعد کی ناک کاٹ دی گئی تو انہوں نے چاندی کی ناک لگوالی جس میں بدبو پیدا ہو گئی تو ﴿ فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَاتَّخَذَ أَنْفًا مِّنْ ذَهَبٍ ﴾ ''انہوں نے نبی کریم ﷺ کے حکم سے سونے کی ناک لگوالی۔''(۲)

(خطابی رحمہ اللہ) اس حدیث میں مردوں کے لیے بوقتِ ضرورت تھوڑے بہت سونے کے استعمال کا جواز موجود ہے مثلاً داڑھوں کی بھروائی وغیرہ۔(۳)

مزید برآں بعض صحیح روایات اور آثارِ صحابہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ تلوار کا دستہ یا خول وغیرہ بھی سونے کا بنایا جا سکتا ہے۔ لیکن ان ضرورت کی اشیاء میں سونا استعمال کرنے سے زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔(٤)

(مالکیہ، ابن تیمیہ رحمہما اللہ) مرد کے لیے جو زیور جائز ہے مثلاً ایسی تلوار کا قبضہ جسے جہاد کے لیے تیار کیا گیا ہے' چاندی کی انگوٹھی' (سونے کی) ناک اور دانت وغیرہ' اس میں کوئی زکوٰۃ نہیں۔(۵)

سونے کے قلم کی زکوٰۃ

(ابن باز رحمہ اللہ) صحیح تر بات یہ ہے کہ ان (سونے کے) قلموں کا استعمال مردوں کے لیے حرام ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''سونا اور ریشم میری اُمت کی عورتوں کے لیے حلال اور مردوں پر حرام کیے گئے ہیں۔'' ...... رہا ان کی زکوٰۃ کا مسئلہ تو جب یہ قلمیں بذاتہ حدِ نصاب کو پہنچ جائیں' یا مالک کے پاس اگر اور سونا ہے تو اس کے ساتھ مل کر حدِ نصاب پورا کر دیں تو ان پر زکوٰۃ واجب ہوگی' بشرطیکہ ان پر سال کا عرصہ گزر چکا ہو۔(٦)

---

(۱) [فقه الزكاة (۲۸۳/۱)]
(۲) [حسن : صحيح ابو داود (۳٥٦۱) كتاب الخاتم ، ابو داود (٤۲۳۲) ترمذى (۱۷۷۰)]
(۳) [كما فى عون المعبود (۱۹۸/۱۱)] (٤) [مزید دیکھئے: المغنى لابن قدامة (۲۲٥/٤) فقه الزكاة (۲۸۳/۱)]
(٥) [الشرح الكبير (٤٦۰/۱) بداية المجتهد (۲٤۲/۱) مجموع الفتاوى لابن تيمية (۳۹/۲٥)]
(٦) [فتاوى ابن باز مترجم (۱۰۹/۱)]

Www.IslamicBooks.Website

سونے چاندی کے برتنوں کی زکوٰۃ

سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا حرام ہے کیونکہ متعدد احادیث میں اس سے منع کیا گیا ہے حتی کہ ایک حدیث میں یہ وعید بھی موجود ہے کہ ''جو شخص چاندی کے برتنوں میں (کھاتا) پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھر رہا ہے۔''(۱) لیکن چونکہ ان برتنوں میں استعمال ہونے والا سونا' چاندی زائد از ضرورت ہے اور انسان کی کامل ملکیت میں بھی ہے اس لیے اس کے نصاب کو پہنچ جانے کے بعد سال گزرنے پر اس کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

(ابن قدامہ رحمہ اللہ) جن اشیاء کا استعمال حرام ہے انہیں استعمال کی ہیئت پر لینا بھی حرام ہے اور اس حرمت میں مرد اور عورتیں سب شامل ہیں کیونکہ حرمت کا معنی ان دونوں کو شامل ہے اور وہ ہے فضول خرچی اور تکبر کی طرف رغبت اور فقراء و مساکین کی دل شکنی لہٰذا یہ دونوں حرمت میں مساوی ہیں۔ نیز عورتوں کو صرف اس قدر زیور سے آراستہ ہونے کی اجازت دی گئی ہے جس کی انہیں اپنے شوہروں کے لیے مزین ہونے میں ضرورت ہے اور یہ چیز برتنوں میں موجود نہیں لہٰذا وہ اپنی حرمت پر باقی رہیں گے۔

جب یہ بات ثابت ہو گئی تو بلاشبہ ان میں زکوٰۃ واجب ہے اور اہل علم کے مابین اس مسئلے میں کوئی اختلاف بھی نہیں۔ البتہ ان برتنوں میں اُس وقت تک زکوٰۃ واجب نہ ہو گی جب تک ان کا وزن نصاب تک نہ پہنچ جائے یا جب تک انسان کے پاس اس قدر مال موجود نہ ہو کہ جس کے ساتھ ان برتنوں کو ملا کر وزن نصاب تک پہنچے۔(۲)

(شافعیہ) سونے چاندی کے برتنوں میں زکوٰۃ واجب ہے۔(۳)

(سید سابق رحمہ اللہ) سونے چاندی کے برتن رکھنا حرام تو ہے مگر ان میں زکوٰۃ واجب ہے۔(٤)

(البانی رحمہ اللہ) شیخ حسین بن عودہ رقمطراز ہیں کہ میں نے اپنے شیخ ''البانی'' سے دریافت کیا کہ کیا سونے کے برتنوں میں زکوٰۃ واجب ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ واجب ہے اگرچہ (انہیں رکھنا) حرام ہی ہے۔(٥)

(ڈاکٹر یوسف قرضاوی) اسی کے قائل ہیں۔(٦)

---

(۱) [بخاری (٥٦٣٤) کتاب الأشربة : باب آنية الفضة ' مسلم (٢٠٦٥) ابن ماجة (٣٤١٣) احمد (٣٠١/٦)]
(۲) [المغنی لابن قدامه (٢٢٨/٤)] (۳) [المجموع (٢٩/٦) المهذب (١٥٨/١)]
(٤) [فقه السنة (٣٢١/١)] (٥) [الموسوعة الفقهية الميسرة (٤٣/٣)]
(٦) [فقه الزكاة (٢٨٢/١)]

Www.IslamicBooks.Website

باب زکاۃ الحیوان　جانوروں کی زکوٰۃ کا بیان

جانوروں کی زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچ گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یا (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں قسم اٹھائی) اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں یا جن الفاظ کے ساتھ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم اٹھائی ہو (اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) ﴿ مَا مِنْ رَجُلٍ تَكُوْنُ لَهُ إِبِلٌ أَوْ بَقَرٌ أَوْ غَنَمٌ لَا يُؤَدِّيْ حَقَّهَا إِلَّا أُتِيَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ... ﴾ ''کوئی بھی ایسا شخص جس کے پاس اونٹ' گائے یا بکری ہو اور وہ اس کا حق ادا نہ کرتا ہو تو قیامت کے دن اسے لایا جائے گا۔ دنیا سے زیادہ بڑی اور موٹی تازی کر کے۔ پھر وہ اپنے مالک کو اپنے کھروں سے روندے گی اور سینگ مارے گی۔ جب آخری جانور اس پر سے گزر جائے گا تو پہلا جانور پھر لوٹ کر آئے گا (اور اسے سینگ مارے گا اور کھروں کے ساتھ روندے گا) اس وقت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا جب تک لوگوں کا فیصلہ نہیں ہو جاتا۔'' (۱)

(سعودی مجلس افتاء) علماء کا اجماع ہے کہ باہر چرنے والے اُونٹوں' گائیوں اور بکریوں پر زکوٰۃ واجب ہے جبکہ وہ نصاب تک پہنچتے ہوں۔(۲)

مویشیوں میں فرضیت زکوٰۃ کی شرائط

1- ان کی تعداد شرعی نصاب تک پہنچ جائے۔

2- اس پر ایک سال کا عرصہ گزر جائے۔

3- یہ جانور سائمہ ہوں' معلوفہ نہ ہوں یعنی ان کی پرورش کا اکثر و بیشتر انحصار پہاڑوں' جنگلوں یا دیگر سبزہ دار جگہوں میں چرنے پر ہو نہ کہ گھریلو چارے پر۔

4- غیر عاملہ ہوں یعنی ان سے رہٹ یا ہل چلانے یا کسی اور قسم کا کام نہ لیا جاتا ہو کیونکہ اس صورت میں ان جانوروں کی حیثیت آلاتِ تجارت اور مشینری جیسی ہو گی جن پر زکوٰۃ فرض نہیں (بلکہ ان کے ذریعے حاصل ہونے والے منافع پر زکوٰۃ فرض ہے جبکہ وہ از خود نصاب کو پہنچتا ہو یا دیگر اموال کے ساتھ ملا کر)۔(۳)

(امیر صنعانی رحمہ اللہ) چرنے کی شرط بکریوں کے متعلق صحیح بخاری میں ثابت ہے' اونٹوں کے متعلق سنن ابی داود اور

---

(۱) [بخاری (۱٤٦٠) کتاب الزکاۃ : باب زکاۃ البقر' مسلم (۹۹۰) ترمذی (٦١٧) ابن ماجۃ (1785)]

(۲) [فتاوی اللجنۃ الدائمۃ (۲۰۲/۹)]

(۳) [مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: فقہ الزکاۃ للدکتور یوسف قرضاوی (۱۷۳-۱٦۹/۱) الدر المختار مع رد المحتار (۲۱-۲۰/۲) الروض النضیر (۳۹۹/۲) الأموال ۳۸۰-۳۸۲) شرح الرسالۃ لابن ناجی (۳۳۵/۱)]

Www.IslamicBooks.Website

نسائی وغیرہ میں حدیث بھز میں ثابت ہے اور دمیری نے کہا کہ گائیوں کو بھی ان دونوں کے ساتھ ملایا جائے گا۔(۱)

جن مویشیوں میں زکوٰۃ واجب ہے

مویشیوں میں صرف اونٹ' گائے (بھینس اس میں شامل ہے) اور بکریوں (بھیڑیں اور دنبے اس میں شامل ہیں) پر زکوٰۃ واجب ہے۔

(شوکانی، ڈاکٹر یوسف قرضاوی، سید سابق) اسی کے قائل ہیں۔(۲)

زکوٰۃ صرف ان مویشیوں میں اس لیے فرض ہے کیونکہ کتاب وسنت میں صرف انہی جانوروں پر فرضیت زکوٰۃ کا ذکر کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں گھوڑوں کی زکوٰۃ میں اختلاف تو ہے لیکن اس میں راجح بات یہی ہے کہ ان میں زکوٰۃ فرض نہیں۔

اونٹوں کی زکوٰۃ

- پانچ سے کم اونٹوں پر زکوٰۃ فرض نہیں۔
- جب اونٹوں کی تعداد پانچ (5) ہو جائے تو ان پر ایک بکری' اور پھر ہر پانچ اونٹوں پر ایک بکری ہے۔
- جب اونٹوں کی تعداد پچیس (25) ہو جائے تو ان میں ایک سال کی اونٹنی یا دو سال کا اونٹ ہے۔
- چھتیس (36) اونٹوں میں دو سال کی اونٹنی ہے۔
- چھیالیس (46) اونٹوں میں تین سال کی اونٹنی ہے۔
- اکسٹھ (61) اونٹوں میں چار سال کی اونٹنی ہے۔
- چھہتر (76) اونٹوں میں دو دو سال کی دو اونٹنیاں ہیں۔
- اکانوے (91) سے ایک سو بیس (120) تک تین تین سال کی دو اونٹنیاں ہیں۔
- اگر تعداد ایک سو بیس (120) سے زیادہ ہو جائے تو ہر چالیس (40) پر دو سال کی اونٹنی اور ہر پچاس (50) پر تین سال کی اونٹنی لازم آئے گی۔

کتبِ احادیث میں اونٹوں کی زکوٰۃ کے لیے جن مختلف عمر کے جانوروں کا ذکر کیا گیا ہے ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

بنت مخاض: ایسی اونٹنی کو کہتے ہیں جس کی عمر کا پہلا سال مکمل ہو کر دوسرا شروع ہو چکا ہو اور اس کی ماں حاملہ ہونے کے قابل ہو جائے اگرچہ ہنوز حاملہ نہ ہوئی ہو۔

---

(۱) [سبل السلام (۸۰۷/۲)]

(۲) [الدرر البهية : كتاب الزكاة : باب زكاة الحيوان ، فقه الزكاة (۱۶۷/۱) فقه السنة (۳۳۶/۱)]

Www.IslamicBooks.Website

ابن لبون: وہ اونٹ جو دو سال کی عمر مکمل کر کے تیسرے سال میں داخل ہو چکا ہو۔

بنت لبون: ایسی اونٹنی جو دو سال کی عمر پوری کر کے تیسرے سال میں قدم رکھ چکی ہو۔

حقہ: ایسی اونٹنی جو تین سال کی عمر پوری کر کے چوتھے سال میں داخل ہو چکی ہو۔

جذعہ: وہ اونٹنی جو اپنی عمر کے چار سال مکمل کر کے پانچویں سال میں داخل ہو چکی ہو۔(۱)

اونٹوں کی زکوٰۃ کی اس تفصیل کی دلیل یہ حدیث ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں بحرین (کا حکمران بنا کر) بھیجا تو انہیں یہ خط لکھ کر دیا کہ ﴿ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ' هٰذِهٖ فَرِيْضَةُ الصَّدَقَةِ الَّتِيْ فَرَضَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ وَالَّتِيْ أَمَرَ اللّٰهُ بِهَا رَسُوْلَهُ ... فِيْ أَرْبَعٍ وَّ عِشْرِيْنَ مِنَ الْإِبِلِ فَمَا دُوْنَهَا مِنَ الْغَنَمِ مِنْ كُلِّ خَمْسٍ شَاةٌ ' إِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا وَ عِشْرِيْنَ ... إِلَّا أَنْ يَّشَاءَ رَبُّهَا ﴾ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ یہ زکوٰۃ کا وہ فریضہ ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں پر مقرر فرمایا تھا اور جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو دیا تھا۔ اس لیے جو شخص مسلمانوں سے اس تحریر کے مطابق زکوٰۃ مانگے تو مسلمانوں کو چاہیے کہ اسے ادا کر دیں اور اگر کوئی اس سے زیادہ مانگے تو ہرگز نہ دے۔ اونٹوں کی چوبیس (24) یا اس سے کم تعداد پر بکریاں (بطورِ زکوٰۃ دی جاتی) ہیں ہر پانچ اونٹوں پر ایک بکری ہے۔ جب تعداد پچیس (25) سے بڑھ کر پینتیس (35) ہو جائے تو اس تعداد پر ایک سالہ اونٹنی ہے۔ اگر میسر نہ ہو تو پھر دو سالہ نر بچہ ہے۔ اور جب چھتیس (36) سے تعداد بڑھ کر پینتالیس (45) تک پہنچ جائے تو ان میں دو سالہ اونٹنی ہے۔ اور جب چھیالیس (46) سے بڑھ کر ساٹھ (60) تک تعداد پہنچ جائے تو ان میں تین سالہ جوان اونٹ کی جفتی کے قابل اونٹنی ہے۔ اور جب اکسٹھ (61) سے بڑھ کر پچھتر (75) تک پہنچ جائے تو ان میں چار سالہ اونٹ ہے۔ اور جب چھہتر (76) سے تعداد بڑھ کر نوے (90) ہو جائے تو ان میں دو دو سالہ دو اونٹنیاں ہیں۔ اور پھر اکانوے (91) سے بڑھ کر تعداد ایک سو بیس (120) تک پہنچ جائے تو ان میں تین تین سالہ دو جوان اونٹنیاں ہیں جو اونٹ کی جفتی کے قابل ہوں۔ اور جب تعداد ایک سو بیس سے زائد ہو جائے تو پھر ہر چالیس اونٹوں پر ایک دو سالہ اونٹنی اور ہر پچاس پر تین سالہ اونٹنی اور جس کے پاس صرف چار ہی اونٹ ہوں تو اس تعداد پر کوئی زکوٰۃ نہیں الا کہ ان کا مالک ادا کرنا چاہے۔'' (۲)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ایک روایت میں ہے کہ ﴿ كَتَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كِتَابَ الصَّدَقَةِ فَلَمْ يُخْرِجْهُ إِلَى عُمَّالِهٖ حَتّٰى قُبِضَ فَقَرَنَهُ بِسَيْفِهٖ فَعَمِلَ بِهٖ أَبُوْبَكْرٍ حَتّٰى قُبِضَ ثُمَّ عَمِلَ بِهٖ عُمَرُ

---

(۱) [نیل الأوطار (۸۱/۳) سبل السلام (۷۹۱/۲) التعلیقات الرضیة علی الروضة الندیة للألبانی (۴۹۲/۱)]

(۲) [بخاری (۱۴۵۴' ۱۴۵۳) کتاب الزکاة : باب زکاة الغنم ' أبو داود (۱۵۶۷) ابن ماجة (۱۸۰۰)]

Www.IslamicBooks.Website

حَتّٰی قُبِضَ ﴾ ''رسول اللہ ﷺ نے زکوٰۃ (کے نصاب وغیرہ کی تفصیل) لکھی تھی لیکن اسے عاملین کی طرف بھیجنے سے پہلے ہی فوت ہو گئے۔ آپ ﷺ کے بعد پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسے نکالا اور وفات تک اسی پر عمل پیرا رہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی وفات تک اسی پر عمل کیا۔'' (۱)

(ابن حزم رحمہ اللہ) یہ تحریر انتہائی زیادہ صحت کی حامل ہے (کیونکہ) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے علماء کی موجودگی میں اس پر عمل کیا اور کسی نے بھی اس کی مخالفت نہیں کی۔ (۲)

(نووی، ابو عبید رحمہما اللہ) اس نصاب پر اجماع ہو چکا ہے۔ (۳)

گائے (اور بھینس) کی زکوٰۃ

- تیس (30) گائیوں پر ایک سالہ مادہ گائے یا نر بچھڑا زکوٰۃ ہے۔
- چالیس (40) پر دو سال کا بیل یا گائے واجب ہے۔
- اس کے بعد ہر تیس گائیوں پر ایک بچھڑا (ایک سالہ یعنی تبیع یا تبیعہ) اور ہر چالیس گائیوں پر ایک (دو سالہ یعنی مسنہ) بیل یا گائے واجب ہوگی۔

(1) گائیوں میں وجوب زکوٰۃ کے متعلق صحیح مسلم میں ایک روایت ہے کہ ﴿ وَلَا صَاحِبَ بَقَرٍ وَلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بُطِحَ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ ﴾ ''گائے اور بکریوں کا جو مالک بھی ان کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو قیامت کے دن اس کو ان کے لیے چٹیل وسیع میدان میں (منہ کے بل) گرایا جائے گا۔'' (٤)

(نووی رحمہ اللہ) گائے کی زکوٰۃ کے متعلق مروی احادیث میں سے یہ سب سے زیادہ صحیح ہے۔ (٥)

(ابن قدامہ رحمہ اللہ، ڈاکٹر یوسف قرضاوی) گائے میں وجوبِ زکوٰۃ کے متعلق کوئی اختلاف نہیں۔ (٦)

(2) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں یمن کی طرف (عامل مقرر کر کے) بھیجا ﴿ فَأَمَرَهُ أَنْ يَأْخُذَ مِنْ كُلِّ ثَلَاثِينَ بَقَرَةً تَبِيعًا أَوْ تَبِيعَةً وَمِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ مُسِنَّةً ﴾ ''اور ان کو حکم دیا کہ وہ تیس گائیوں میں ایک سال کا بچھڑا نر یا مادہ وصول کریں اور ہر چالیس کی تعداد پر ایک (مسنہ) دو سالہ بچھڑا لیا جائے۔'' (۷)

تبیع: گائے کا ایسا نر بچہ جو ایک سال کی عمر پوری کر کے دوسرے سال میں قدم رکھ چکا ہو اور اسے تبیع اس لیے

---

(۱) [صحيح: صحيح أبو داود (١٣٨٦) كتاب الزكاة: باب زكاة السائمة ' أبو داود (١٥٦٨)]
(۲) [المحلى (٢٠/٦)] (۳) [المجموع (٤٠٠/٥) الأموال (ص/٣٦٣)]
(٤) [مسلم (٩٨٧) كتاب الزكاة: باب إثم مانع الزكاة ' أبو داود (١٦٥٨) أحمد (١٦٢/٢)]
(٥) [شرح مسلم (٧٦/٤)] (٦) [المغني لابن قدامة (٣١/٤) فقه الزكاة (١٩٣/١)]
(۷) [صحيح: إرواء الغليل (٧٩٥) أحمد (٢٣٠/٥) أبو داود (١٥٧٨) كتاب الزكاة: باب في زكاة السائمة ' ترمذي (٦٢٣) نسائي (٢٥/٥) ابن ماجة (١٨٠٣) ابن حبان (٧٩٤ـ الموارد) حاكم (٣٩٨/١)]

Www.IslamicBooks.Website

کہتے ہیں کیونکہ یہ اپنی ماں کے پیچھے چلنے لگتا ہے۔

تبیعہ: تبیع کے مادہ کو تبیعہ کہتے ہیں۔

مسنہ: ایسا جانور جس کے دو دانت نکل آئے ہوں (یعنی دو سال مکمل کر کے تیسرے میں داخل ہو چکا ہو)۔(۱)

(عبدالرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ) یہ حدیث گائیوں میں وجوبِ زکوٰۃ کی دلیل ہے اور اس کا نصاب وہی ہے جو (اس میں) ذکر کر دیا گیا ہے۔(۲)

(ابن عبدالبر رحمہ اللہ) علماء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے کہ گائے کی زکوٰۃ میں سنت وہی ہے جو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے۔(۳)

بھینس حکم میں گائے کی مانند ہی ہے

(ابن تیمیہ رحمہ اللہ) بھینس (حکم میں) گائے کی طرح ہی ہے اور اس کے متعلق امام ابن منذر رحمہ اللہ نے اجماع نقل کیا ہے۔(٤)

(ابن قدامہ رحمہ اللہ) بھینس بھی گائے کی مانند ہی ہے اور ہمیں اس مسئلے میں کسی اختلاف کا علم نہیں۔(٥)

(علامہ مرغینانی) بھینسیں اور گائیاں برابر ہیں کیونکہ اسمِ بقر دونوں کو شامل ہے۔(٦)

بکریوں کی زکوٰۃ

- ❏ چالیس (40) سے کم بکریوں میں زکوٰۃ نہیں۔
- ❏ چالیس (40) سے ایک سو بیس (120) بکریوں تک ایک بکری۔
- ❏ ایک سو اکیس (121) سے دو سو (200) تک دو بکریاں۔
- ❏ دو سو ایک (201) سے تین سو (300) تک تین بکریاں۔
- ❏ پھر ہر سو (100) پر ایک بکری واجب ہوتی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ ﴿ وَفِي صَدَقَةِ الْغَنَمِ فِي سَائِمَتِهَا إِذَا كَانَتْ أَرْبَعِينَ إِلَى عِشْرِينَ وَ مِائَةٍ شَاةٌ، فَإِذَا زَادَتْ عَلَى عِشْرِينَ ... إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا ﴾ ”بکریوں کی زکوٰۃ کہ جو باہر چرنے جاتی ہوں چالیس سے لے کر ایک سو بیس (120) کی تعداد پر صرف ایک بکری وصول

---

(۱) [تحفة الأحوذی (۲۹۷/۳) التعليقات الرضية على الروضة الندية (٤٩٤/١)]

(۲) [تحفة الأحوذی (۲۹۷/۳)] (۳) [نيل الأوطار (۸۷/۳) تلخيص الحبير (۳۰۰/۲)]

(٤) [مجموع الفتاوى لابن تيمية (۲٥/۲٥)] (٥) [المغنى لابن قدامة (٣٤/٤)]

(٦) [نصب الراية مع الهداية (۳٥۸/۲)]

Www.IslamicBooks.Website

کی جائے گی۔ جب یہ تعداد ایک سو بیس سے بڑھ کر دو سو (200) تک پہنچ جائے گی تو دو بکریاں زکوٰۃ میں وصول کی جائیں گی۔ پھر جب دو سو سے بڑھ کر تین سو (300) تک پہنچ جائے گی تو تین بکریاں وصول کی جائیں گی۔ جب تعداد تین سو سے بڑھ جائے گی تو ہر سو پر ایک بکری بطورِ زکوٰۃ وصول ہو گی۔ اگر کسی کی باہر جنگل میں چرنے والی بکریاں تعداد میں چالیس سے ایک بھی کم ہوں تو مالک پر کوئی زکوٰۃ نہیں الا کہ مالک (خوشی سے) دینا چاہے۔'' (۱)

بھیڑ بکریوں میں زکوٰۃ کی فرضیت اور اس کے مذکورہ نصاب کی تعیین پر اجماع ہے۔ (۲)

گھوڑوں، گدھوں اور خچروں کی زکوٰۃ

ان تمام جانوروں پر زکوٰۃ فرض نہیں کیونکہ کتاب وسنت میں ایسی کوئی دلیل موجود نہیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ ان پر زکوٰۃ واجب ہے۔ اس مسئلے کی مزید تفصیل کے لیے گذشتہ باب ''جن اموال میں زکوٰۃ واجب نہیں'' کا مطالعہ کیجئے۔

جس پر ایک عمر کا جانور فرض ہو لیکن وہ اس کے پاس نہ ہو

مراد یہ ہے کہ اگر کسی شخص کے پاس اتنے اونٹ ہوں کہ اس پر ایک سالہ اونٹنی بطورِ زکوٰۃ دینا واجب ہو اور وہ اس کے پاس نہ ہو تو وہ کیا کرے؟ اس مسئلے کو رسول اللہ ﷺ نے یوں حل فرمایا ہے ﴿ مَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ مِنَ الْإِبِلِ صَدَقَةُ الْجَذَعَةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ جَذَعَةٌ وَعِنْدَهُ حِقَّةٌ ... أَوْ شَاتَيْنِ ﴾ ''جس کے اونٹوں کی زکوٰۃ جذعہ تک پہنچ جائے اور وہ اس کے پاس نہ ہو بلکہ حقہ ہو تو اس سے زکوٰۃ میں حقہ ہی لے لیا جائے گا لیکن اس کے ساتھ دو بکریاں بھی لی جائیں گی اگر اسے ان کے دینے میں آسانی ہو ورنہ بیس درہم لیے جائیں گے (تاکہ حقہ کی کمی پوری ہو جائے)۔ اگر کسی پر زکوٰۃ میں حقہ واجب ہو اور وہ اس کے پاس نہ ہو بلکہ جذعہ ہو تو اس سے جذعہ ہی لے لیا جائے گا اور زکوٰۃ وصول کرنے والا زکوٰۃ دینے والے کو بیس درہم یا دو بکریاں دے گا۔ اگر کسی پر زکوٰۃ حقہ کے برابر واجب ہو گئی اور اس کے پاس صرف بنت لبون ہے تو اس سے بنت لبون لے لی جائے گی اور زکوٰۃ دینے والے کو دو بکریاں یا بیس درہم مزید دینے ہوں گے۔ اگر کسی پر بنت لبون زکوٰۃ میں واجب ہو اور وہ اس کے پاس نہیں بلکہ بنت مخاض ہے تو اس سے بنت مخاض ہی لے لیا جائے گا لیکن زکوٰۃ دینے والا اس کے ساتھ بیس درہم یا دو بکریاں دے گا۔'' (۳)

---

(۱) [بخاری (۱٤٥٤) کتاب الزکاة: باب زکاة الغنم ' أبو داود (١٥٦٧) ابن ماجة (١٨٠٠) کتاب الزکاة]

(۲) [الإجماع لابن المنذر (ص/٤٦-٤٧) المجموع (٤١٧/٥) بداية المجتهد (٢٢٤/١) فقه الزکاة (٢٠٤/١)]

(۳) [بخاری (١٤٥٣) کتاب الزکاة: باب من بلغت عنده صدقة بنت مخاض وليست عنده ' ابو داود (١٥٦٧) ابن ماجة (١٨٠٠) نسائی (١٨/٥) احمد (١/ ١١) دارقطنی (١١٣/٢)]

Www.IslamicBooks.Website

□ (ابن قدامہ رحمہ اللہ) اگر کوئی شخص (جان بوجھ کر) واجب جانور سے زیادہ عمر کا جانور اُسی جنس سے بطورِ زکوٰۃ نکالے مثلاً کوئی ایک سالہ اُونٹنی (جو اس پر واجب ہے) کی جگہ دو سالہ اونٹنی بطورِ زکوٰۃ نکالے' یا ایک سالہ اونٹنی یا دو سالہ اونٹنی کی جگہ تین سالہ اُونٹنی نکالے یا ایک چار سالہ اونٹنی کی جگہ دو' دو سالہ اونٹنیاں یا دو تین سالہ اونٹنیاں نکالے تو یہ جائز ہے اور اس میں ہمیں کسی اختلاف کا بھی علم نہیں۔(۱)

کسی قسم کا حیلہ اختیار کرنے سے گریز کیا جائے

مثلاً زکوٰۃ (ادا کرنے کے) خوف سے متفرق جانوروں کو اکٹھا کر لینا یا ایک ریوڑ کے جانوروں کو متفرق کر دینا۔ یہ عمل جائز نہیں جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں یہ لفظ ہیں کہ ﴿ وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ ﴾ (۲)

الگ الگ کو جمع کرنے کی صورت یہ ہے کہ مثلاً تین آدمی ہیں ہر ایک کی چالیس چالیس بکریاں ہیں۔ الگ الگ کی صورت میں ہر ایک کو ایک ایک بکری زکوٰۃ دینا واجب آتی ہے اس طرح مجموعی طور پر تین بکریاں دینی پڑیں گی مگر جب زکوٰۃ وصول کرنے والا ان کے پاس پہنچتا ہے تو وہ دونوں اپنی اپنی بکریاں جمع کر لیتے ہیں اور تعداد ایک سو بیس (120) بن جانے کی وجہ سے تینوں پر صرف ایک بکری بطورِ زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہو گا۔

جمع شدہ کو الگ کرنے کی صورت یہ ہے کہ دو آدمی اکٹھے ہیں۔ دو سو دو (202) بکریاں ان کی ملکیت میں ہیں اس طرح دونوں پر تین بکریاں زکوٰۃ میں دینا لازم ہے مگر جب زکوٰۃ وصول کرنے والا ان کے پاس پہنچتا ہے تو دونوں اپنی اپنی بکریاں الگ کر لیتے ہیں یعنی اب ہر ایک کے پاس ایک سو ایک (101) بکریاں ہیں۔ اس طرح ان میں سے ہر ایک کو صرف ایک ہی بکری ادا کرنی ہو گی۔(۳)

(شوکانی رحمہ اللہ) حاصلِ کلام یہ ہے کہ ہر ایسا حیلہ جو اللہ تعالیٰ کے واجب کردہ حکم کو ساقط کرنے کے لیے یا اس کے کسی حرام کردہ فعل کو حلال بنانے کے لیے کیا جائے' باطل ہے اور کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اسے اختیار کرے۔(۴)

شراکت دار زکوٰۃ میں برابری کے ساتھ شریک ہوں گے

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ لفظ بھی موجود ہیں کہ ﴿ وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ فَإِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ ﴾ ’جو جانور دو آدمیوں کے درمیان مشترکہ ہوں وہ مساوی طور پر زکوٰۃ کا حصہ نکالیں۔‘‘ (۵)

---

(۱) [المغنى لابن قدامة (١٨/٤)]

(۲) [بخارى (١٤٥٠)' (١٤٥٤) كتاب الزكاة : باب لا يجمع بين مفترق ولا يفرق بين مجتمع 'ابو داود (١٥٦٧)]

(۳) [فتح البارى (٣٦٨/٣) تحفة الأحوذى (٢٩٥/٣)] (٤) [السيل الجرار (٨٢٨/١)]

(۵) [بخارى (١٤٥١) كتاب الزكاة : باب ما كان من خليطين فإنهما يتراجعان بينهما بالسوية]

Www.IslamicBooks.Website

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب زکوٰۃ وصول کرنے والا دونوں کے مجموعے پر واجب زکوٰۃ ایک بکری کی صورت میں وصول کر لیتا ہے تو یقیناً یہ ایک آدمی کی بکریوں میں سے وصول ہوئی ہے حالانکہ اس کے ذمہ تو نصف بکری ہے اور باقی نصف اس کے دوسرے ساتھی پر ہے۔ تو اب زکوٰۃ وصول کرنے والا دوسرے ساتھی سے نصف بکری کی قیمت وصول کر کے پہلے کے حوالے کر دے گا۔ اس طرح دونوں کی طرف سے ان پر واجب زکوٰۃ ادا ہو جائے گی' کسی بھی کمی بیشی کی شکایت نہیں رہے گی۔(۱)

جن جانوروں کو بطورِ زکوٰۃ وصول نہیں کیا جائے گا

زکوٰۃ میں بوڑھا' بھینگا' عیب دار' عمر میں چھوٹا' زیادہ کھانے والا' پالتو جانور' حاملہ اور نر جانور وصول نہیں کیا جائے گا۔

(1) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تحریر میں یہ بات تھی ﴿ وَلَا يُخْرَجُ فِي الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ وَلَا ذَاتُ عَوَارٍ وَلَا تَيْسٌ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ الْمُصَدِّقُ ﴾ ''زکوٰۃ کی مد میں بوڑھا' بھینگا اور نر نہ لیا جائے الا کہ زکوٰۃ وصول کرنے والا شخص (نر لینا) مناسب سمجھے۔''(۲)

(2) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ایک حدیث میں یہ لفظ ہیں ﴿ وَلَا يُؤْخَذُ فِي الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ وَلَا ذَاتُ عَيْبٍ ﴾ ''زکوٰۃ کی مد میں بوڑھا اور کوئی عیب دار جانور نہ لیا جائے۔''(۳)

(3) حضرت عبداللہ بن معاویہ غاضری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ وَلَا يُعْطِي الْهَرِمَةَ وَلَا الدَّرِنَةَ وَلَا الْمَرِيضَةَ ولا الشَّرَطَ اللَّئِيمَةَ وَلَكِنْ مِنْ أَوْسَطِ أَمْوَالِكُمْ ﴾ ''کوئی شخص بھی بطورِ زکوٰۃ بوڑھا' عیب دار' بیمار اور بدترین (یا چھوٹا) جانور نہ دے بلکہ اپنے اَوسط درجہ کے اموال میں سے زکوٰۃ دے۔''(٤)

الدَّرِنَة: میلا کچیلا جانور اور امام خطابیؒ نے اس سے خارش زدہ بھی مراد لیا ہے۔(٥)

الشَّرَطَ اللَّئِيمَةَ: چھوٹا اور بدترین مال۔" اللئيمة " یعنی دودھ دینے میں بخیل جانور۔(٦)

(4) حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ لینے والے کو حکم دیا کہ ﴿ وَلَا تَأْخُذِ الْأُكُولَةَ وَلَا الرُّبَّى وَلَا الْمَاخِضَ وَلَا فَحْلَ غَنَمٍ ﴾ ''زکوٰۃ میں بانجھ' پالتو جانور' حاملہ اور

---

(۱) [إرشاد الساری (۳۷۷/۳) تحفة الأحوذی (۲۹٥/۳)]

(۲) [بخاری (۱٤٥٤) کتاب الزکاة : باب زکاة الغنم' أبو داود (۱٥٦٧) ابن ماجة (۱۸۰۰)]

(۳) [صحیح : صحیح أبو داود (۱۳۸٦) کتاب الزکاة : باب زکاة السائمة' أبو داود (۱٥٦۸)]

(٤) [صحیح : صحیح أبو داود (۱٤۰۰) کتاب الزکاة : باب زکاة السائمة' أبو داود (۱٥۸۲)]

(٥) [القاموس المحیط (درن) معالم السنن (۳۷/۲)] (٦) [النهایة لابن الأثیر (۳۷/۲)]

Www.IslamicBooks.Website

سانڈ وصول نہ کرو۔"(۱) یہ روایت مرفوع بھی بیان کی گئی ہے۔(۲)

(ابن قدامہ رحمہ اللہ) صحیح جانوروں کے بدلے عیب دار جانوروں کو بطور زکوٰۃ نکالنا جائز نہیں۔(۳)

اوقاص یعنی دو متعین مقداروں کی درمیانی تعداد پر زکوٰۃ کا حکم

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں یہ لفظ ہیں ﴿ أَنَّ الْأَوْقَاصَ لَا فَرِيضَةَ فِيهَا ﴾ "اوقاص میں کوئی فریضہ زکوٰۃ نہیں۔" (٤) اس روایت میں تو ضعف ہے لیکن ایک دوسری روایت میں ہے کہ طاؤس بیان کرتے ہیں ﴿ أُتِيَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ بِوَقْصِ الْبَقَرِ وَ الْعَسَلِ فَقَالَ : لَمْ يَأْمُرْنِي النَّبِيُّ ا فِيهَا بِشَيْءٍ ﴾ "حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے پاس گائے اور شہد کا وقص لایا گیا تو انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس کے متعلق کسی چیز کا حکم نہیں دیا۔" (٥)

لفظِ " اوقاص " وقص کی جمع ہے جس کا معنی جمہور کے نزدیک (کسی بھی نصاب کی) دو متعین مقداروں کا درمیانی حصہ ہے۔ جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ لفظ پہلے نصاب کی مقدار سے کم تعداد پر استعمال ہوتا ہے۔(٦)

(شوکانی رحمہ اللہ) اس سے بالاتفاق کچھ بھی زکوٰۃ واجب نہیں۔(٧)

(احمد عبد الرحمٰن البناء رحمہ اللہ) حاصل کلام یہ ہے کہ......لفظِ وقص اُس (تعداد) پر بولا جاتا ہے جس پر زکوٰۃ نہیں خواہ وہ دو نصابوں کی درمیانی تعداد ہو یا پہلے نصاب سے کم، تاہم اکثر اس کا استعمال دو نصابوں کی درمیانی تعداد پر ہی ہوتا ہے۔(واللہ اعلم)(٨)

(صدیق حسن خان، سید سابق، جمہور علما) اوقاص میں کوئی زکوٰۃ نہیں۔(٩)

---

(١) [مؤطا (٢٧٦/١) بيهقى (١٠٠/٤) مسند شافعى (٢٣٨/١) المحلى لابن حزم (٢٧٦/٥)]

(٢) [ابن أبى شيبة (١٣٤/٣)] (٣) [المغنى لابن قدامة (٤٢/٤)]

(٤) [ضعيف : أحمد (٢٤٠/٥) ابو عبيد فى الأموال (١٠٢٠) ابن زنجويه فى الأموال (١٤٥٦) طبرانى كبير (٢٤٩/٢٠) اس روایت کی سند سلمہ بن اسامہ کی جہالت اور اس کے شیخ یحییٰ بن الحکم کے مجہول الحال ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔ شیخ شعیب اُرناؤط نے اسے ضعیف کہا ہے۔[مسند احمد محقق (٢٢٠٨٤)] شیخ احمد عبد الرحمٰن البناء رقمطراز ہیں کہ اس کی سند میں امام احمد کے پاس ایک ایسا راوی ہے جسے میں نہیں جانتا اور بزار کے پاس اس کی سند میں حسن بن عمارہ ہے اور وہ ضعیف ہے۔[الفتح الربانی (٢٢٣/٨)]

(٥) [احمد (٣٢-الفتح الربانی) شیخ احمد عبد الرحمٰن البناءؒ بیان کرتے ہیں کہ اس روایت کو اسی طرح حمیدی نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند جید ہے۔[الفتح الربانی (٢٢٣/٨)]

(٦) [نيل الأوطار (٨٨/٣)] (٧) [أيضا] (٨) [الفتح الربانى (٢٢٣/٨)]

(٩) [الروضة الندية (٤٢٩/١) فقه السنة (٣٣٨/١)۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: الأم (١٣/٢) المجموع (٣٨٤/٥) المبسوط (١٨٧/٢) الكافى لابن عبد البر (ص/١٠٦) المغنى (٣٠/٤)]

Www.IslamicBooks.Website

مزید برآں اگر غور کیا جائے تو نبی کریم ﷺ کے درج ذیل کلام سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ اوقاص میں زکوٰۃ واجب نہیں جیسا کہ آپ ﷺ نے اونٹوں کے متعلق فرمایا ﴿ فَإِذَا بَلَغَتْ سِتًّا وَ ثَلَاثِيْنَ فَفِيهَا بِنْتُ لَبُوْنٍ إِلَى خَمْسٍ وَ أَرْبَعِيْنَ ﴾ ''جب اونٹوں کی تعداد چھتیس (36) تک پہنچ جائے تو پینتالیس (45) تک ان میں ایک بنت لبون (یعنی دو سالہ اونٹنی) واجب ہے۔'' (۱)

گائے کی زکوٰۃ کے متعلق فرمایا ﴿ مِنْ كُلِّ ثَلَاثِيْنَ بَقَرَةً تَبِيْعًا أَوْ تَبِيْعَةً وَمِنْ كُلِّ أَرْبَعِيْنَ مُسِنَّةً ﴾ ''ہر تیس گائیوں میں ایک سالہ مادہ گائے یا نر بچھڑا اور ہر چالیس کی تعداد پر ایک دو سالہ بچھڑا لیا جائے۔'' (۲)

بکریوں کی زکوٰۃ کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا ﴿ وَ فِي صَدَقَةِ الْغَنَمِ فِي سَائِمَتِهَا إِذَا كَانَتْ أَرْبَعِيْنَ إِلَى عِشْرِيْنَ وَمِائَةِ شَاةٍ شَاةٌ ﴾ ''باہر چرنے والی بکریوں کی تعداد جب چالیس ہو جائے تو ایک سو بیس تک ایک بکری زکوٰۃ ہے۔'' (۳)

اب ان احادیث میں چھتیس سے پینتالیس تک کی درمیانی اونٹوں کی تعداد وقص ہے اور اس میں کچھ نہیں ہے۔ تیس سے چالیس تک کی درمیانی گائیوں کی تعداد وقص ہے اور اس میں کوئی زکوٰۃ نہیں اور چالیس سے ایک سو بیس تک کی درمیانی بکریوں کی تعداد وقص ہے اور اس میں بھی کوئی چیز نہیں ہے یعنی زکوٰۃ پہلے متعین نصاب کے مطابق ہی ہوگی جب تک وہ دوسرے متعین نصاب کی تعداد کو نہ پہنچ جائے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ اوقاص زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہیں۔

دورانِ سال پیدا ہونے والے بچوں کا حکم

اونٹ، گائے اور بکریوں کے وہ بچے جو سال کے دوران پیدا ہوتے ہیں سال کے آخر میں انہیں بھی شمار کر کے زکوٰۃ ادا کی جائے گی کیونکہ ایسا مالِ مستفاد جو پہلے مال کا نتیجہ ہو اس سے بھی زکوٰۃ ادا کی جاتی ہے جیسا کہ ''شرائطِ زکوٰۃ'' کے تحت یہ بات تفصیل کے ساتھ بیان کر دی گئی ہے۔

---

(۱) [صحیح : صحیح ابو داود (۱۳۸۵) کتاب الزکاۃ : باب فی زکاۃ السائمۃ، ابو داود (۱۵۶۷)]

(۲) [صحیح : إرواء الغلیل (۷۹۵)]

(۳) [بخاری (۱۴۵۴) کتاب الزکاۃ : باب زکاۃ الغنم]

Www.IslamicBooks.Website

باب زكاة التجارة تجارتی اموال کی زکوٰۃ کا بیان

تجارتی اموال میں زکوٰۃ فرض ہے

جو کہ ان کی قیمت کے نصاب تک پہنچنے کے بعد سال گزر جانے پر ادا کی جائے گی۔اس کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿يَآيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوٓا أَنفِقُوا مِن طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ أَخْرَجْنَا لَكُم مِّنَ الْأَرْضِ﴾ [البقرة : ٢٦٧] ''اے ایمان والو! اپنی پاکیزہ کمائی میں سے اور زمین میں سے تمہارے لیے ہماری نکالی ہوئی چیزوں میں سے خرچ کرو۔''

امام بخاری رحمہ اللہ نے باب قائم کیا ہے کہ ﴿ صَدَقَةُ الْكَسْبِ وَالتِّجَارَةِ لِقَوْلِهِ تَعَالَى : "يَآيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوٓا أَنفِقُوا مِن طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ... إِلَى قَوْلِهِ ۔ أَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ " ﴾ ''محنت اور تجارت کے مال میں سے زکوٰۃ ادا کرنا (ثواب ہے) کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے'اے ایمان والو! اپنی پاکیزہ کمائی سے خرچ کرو...۔'' (۱)

(طبری رحمہ اللہ) اللہ تعالیٰ اس آیت سے یہ مراد لیتے ہیں کہ اپنی ان پاکیزہ اشیاء سے زکوٰۃ ادا کرو جنہیں تم نے اپنے تصرف یعنی تجارت یا صنعت کے ذریعے کمایا ہے۔(۲)

(مجاہد رحمہ اللہ) مالِ تجارت سے (زکوٰۃ ادا کرو)۔(۳)

(ابو بکر جصاص رحمہ اللہ) سلف کی ایک جماعت'جس میں حسن رحمہ اللہ اور مجاہد رحمہ اللہ بھی شامل ہیں' سے مروی ہے کہ اس آیت ﴿ مِن طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ ﴾ سے مراد اموالِ تجارت میں سے خرچ کرنا ہے اور اس آیت کا عموم تمام اموال میں زکوٰۃ کو واجب کرتا ہے۔(٤)

(رازی رحمہ اللہ) اس آیت کا ظاہر تجارت کی زکوٰۃ کو بھی وجوبِ زکوٰۃ میں داخل کر دیتا ہے۔(٥)

(ابن عربی رحمہ اللہ) اس آیت ﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً﴾ کے متعلق رقمطراز ہیں کہ یہ عام ہے اور ہر مال اس میں شامل ہے (خواہ تجارت کا ہو)۔(٦)

(2) حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُنَا أَنْ نُخْرِجَ الصَّدَقَةَ مِنَ الَّذِي نَعُدُّهُ لِلْبَيْعِ ﴾ ''رسول اللہ ﷺ ہمیں سامانِ تجارت سے زکوٰۃ نکالنے کا حکم دیا کرتے تھے۔'' (۷)

---

(۱) [بخاری (قبل الحديث ١٤٤٥) كتاب الزكاة] (۲) [تفسير طبری (٥٥٥/٥-٥٥٦)]
(۳) [أيضا] (٤) [أحكام القرآن للجصاص (٥٤٣/١)]
(٥) [تفسير كبير للرازی (٦٥/٢)] (٦) [شرح ترمذی (١٠٤/٣)]
(۷) [ضعيف : ضعيف أبو داود (٣٣٨) كتاب الزكاة : باب العروض إذا كانت للتجارة ' أبو داود (١٥٦٢) = =

Www.IslamicBooks.Website

(3) حضرت ابوعمرو بن حماس رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں چمڑا اور تیردان بیچا کرتا تھا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ میرے قریب سے گزرے تو انہوں نے فرمایا' اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرو۔ میں نے کہا' اے امیر المومنین! یہ تو صرف چمڑا ہی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ﴿ قَوِّمْهُ ثُمَّ أَخْرِجْ صَدَقَتَهُ ﴾ ''اس کی قیمت لگاؤ پھر اس کی زکوٰۃ ادا کرو۔'' (۱)

(4) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ﴿ لَيْسَ فِي الْعُرُوْضِ زَكَاةٌ إِلَّا مَا كَانَ لِلتِّجَارَةِ ﴾ ''سامان میں زکوٰۃ نہیں سوائے اس کے جو تجارت کے لیے ہو۔'' (۲)

(5) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ﴿ فِي الْإِبِلِ صَدَقَتُهَا' وَفِي الْغَنَمِ صَدَقَتُهَا' وَفِي الْبَزِّ صَدَقَتُهَا ﴾ ''اونٹوں میں زکوٰۃ ہے' بکریوں میں زکوٰۃ ہے اور تجارتی کپڑے میں زکوٰۃ ہے۔'' (۳)

(امیر صنعانی رحمہ اللہ) یہ روایت مالِ تجارت میں وجوبِ زکوٰۃ کی دلیل ہے۔ (٤)

(جمہور، ائمہ اربعہ، فقہائے سبعہ، ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہم) اسی کے قائل ہیں۔ (٥)

(ابن منذر، خطابی رحمۃ اللہ علیہما) اموال تجارت میں زکوٰۃ کی فرضیت پر علماء نے اجماع کیا ہے۔ (٦)

== دارقطنی (۱۲۸/۲) بیھقی (۱٤٦/٤)] امام ابن حزمؒ نے اس روایت کو ضعیف کہا ہے۔ [المحلی (۲۳٤/٥)] حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ اس روایت کی سند میں جہالت ہے۔ [تلخیص الحبیر (۳۹۱/۲)] ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں کہ اس کی سند کمزور ہے۔ [بلوغ المرام (٥٨١)] شیخ حازم علی قاضی نے اس روایت کو ضعیف کہا ہے۔ [التعليق على سبل السلام (۸۲٤/۲)] امام صنعانیؒ فرماتے ہیں کہ اس روایت کی سند میں سلیمان بن یسار راوی مجہول ہے۔ [سبل السلام (۸۲٥/۲)] شیخ عبداللہ بسام نے اس روایت کو حسن درجہ کی قرار دیا ہے اور بیان کیا ہے کہ امام ابن عبدالبرؒ نے اسے حسن کہا ہے اور عبدالغنی مقدسی نے کہا ہے کہ اس کی سند حسن غریب ہے۔ [توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام (۳٦۳/۳)]

(۱) [دارقطنی (۱۲٥/۲) کتاب الزکاۃ : باب تعجيل الصدقة قبل الحول ' مسند شافعی (۲۲۹/۱)]

(۲) [بیھقی فی الکبری (۱٤۷/٤) کتاب الزکاۃ : باب زکاۃ التجارۃ ' امام ابن حزمؒ نے کہا ہے کہ یہ خبر صحیح ہے۔ [المحلی (۲۳٤/٥)]

(۳) [دارقطنی (۱۰۰/۲-۱۰۱) کتاب الزکاۃ : باب لیس فی الخضروات صدقة ' حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ اس کی سند صحیح نہیں۔ البتہ انہوں نے اس روایت کے متعدد طرق نقل فرمائے ہیں اور ان میں سے ایک کے متعلق کہا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ [تلخیص الحبیر (۳۹۱/۲)] ایک دوسرے مقام پر حافظ ابن حجرؒ نے اس روایت کی سند کو حسن بھی کہا ہے۔ [الدراية كما في المرعاة (۱۷۳/٦)] ابوالطیب آبادی فرماتے ہیں کہ اس حدیث (کی سند) میں موسیٰ بن عبیدہ راوی ہے۔ امام احمدؒ نے کہا ہے کہ میرے نزدیک اس سے روایت کرنا جائز نہیں۔ [التعليق المغني (۱۰۱/۲)]

(٤) [سبل السلام (۸۲٥/۲)]

(٥) [السیل الجرار (۲۷/۲) المحلی (٤۰/٤) المغنی (۲٤۸/٤) سبل السلام (۸۲٥/۲) المغنی (۲٤۸/٤)]

(٦) [الإجماع لابن المنذر (ص / ٥۱) ' (رقم / ۱۱٤) معالم السنن (۲۲۳/۲)]

Www.IslamicBooks.Website

(ابن تیمیہ رحمہ اللہ) ائمہ اربعہ اور ساری اُمت کے دانشور حضرات کا اتفاق ہے کہ سامانِ تجارت میں زکوٰۃ واجب ہے خواہ تاجر مقیم ہوں یا مسافر، ارزانی کے وقت سامان خرید کر نرخ بڑھنے کا انتظار کرنے والے تاجر ہوں یا وہ دکاندار جو ہر وقت اور ہر نرخ پر سامان خریدتے اور بیچتے ہیں۔ تجارتی مال نئے یا پرانے کپڑے ہوں یا کھانے پینے کا سامان، ہر قسم کا غلہ، پھل فروٹ، سبزی، گوشت وغیرہ، مٹی، چینی دھات وغیرہ کے برتن ہوں یا جاندار چیزیں، غلام، گھوڑے، خچر اور گدھے وغیرہ، گھر میں پلنے والی بکریاں ہوں یا جنگل میں چرنے والے ریوڑ، الغرض ہر قسم کے تجارتی مال میں زکوٰۃ فرض ہے۔(۱)

(سید سابق رحمہ اللہ) صحابہ، تابعین اور ان کے بعد آنے والے فقہاء میں سے جمہور علماء کا یہ مؤقف ہے کہ سامانِ تجارت میں زکوٰۃ واجب ہے۔(۲)

شیخ عبداللہ بسام، عبید اللہ مبارکپوری، شیخ صالح الفوزان، سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی اور شیخ ابن عثیمین بھی تجارتی سامان میں زکوٰۃ کو واجب قرار دیتے ہیں۔(۳)

(ابن رُشد رحمہ اللہ) اہل علم نے اتفاق کیا ہے کہ جو سامان تجارت کے لیے نہ ہو اس میں زکوٰۃ نہیں۔ البتہ انہوں نے ایسے سامان کے متعلق اختلاف کیا ہے جو تجارت کے لیے ہو۔ پس فقہائے امصار تو اس میں وجوبِ زکوٰۃ کے قائل ہیں البتہ اہل ظاہر نے اس کا انکار کیا ہے۔(٤)

(صاحبِ تفسیر المنار) جمہور علمائے اُمت کا کہنا ہے کہ سامانِ تجارت میں زکوٰۃ واجب ہے حالانکہ اس کے متعلق کتاب وسنت میں کوئی قطعی دلیل موجود نہیں بلکہ صرف چند ایسی روایات ہیں جو ایک دوسرے کو تقویت پہنچاتی ہیں۔ تو واضح رہے کہ بلاشبہ متداول سامانِ تجارت منافع حاصل کرنے کے لیے نقدی کی ہی ایک شکل ہے، اس میں اور درہم و دینار میں کوئی فرق نہیں جو کہ اس کی قیمت ہیں۔ بالفرض اگر سامانِ تجارت میں زکوٰۃ فرض نہ ہو تو تمام مالدار حضرات یا ان کی اکثریت کے لیے یہ ممکن ہو جائے گا کہ وہ اپنی نقدی کے ساتھ تجارت شروع کر دیں اور کوشش کریں کہ کبھی اُن کی نقدی پر سال کا عرصہ ہی نہ گزرے اور یوں اُن کے ہاں نقدی کی زکوٰۃ سرے سے ہی ختم ہو جائے گی۔ لہٰذا اس مسئلے میں اصل اعتبار اس بات کا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مالداروں کے اموال میں فقراء کی ہمدردی کے لیے زکوٰۃ فرض کی ہے اور اس میں خود مالداروں کا بھی فائدہ ہے اور وہ یہ کہ اس کے ذریعے ان کے اپنے نفس بخل جیسی رزالت سے پاک ہوتے ہیں اور یہی وہ ذریعہ ہے جس کے باعث مال کو چند محدود ہاتھوں میں رُکے رہنے سے بچایا جا سکتا ہے۔ مالِ فے کی تقسیم کے متعلق اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں بھی یہی اشارہ کیا گیا ہے:

---

(۱) [القواعد النورانية الفقهية (ص / ۸۹۔ ۹۰)] (۲) [فقه السنة (۱/ ۳۲۲)]

(۳) [بالترتیب حوالہ جات: توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام (۳/ ۳۶۳) مرعاة المفاتيح (٦/ ۱۷۳) الملخص الفقهي (۱/ ۳٤٦) فتاوى اللجنة الدائمة (۹/ ۱٦۹) مجموع الفتاوى لابن عثيمين (۱۸/ ۲۰۵)]

(٤) [بداية المجتهد (ص / ۲۳۰)]

Www.IslamicBooks.Website

﴿كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنكُمْ﴾ [الحشر : ۷] ''تاکہ تمہارے دولت مندوں کے ہاتھوں میں ہی یہ مال گردش کرتا نہ رہ جائے۔'' تو کیا یہ دانشوری ہو گی کہ اِن تمام شرعی مقاصد سے تاجر حضرات کو خارج کر دیا جائے کہ جن کے ہاتھوں میں ہی امت کا اکثر و بیشتر سرمایہ ہوتا ہے؟۔(۱)

☐ اگرچہ مذکورہ بالا سطور میں جو روایات پیش کی گئی ہیں ان میں سے کچھ میں ضعف بھی ہے لیکن ان کی اسناد بعض بعض کو تقویت پہنچاتی ہیں اور اجماعِ اُمت اور عملِ صحابہ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔(۲)

تجارتی اموال میں زکوۃ کے منکرین اور ان کے دلائل

(شوکانی رحمہ اللہ) ان کے نزدیک اموالِ تجارت میں زکوۃ فرض نہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اموالِ تجارت میں فرضیت زکوۃ کی کوئی واضح قابل حجت دلیل نہیں اور نہ ہی نبی ﷺ کے زمانے سے تجارت کی موجودگی کے باوجود اس کا کوئی ثبوت ملتا ہے نیز جن روایات سے (اس کی مشروعیت پر) استدلال کیا جاتا ہے' وہ ضعیف ہیں۔(۳)

(ابن حزم، صدیق حسن خان، البانی رحمہم اللہ) اسی کے قائل ہیں۔(٤)

ان کے دلائل اور جوابات حسب ذیل ہیں:

(1) اموالِ تجارت میں فرضیت زکوۃ کے متعلق تمام روایات ضعیف ہیں (اس کا جواب یوں دیا گیا ہے کہ اگرچہ روایات ضعیف ہیں لیکن یہ مسئلہ تو قرآن سے ہی ثابت ہے)۔

(2) جب روایات ضعیف ہیں تو براءتِ اصلیہ کے قاعدے کے مطابق اموالِ تجارت میں زکوۃ فرض نہیں (اس قاعدے کے جواب میں وہ قاعدہ پیش کیا جاتا ہے جس میں ہے کہ ''ہر مال میں حق ہے'')۔

(3) حدیث نبوی ہے کہ ﴿لَيْسَ فِي الْخَيْلِ وَالرَّقِيقِ زَكَاةٌ﴾ ''گھوڑے اور غلام میں زکوۃ نہیں۔''(٥) (اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ اس حدیث میں یہ کہیں ذکر نہیں ہے کہ اموالِ تجارت میں زکوۃ فرض نہیں)۔

مالِ تجارت سے زکوۃ ادا کرنے کا طریقہ

زکوۃ ادا کرنے والے کو چاہیے کہ اس کے پاس جتنا بھی سامانِ تجارت موجود ہے اس کی قیمت لگائے' پھر اپنی نقدی کو بھی اس میں جمع کرلے' اگر کسی کو کچھ رقم بطورِ قرض دی ہو اور اس کے ملنے کی بھی اُمید ہو تو اسے بھی شمار کر لے اور اگر کسی کا قرض دینا ہو تو بقدرِ قرض رقم الگ کرلے' پھر جو باقی ہو اس میں سے اڑھائی فیصد کے حساب سے

---

(۱) [ملخصا از 'مرعاة المفاتيح (۱۷٥/٦) فقه السنة (۳۲۲/۱)]
(۲) [مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: فقه الزكاة ' از ڈاکٹر یوسف قرضاوی (۳۱٥/۱-۳۱٦)]
(۳) [السيل الجرار (۲۷/۲)]
(٤) [المحلى بالآثار (۳۹/٤-٤۱) الروضة الندية (٤٧٦/۱) تمام المنة (ص/۳٦۳)]
(٥) [بخاری (۱٤٦۳)]

Www.IslamicBooks.Website

(40واں) حصہ زکوٰۃ ادا کردے۔

(ابن حجر رحمہ اللہ) انہوں نے تجارتی اموال میں سے چالیسواں حصہ زکوٰۃ نکالنے کے متعلق مختلف آثار نقل فرمائے ہیں، جن میں سے ایک یہ ہے۔ زیاد بن حذیر رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ مجھے حضرت عمرؓ نے مسلمانوں کے اموال سے زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے روانہ فرمایا اور مجھے حکم دیا کہ میں مالِ تجارت سے چالیسواں حصہ زکوٰۃ وصول کروں۔(۱)

(ابن قدامہ رحمہ اللہ) سامانِ تجارت کی قیمت نصاب تک پہنچ جائے، پھر اس پر سال کا عرصہ گزر جائے تو سال کے آخر میں مکمل قیمت سے چالیسواں حصہ زکوٰۃ ادا کردی جائے گی۔(۲)

(سید سابق رحمہ اللہ) جو شخص بقدرِ نصاب سامانِ تجارت کا مالک ہو اور اس پر ایک سال بھی گزر جائے تو سال کے آخر میں وہ اُس سامان کی قیمت لگا کر زکوٰۃ نکال دے اور وہ اس کی (کل) قیمت کا چالیسواں حصہ ہے اور تاجر اپنے تجارتی سامان میں ہر سال اسی طرح کرتا رہے۔ اگر کوئی شخص کچھ سامان کا مالک ہو، لیکن اس کی قیمت نصاب سے کم ہو، پھر سال کا کچھ حصہ گزر جائے اور وہ سامان اُسی قیمت کا ہو، پھر اس کی قیمت بڑھ جائے یا ریٹ تبدیل ہو جائیں اور وہ سامان نصاب تک پہنچ جائے یا وہ شخص دورانِ سال اور سامان کا مالک بن جائے یا ایسی قیمتوں کا کہ جن کے ذریعے نصاب مکمل ہو جائے تو اُس وقت سے سال کی ابتداء ہو جائے گی، گزشتہ وقت کو شمار نہیں کیا جائے گا۔ یہی امام ثوری، احناف، امام شافعی، امام اسحاق، امام ابو عبید، امام ابو ثور، اور امام ابن منذر رحمہم اللہ کا مؤقف ہے۔(۳)

آلاتِ تجارت میں زکوٰۃ نہیں

کیونکہ یہ آمدن کا ذریعہ ہیں اور ذرائع آمدن کو شریعت نے زکوٰۃ سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ البتہ ان سے حاصل ہونے والے منافع پر زکوٰۃ ہو گی بشرطیکہ وہ نصاب کو پہنچتا ہو اور اس پر سال کا عرصہ گزر چکا ہو۔ اس مسئلے کی کچھ تفصیل گزشتہ باب ''جن اموال میں زکوٰۃ واجب نہیں'' کے تحت گزر چکی ہے۔

نیت بدلنے سے زکوٰۃ کا حکم بھی تبدیل ہو جاتا ہے

مثلاً اگر کسی نے فروخت کرنے کی نیت سے کوئی چیز خریدی پھر دورانِ سال اس کا ارادہ بدل گیا اور اس نے اُس چیز کو اپنے ذاتی استعمال کے لیے رکھ لیا تو اس سے زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی۔

(ابن قدامہ رحمہ اللہ) اس مسئلے میں کوئی اختلاف نہیں کہ اگر کوئی شخص تجارتی سامان کو ذاتی استعمال میں لانے کی نیت کر لے تو وہ اس کے ذاتی استعمال کے لیے ہو جائے گا اور اس سے زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی۔

(شافعی رحمہ اللہ، اصحاب الرائے) اسی کے قائل ہیں۔(٤)

---

(۱) [تلخیص الحبیر (۳۹۲/۲) أبو عبید فی الأموال (ص / ٤٧٥) مزید دیکھئے: عبد الرزاق (٨٨/٤)]

(۲) [المغنی لابن قدامة (٢٤٩/٤)] (۳) [فقه السنة (٣٢٣/١)] (٤) [المغنی لابن قدامة (٢٥٦/٤)]

Www.IslamicBooks.Website

باب زكاة الزروع و الثمار — کھیتوں اور پھلوں کی زکوٰۃ کا بیان

کھیتوں اور پھلوں میں زکوٰۃ کی مشروعیت

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ؕ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ﴾ [الأنعام: ١٤١] ''اور وہی ہے جس نے باغات پیدا کیے چھتریوں پر چڑھے ہوئے اور بے چڑھے اور کھجور کے درخت اور کھیتی جن میں کھانے کی چیزیں مختلف طور کی ہوتی ہیں اور زیتون اور انار جو باہم ایک دوسرے کے مشابہ بھی ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کے مشابہ نہیں بھی ہوتے' ان سب کے پھلوں میں سے کھاؤ جب وہ نکل آئے اور اس میں جو حق واجب ہے وہ اس کے کاٹنے کے دن دیا کرو۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ''اس کے حق سے مراد فرض زکوٰۃ ہے۔'' (۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ ''کٹائی کے دن اس کا حق ادا کرو۔'' سے مراد فرض زکوٰۃ ہے۔ (۲)

(سعید بن مسیب رحمہ اللہ) اس آیت میں ''حَقَّهٗ'' سے مراد فرض زکوٰۃ ہے۔

(2) ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ﴾ [البقرة: ٢٦٧] ''اے ایمان والو! اپنی پاکیزہ کمائی میں سے اور زمین میں سے تمہارے لیے ہماری نکالی ہوئی چیزوں میں سے خرچ کرو۔''

(ابن کثیر رحمہ اللہ) ﴿اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ﴾ ''اپنی پاکیزہ کمائی سے خرچ کرو۔'' کی تفسیر میں رقمطراز ہیں کہ اس سے مراد سونا چاندی کے علاوہ وہ پھل اور کھیتیاں بھی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے زمین سے لوگوں کے لیے اُگایا ہے۔ (۳)

(قرطبی رحمہ اللہ) اس آیت ﴿وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ﴾ کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس سے مراد نباتات' معادن اور رکاز ہے اور یہ آیت ان تینوں اشیاء کو شامل ہے۔ (٤)

(شوکانی رحمہ اللہ) اسی کے قائل ہیں۔ (٥)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ ''وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ'' سے مراد ہے غلہ' پھل اور ہر وہ چیز جس پر زکوٰۃ ہے۔ (٦)

---

(۱) [كما في المغنى لابن قدامة (١٥٤/٤)] (۲) [تفسير ابن كثير (٢٤٩/٢)]

(٣) [تفسير ابن كثير (٦٣٠/١)] (٤) [تفسير قرطبى (٣٠٥/٣)]

(٥) [تفسير فتح القدير (٢٣٦/١)] (٦) [أيضا]

Www.IslamicBooks.Website

(مجاہد رحمہ اللہ) "وَمِمَّآ اَخرَجنَا" سے مراد ہے اُن پھلوں سے خرچ کرو (جو اللہ نے تمہارے لیے زمین سے نکالے ہیں)۔(۱)

(جلال الدین محلی، جلال الدین سیوطی رحمہما اللہ) "وَمِمَّآ اَخرَجنَا" سے مراد غلہ اور پھل ہیں۔(۲)

(3) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْعُيُونُ أَوْ كَانَ عَثَرِيًّا الْعُشْرُ، وَمَا سُقِيَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ﴾ "وہ زمین جسے آسمان یا چشمہ سیراب کرتا ہو یا وہ خود بخود نمی کی وجہ سے سیراب ہو جاتی ہو تو اس کی پیداوار میں دسواں حصہ زکوٰۃ ہے اور جسے کنوئیں سے پانی کھینچ کر سیراب کیا جاتا ہو اس کی پیداوار میں بیسواں حصہ زکوٰۃ ہے۔"(۳)

(4) زمین سے حاصل شدہ پیداوار پر دسواں یا بیسواں حصہ واجب الاداء ہے۔ اس پر امت نے اجماع کیا ہے۔(٤)

(سید سابق رحمہ اللہ) اللہ تعالیٰ نے کھیتوں اور پھلوں کی زکوٰۃ واجب کی ہے۔(٥)

پھلوں کی زکوٰۃ سے بچنے کی کوشش کرنے والوں کا عبرتناک انجام

قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے باغ والوں کا قصہ بیان فرمایا ہے۔ انہوں نے فقراء و مساکین سے بچنے کے لیے صبح سویرے ہی پھل سمیٹنے کا منصوبہ بنایا مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے باغ کو ہی اُجاڑ کر رکھ دیا۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ ﴿إِنَّا بَلَوْنَاهُمْ كَمَا بَلَوْنَا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ إِذْ أَقْسَمُوا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِينَ ﴿١٧﴾ وَلَا يَسْتَثْنُونَ ﴿١٨﴾ فَطَافَ عَلَيْهَا طَائِفٌ مِّن رَّبِّكَ ... لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿٣٣﴾﴾ [القلم : ١٧ تا ٣٣] "بے شک ہم نے انہیں اُسی طرح آزمایا جس طرح ہم نے باغ والوں کو آزمایا تھا جبکہ انہوں نے قسمیں کھائیں کہ صبح ہوتے ہی اس باغ کے پھل اُتار لیں گے۔ اور انشاء اللہ نہ کہا۔ پس اُس (باغ) پر تیرے رب کی جانب سے ایک بلا چاروں طرف گھوم گئی اور یہ سو ہی رہے تھے۔ پس وہ باغ ایسا ہو گیا جیسے کٹی ہوئی کھیتی۔ اب صبح ہوتے ہی انہوں نے ایک دوسرے کو آوازیں دیں۔ کہ اگر تمہیں پھل اتارنے ہیں تو اپنی کھیتی پر سویرے ہی سویرے چل پڑو۔ پھر یہ سب چپکے چپکے یہ باتیں کرتے ہوئے چلے۔ کہ آج کے دن کوئی مسکین تمہارے پاس نہ آنے پائے۔ اور لپکے ہوئے صبح صبح گئے (اور یہ سوچ رہے تھے) کہ ہم قابو پا گئے۔ جب انہوں نے باغ دیکھا تو کہنے لگے کہ یقیناً ہم راستہ بھول گئے۔ نہیں نہیں بلکہ ہماری قسمت پھوٹ گئی۔ ان سب میں سے جو بہتر تھا اس نے کہا کہ میں تم سے نہ کہتا تھا کہ تم اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی کیوں بیان نہیں کرتے؟ تو سب کہنے لگے ہمارا رب پاک ہے بے

---

(١) [أيضا] (٢) [تفسير جلالين (ص / ١٠٣)]

(٣) [بخاري (١٤٨٣) كتاب الزكاة : باب العشر فيما يسقى من ماء السماء وبالماء الجاري ' أبو داود (١٥٩٦) ترمذي (٦٣٥) نسائي (٥/ ٤١) ابن ماجة (١٨١٧) ابن الجارود (٤٣٨)]

(٤) [المغني (٤/ ١٥٤) بدائع الصنائع (٢/ ٥٤) فقه الزكاة (١/ ٤٤٨)] (٥) [فقه السنة (١/ ٣٢٤)]

Www.IslamicBooks.Website

شک ہم ہی ظالم تھے۔ پھر وہ ایک دوسرے کی طرف رخ کر کے آپس میں ملامت کرنے لگے۔ کہنے لگے ہائے افسوس! یقیناً ہم سرکش تھے۔ کیا عجب ہے کہ ہمارا رب ہمیں اس سے بہتر بدلہ دے دے ہم تو اب اپنے رب سے ہی آرزو رکھتے ہیں۔ یوں ہی آفت آتی ہے اور آخرت کی آفت بہت بڑی ہے' کاش انہیں سمجھ ہوتی۔"

تفاسیر میں موجود ہے کہ باغ والوں کا قصہ عربوں میں مشہور تھا۔ یہ باغ صنعاء یعنی یمن سے دو فرسخ کے فاصلے پر تھا۔ اس کا مالک اس کی پیداوار میں سے غرباء و مساکین پر بھی خرچ کرتا تھا۔ لیکن اس کے مرنے کے بعد جب اس کی اولاد اس کی وارث بنی تو انہوں نے کہا کہ ہمارے تو اپنے اخراجات ہی بمشکل پورے ہوتے ہیں' ہم اس کی آمدنی میں سے مساکین اور سائلین کو کس طرح دیں؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس باغ کو ہی تباہ کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ واقعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے کچھ ہی عرصہ بعد پیش آیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اُن کا باغ تباہ کر دیا تو انہوں نے آپس میں عہد کیا کہ اب اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں مال دیا تو اپنے باپ کی طرح اس میں سے غربا و مساکین کا حق بھی ادا کریں گے۔(۱)

جن اجناس میں زکوٰۃ واجب ہے

چار اجناس تو ایسی ہیں جن میں وجوبِ زکوٰۃ پر سب کا اتفاق ہے اور وہ یہ ہیں:

① گندم ② جو ③ کھجور ④ منقیٰ

(ابن قدامہ رحمہ اللہ) انہوں نے امام ابن منذرؒ اور امام ابن عبد البرؒ کا قول اِن الفاظ میں نقل کیا ہے کہ ((أَجْمَعَ أَهْلُ الْعِلْمِ عَلَى أَنَّ الصَّدَقَةَ وَاجِبَةٌ فِي الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَ التَّمْرِ وَ الزَّبِيْبِ)) "اہل علم نے اجماع کیا ہے کہ گندم' جو' کھجور اور منقیٰ میں زکوٰۃ واجب ہے۔"(۲)

اختلاف اِس بات میں ہے کہ ان چار اصناف کے علاوہ باقی نباتات میں بھی زکوٰۃ واجب ہے یا نہیں۔ جن حضرات کا خیال ہے کہ صرف اِن چار اصناف میں ہی زکوٰۃ واجب ہے ان میں مندرجہ ذیل اہل علم بھی شامل ہیں:

(شوکانی رحمہ اللہ) گندم' جو' کھجور اور منقیٰ میں سے عشر نکالنا واجب ہے۔(۳)

(نواب صدیق حسن خانؒ) انہوں نے مذکورہ چاروں اشیاء کے ساتھ "مکئی" کو بھی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔(۴)

(ابن عمر رضی اللہ عنہما) اسی کے قائل ہیں۔ امام ابن مبارک، امام حسن، امام ابن سیرین اور امام شعبی رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ بھی اسی کے قائل ہیں۔ نیز امام احمد رحمہ اللہ سے بھی ایک روایت میں یہی قول مروی ہے۔(۵)

---

(۱) [تفسیر أحسن البیان (ص / ۱۶۱۲) تفسیر فتح القدیر (ص / ۱۵۱۸) تفسیر ابن کثیر (۵۲۲/٤)]

(۲) [المغنی لابن قدامة (١٥٤/٤) مزید دیکھئے: الإجماع لابن المنذر (ص / ٤٣) موسوعة الإجماع (٤٦٦/١)]

(۳) [السیل الجرار (٤٣/٢)] (٤) [الروضة الندیة (٤٨١/١)] (٥) [المغنی لابن قدامة (١٥٦/٤)]

Www.IslamicBooks.Website

(امیر صنعانی، البانی رحمۃ اللہ علیہما) اسی کے قائل ہیں۔(۱)

امام شوکانی رحمۃ اللہ اور دیگر جن حضرات نے یہ مؤقف اپنایا ہے ان کی دلیل مندرجہ ذیل روایات ہیں:

(1) حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ ﴿ لَا تَأْخُذُوْا الصَّدَقَةَ إِلَّا مِنْ هَذِهِ الْأَصْنَافِ الْأَرْبَعَةِ : الشَّعِيْرِ ' وَالْحِنْطَةِ ' وَالزَّبِيْبِ ' وَالتَّمْرِ ﴾ ''جو' گندم' منقیٰ اور کھجور' ان چار اصناف کے علاوہ کسی غلے پر زکوۃ وصول نہ کرنا۔''(۲)

(2) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ إِنَّمَا سَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الزَّكَاةَ فِيْ هَذِهِ الْأَرْبَعَةِ : الْحِنْطَةِ وَ الشَّعِيْرِ وَ الزَّبِيْبِ وَ التَّمْرِ ﴾ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اِن چار اشیاء میں ہی زکوۃ مقرر فرمائی ہے: گندم' جو' منقیٰ اور کھجور۔''(۳)

سنن ابن ماجہ کی روایت میں ﴿ الذُّرَةَ ﴾ ''مکئی'' کا لفظ زیادہ ہے مگر وہ روایت ضعیف ہے۔(٤)

معلوم ہوا کہ چار اصناف ہی ثابت ہیں لہٰذا ان سے ہی عشر لیا جائے گا۔ چونکہ اصل براءتِ ذمہ ہے اور مسلمان کا مال حرام ہے اس لیے صرف اُتنا ہی لیا جا سکتا ہے جتنے کے متعلق قطعی دلیل ثابت ہو جائے اور دلیل سے صرف مذکورہ چار اشیاء ہی ثابت ہوتی ہیں لہٰذا ان ہی پر اکتفا کیا جائے گا۔

اس مسئلے میں فقہا نے بھی اختلاف کیا ہے:

---

(۱) [سبل السلام (۸١٤/۲) تمام المنة (ص/۳٦۸)]

(۲) [صحيح : تمام المنة (ص/۳٦۹) طبرانی کبير كما فی المجمع (۷٥/۳) مستدرك حاكم (۴۰۱/۱) دارقطنی (۹۸/۲) بيهقی فی الكبرى (١۲٥/٤) معرفة السنن والآثار (۲۷۷/۳) كتاب الزكاة : باب ما يؤخذ من الأشجار ' امام بیہقی فرماتے ہیں کہ اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔ امام حاکم نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے اور امام ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔ امام زیلعی نے اسی کو ثابت کیا ہے۔[نصب الراية (۳۸۹/۲)] شیخ محمد صبحی حسن حلاق نے اسے حسن کہا ہے۔[التعليق على سبل الأسلام (٤١/۳)]

(۳) [صحيح لغيره : السلسلة الصحيحة (۸۷۹) دارقطنی (۹٦/۲) كتاب الزكاة : باب ليس فی الخضروات صدقة ' ابوالطیب آبادی بیان کرتے ہیں کہ (اس کی سند میں موجود راوی) محمد بن عبید اللہ العرزمی متروک ہے۔[التعليق المغنی (۹٦/۲-۹۷)] علامہ عبید اللہ رحمانی مبارکپوری فرماتے ہیں کہ اس میں العرزمی راوی متروک ہے اور موسیٰ بن طلحہ عن معاذ منقطع ہے۔[مرعاة المفاتيح (۸۲/٦)]

(٤) [ضعيف : ضعيف ابن ماجة (٤۰۰) كتاب الزكاة : باب ما تجب فيه الزكاة من الأموال ' ابن ماجة (١٨١٥) إرواء الغليل (۸۰۱) دارقطنی (۹٤/۲) حافظ ابن حجر نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ اس روایت میں محمد بن عبید اللہ العرزمی ہے اور وہ متروک ہے۔[تلخيص الحبير (۳٦۷/۲)] ابوالطیب آبادی '' التعليق المغنی '' میں فرماتے ہیں کہ عرزمی راوی کو امام بخاری، امام نسائی، امام ابن معین اور امام فلاس نے ضعیف کہا ہے۔ احناف کا کہنا ہے کہ یہ اور اس معنی کی تمام روایات ضعیف ہیں۔[مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح (۸۳/٦)]

Www.IslamicBooks.Website

(مالک، شافعی، احمد رحمۃ اللہ علیہم) صرف ایسی کھیتیوں اور پھلوں میں زکوٰۃ ہے جو کھانے اور ذخیرہ کرنے کے قابل ہوں۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ بھی اسی کے قائل ہیں۔

(ابوحنیفہ رحمہ اللہ) لکڑی، گھاس اور بانس کے علاوہ ہر ایسی چیز پر زکوٰۃ واجب ہے جسے زمین اُگاتی ہے۔

(داود ظاہری رحمہ اللہ) زمین سے پیدا ہونے والی ہر شے میں زکوٰۃ واجب ہے البتہ جس چیز کو ناپا تولا جا سکتا ہو اس میں وجوبِ عشر کے لیے نصاب شرط ہے اور جو چیزیں ناپی تولی نہیں جا سکتیں ان کی قلیل و کثیر مقدار میں عشر واجب ہے۔

(ابن حجر رحمہ اللہ) انہوں نے داود ظاہری کے اِس قول کے متعلق کہا ہے کہ ((هٰذَا نَوْعٌ مِّنَ الْجَمْعِ بَيْنَ الْحَدِيْثَيْنِ)) ”یہ دو حدیثوں کے درمیان تطبیق کی ایک قسم ہے۔“ (۱)

(ڈاکٹر یوسف قرضاوی) ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب راجح ہے۔ (۲)

(عبید اللہ رحمانی مبارکپوری رحمہ اللہ) میرے نزدیک ان اقوال میں سے سب سے زیادہ راجح اور قوی قول داود ظاہری کا ہے۔ (۳)

(شیخ صالح الفوزان) ہر قسم کے غلے پر زکوٰۃ واجب ہے۔ (٤)

(راجح) درج بالا پہلی حدیث کہ جس میں صرف چار اصناف سے ہی زکوٰۃ وصول کرنے کا حکم ہے اگرچہ شیخ البانی رحمہ اللہ اور دیگر چند علماء نے تو اسے قابل حجت قرار دیا ہے لیکن فی الحقیقت وہ ثابت نہیں کیونکہ اس میں ابوحذیفہ راوی صدوق سیئ الحفظ ہے، سفیان ثوری مدلس راوی کا عنعنہ ہے، طلحہ بن یحییٰ راوی مختلف فیہ ہے۔ نیز شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ثابت کرنے کے لیے جن روایات سے استشہاد کیا ہے وہ یا تو مرسل وضعیف ہے یا اس معنی کی نہیں ہیں۔ (٥) اور دوسری روایت جو سنن دار قطنی کی ہے اس کی سند میں العرزمی راوی متروک ہے لہٰذا وہ بھی قابل حجت نہیں۔

لہٰذا ہمارے علم کے مطابق چونکہ یہ روایات ثابت نہیں ہیں اس لیے عمومی دلائل کی وجہ سے ہر زمینی پیداوار پر نصاب تک پہنچنے کے بعد زکوٰۃ فرض ہے جیسا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ، داود ظاہری رحمہ اللہ، عبید اللہ رحمانی مبارکپوری رحمہ اللہ اور ڈاکٹر یوسف قرضاوی وغیرہ کا موقف ہے۔ (واللہ اعلم) اور وہ عمومی دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) ﴿وَاٰتُوا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ﴾ [الأنعام: ١٤٢] ”کھیتی کٹنے کے دن اس کا حق ادا کرو۔“

(2) ﴿وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ﴾ [البقرة: ٢٦٧] ”اس چیز میں سے (خرچ کرو) جو ہم نے

---

(۱) [الفقه الإسلامی وأدلته (١٨٨٤/٣) فتح القدير (٢/٢) اللباب (١٥١/١) الشرح الكبير (٤٤٧/١) الشرح الصغير (٦٠٩/١) المغنی (٦٩٠/٢) المجموع (٤٣٢/٥) مرعاة المفاتيح (٨٠/٦)]

(۲) [فقه الزكاة (٣٥٥/١)] (۳) [مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح (٨٣/٦)]

(٤) [الملخص الفقهی للدكتور صالح بن فوزان (٣٣٥/١)]

(٥) [تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: إرواء الغليل (تحت الحديث/ ٨٠١) نصب الراية (٣٨٦/٢) مرعاة المفاتيح (٨١/٦-٨٣)]

Www.IslamicBooks.Website

تمہارے لیے زمین سے نکالی۔"

(3) ﴿ فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ ...... الْعُشْرُ ﴾ "وہ زمین جسے آسمانی پانی سیراب کرے اس کی پیداوار میں دسواں حصہ واجب ہے۔" (١)

(4) ﴿ لَيْسَ فِي مَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسَاقٍ مِنْ تَمْرٍ وَلَا حَبٍّ صَدَقَةٌ ﴾ "پانچ وسق سے کم کسی کھجور اور کسی غلے میں صدقہ نہیں ہے۔" (٢)

سبزیوں میں زکوٰۃ کا حکم

برحق مؤقف یہ ہے کہ سبزیوں میں بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ تاہم جن حضرات کا کہنا ہے کہ سبزیوں میں زکوٰۃ واجب نہیں انہوں نے مندرجہ ذیل دلائل سے استدلال کیا ہے:

(1) عطا بن سائب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مغیرہ رحمہ اللہ نے موسیٰ بن طلحہ کی زمین سے سبزیوں کی زکوٰۃ لینے کا ارادہ کیا تو موسیٰ بن طلحہ رحمہ اللہ نے کہا کہ تم ایسا نہیں کر سکتے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ﴿ لَيْسَ فِي ذَلِكَ صَدَقَةٌ ﴾ "اس میں زکوٰۃ نہیں۔" (٣)

(2) حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ وَ أَمَّا الْقِثَّاءُ وَ الْبِطِّيخُ وَ الرُّمَّانُ وَالْقَصَبُ "وَالْخَضْرَوَاتُ" فَعَفْوٌ عَفَا عَنْهُ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم ﴾ "ککڑی، تربوز، انار، گنا اور سبزیوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ معاف فرمائی ہے۔" (٤)

(3) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ لَيْسَ فِي الْخَضْرَوَاتِ صَدَقَةٌ ﴾ "سبزیوں میں زکوٰۃ نہیں۔" (٥)

سبزیوں کی زکوٰۃ کے متعلق دیگر فقہا و ائمہ کی آراء حسب ذیل ہیں:

(مالک، شافعی رحمہما اللہ) سبزیوں میں زکوٰۃ واجب نہیں۔

---

(١) [بخاری (١٤٨٣) کتاب الزکاة : باب العشر فيما يسقى من ماء السماء وبالماء الجاری' أبو داود (١٥٩٦)]

(٢) [مسلم (١٦٢٧) کتاب الزکاة : باب' دارمی (١٥٧٨) مؤطا (٥١٣)]

(٣) [دارقطنی (٩٧/٢) کتاب الزکاة : باب ليس فی الخضروات صدقة' مستدرک حاکم (٤٠١/١) بیهقی فی الکبری (١٢٨/٤)' حافظ ابن حجرؒ رقمطراز ہیں کہ امام دارقطنیؒ نے اس روایت کو "العلل" میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ درست بات یہ ہے کہ یہ روایت مرسل ہے۔ [تلخیص الحبیر (٣٢١/٢)]

(٤) [دارقطنی (٩٧/٢) حاکم (٤٠١/١) طبرانی کبیر (١٥١/٢٠)] حافظ ابن حجرؒ رقمطراز کرتے ہیں کہ اس روایت میں ضعف و انقطاع ہے۔ [تلخیص الحبیر (٣٢١/٢)] ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں کہ اس کی سند ضعیف ہے۔ [بلوغ المرام (٥٠٨)]

(٥) [دارقطنی (٩٦/٢) امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں کہ اس کی سند میں مروان سنجاری راوی ضعیف ہے۔]

Www.IslamicBooks.Website

(احمد، ابو یوسف، محمد رحمہم اللہ) صرف اُن سبزیوں میں زکوٰۃ واجب ہے جنہیں ناپا تولا اور ذخیرہ کیا جاسکتا ہو۔
(ابو حنیفہ رحمہ اللہ) سبزیوں میں زکوٰۃ واجب ہے (انہوں نے عمومی دلائل سے استدلال کیا ہے)۔
(عبدالرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ) جس حدیث میں ہے کہ ''سبزیوں میں زکوٰۃ نہیں'' اس کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ سبزیوں میں زکوٰۃ واجب نہیں۔
(شوکانی رحمہ اللہ) سبزیوں میں زکوٰۃ واجب نہیں۔(۱)
(ترمذی رحمہ اللہ) سبزیوں کی زکوٰۃ کے متعلق روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ روایت صحیح نہیں اور اس معنی کی کوئی بھی روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔(۲)
(راجح) چونکہ مذکورہ بالا اور اس معنی کی تمام روایات ضعیف و نا قابل حجت ہیں اس لیے یہ مؤقف بھی پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتا۔ لہٰذا عمومی دلائل سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ ہر زمینی پیداوار پر' جبکہ وہ نصاب کو پہنچتی ہو' زکوٰۃ فرض ہے اور اس میں سبزیاں بھی شامل ہیں۔(واللہ اعلم)

اس کا نصاب پانچ وسق ہے

(1) حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿لَيْسَ فِيمَا دُونَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ صَدَقَةٌ﴾ ''پانچ وسق سے کم (غلے) پر زکوٰۃ نہیں۔''(۳)
یہ حدیث گزشتہ عام حدیث ﴿فِيمَا سَقَتِ السَّمَاءُ الْعُشْرُ﴾ کی تخصیص کر دیتی ہے لہٰذا پانچ وسق سے کم غلے میں زکوٰۃ واجب نہیں۔
(جمہور) اسی کے قائل ہیں۔
(ابو حنیفہ رحمہ اللہ) پانچ وسق سے کم اور زیادہ ہر مقدار میں زکوٰۃ واجب ہے۔(٤)
ان کا کہنا ہے کہ عموم کی دلالت قطعی ہے اور قطعی عمومات کو ظنی دلائل سے خاص نہیں کیا جاسکتا۔ اس کا جواب دیتے ہوئے امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عام اور خاص دونوں ہی ظنی ہیں بلکہ خاص دلالت و اسناد کے اعتبار سے زیادہ راجح ہے۔ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ عام کو خاص پر محمول کرنا ائمہ اصول کے نزدیک

---

(۱) [تحفة الأحوذی (۳۲۸/۳) الأم (٤٥/۲) المبسوط (۳/۳) الکافی لابن عبد البر (ص / ۱۰۰) المغنی لابن قدامة (١٥٨/٤) نیل الأوطار (١٦٠/٤) الدرر البهية : کتاب الزکاة : باب زکاة النباتات]
(۲) [جامع ترمذی (بعد الحدیث / ٦٣٨)]
(۳) [بخاری (١٤٤٧) کتاب الزکاة : باب زکاة الورق ' مسلم (٩٧٩) أبو داود (١٥٥٨) ترمذی (٦٢٢) نسائی (١٧/٥) ابن ماجة (١٧٩٣) مؤطا (٢٤٤/١) أحمد (٦/٣) ابن أبی شیبة (١١٧/٣)]
(٤) [الحاوی (٢١٠/٣) الأم (٤٠/٢) المغنی (٦١/٤) الکافی لابن عبدالبر (ص/ ١٠١) المبسوط (٣/٣)]

Www.IslamicBooks.Website

متفق علیہ معاملہ ہے۔(۱)

(ابن حزم رحمہ اللہ) پانچ وسق سے کم مقدار میں زکوٰۃ نہیں۔(۲)

(ابن منذر رحمہ اللہ) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول کے علاوہ اس پر اجماع ہے کہ پانچ وسق سے کم غلے میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔(۳)

(ابن قدامہ، ابن قیم، سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) پانچ وسق سے کم غلے میں زکوٰۃ واجب نہیں۔(۴)

- ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے' ایک صاع میں چار مد ہوتے ہیں' ایک مد ایک رطل اور تہائی رطل کے برابر ہوتا ہے۔ جدید پیمانے کے مطابق ایک صاع تقریباً اڑھائی (2.50) کلوگرام اور ایک وسق چار (4) من کا ہوتا ہے اور اس طرح پانچ وسق بیس (20) من وزن ہوا۔

(ابن تیمیہ رحمہ اللہ) وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور صاع نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چار مد کے برابر ہے۔(۵)

(ابن قدامہ رحمہ اللہ) ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں۔

(ابن منذر رحمہ اللہ) اہل علم اسی کے قائل ہیں۔(۶)

(عبیداللہ رحمانی مبارکپوری رحمہ اللہ) اوسق' وسق کی جمع ہے۔ وسق بالاتفاق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے۔ ایک صاع چار مُد کے برابر ہے اور مُد ایک رطل اور تہائی رطل کے برابر ہے لہٰذا ایک صاع پانچ رطل اور ایک تہائی رطل کے برابر ہوا۔(۷)

(شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ) وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے۔(۸)

اس کی شرح زکوٰۃ' عشر یا نصف عشر ہے

عشر سے مراد دسواں حصہ اور نصف عشر سے مراد بیسواں حصہ ہے۔ دراصل اصطلاحی طور پر زرعی پیداوار کی زکوٰۃ کو ''عشر'' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

(1) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿فِيمَا سَقَتِ الْأَنْهَارُ وَالْغَيْمُ الْعُشُورُ وَفِيمَا سُقِيَ بِالسَّانِيَةِ نِصْفُ الْعُشْرِ﴾ ''جو زمینیں نہروں اور آسمانی بارش کے ذریعے سیراب ہوتی ہیں ان میں سے دسویں حصے نکالے جائیں گے اور جس زمین کو جانوروں کے ذریعے پانی لا کر سیراب کیا جاتا ہے اس میں

---

(۱) [السیل الجرار (۴۲/۲) نیل الأوطار (۹۸/۳)]

(۲) [المحلی بالآثار (۵۸/۴)] (۳) [کما فی نیل الأوطار (۹۸/۳)]

(۴) [المغنی (۱۶۱/۴) أعلام الموقعین (۳۴۸/۲) فتاوی اللجنة الدائمة (۲۲۰/۹)]

(۵) [مجموع الفتاوی لابن تیمیة (۱۸/۲۵)]

(۶) [المغنی لابن قدامة (۱۶۷/۴)] (۷) [مرعاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح (۶۷/۶)]

(۸) [فتاوی منار الإسلام (۲۷۹/۱)]

Www.IslamicBooks.Website

بیسواں حصہ ہے۔'' (۱)

(2) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''وہ زمین جسے آسمان یا چشمہ سیراب کرتا ہو یا وہ خود بخود نمی کی وجہ سے سیراب ہو جاتی ہو تو اس کی پیداوار میں دسواں حصہ زکوٰۃ ہے اور جسے کنوئیں سے پانی کھینچ کر سیراب کیا جاتا ہو اس کی پیداوار میں بیسواں حصہ زکوٰۃ ہے۔'' (۲)

ایک روایت میں یہ لفظ ہیں ﴿ أَوْ كَانَ بَعْلًا الْعُشْرُ ﴾ ''یا وہ زمین بارش کے بغیر زمینی نمی و رطوبت سے ہی سیراب ہوتی ہو تو اس میں دسواں حصہ ہے (بعلا کا لفظ عثریا کا بدل ہے)۔'' (۳)

معلوم ہوا کہ اگر زمین کسی ایسے ذریعے سے سیراب کی جاتی ہو جس میں مشقت نہ ہو یا کم مشقت ہو مثلاً بارش، شبنم، اَولے، زمینی نمی و رطوبت اور چشمے وغیرہ تو اس میں عشر یعنی دسواں حصہ زکوٰۃ نکالنا ضروری ہے لیکن اگر کسی مشقت طلب ذریعہ سے سیراب کی جاتی ہو مثلاً اُونٹ، بیل، یا آدمی پانی لا کر سیراب کریں، یا کنوؤں، یا ٹیوب ویل سے پانی لا کر، یا پانی خرید کر سیراب کیا جائے، یا جیسے آج کل معین رقم ادا کر کے نہری پانی سے فصلوں کو سیراب کیا جاتا ہے تو ان سب صورتوں میں نصف عشر یعنی بیسواں حصہ زکوٰۃ واجب ہوگی۔

(نووی رحمہ اللہ) اس مسئلے پر اتفاق ہے۔ (٤) امام شوکانی رحمہ اللہ بھی اسی کے قائل ہیں۔ (٥)

کھیتوں اور پھلوں میں وجوبِ زکوٰۃ کا وقت

(سید سابق رحمہ اللہ) کھیتوں میں زکوٰۃ اُس وقت واجب ہوگی جب غلہ پک جائے اور مُلا ہوا دانہ بن جائے اور پھلوں میں اُس وقت واجب ہوگی جب اُن کی صلاحیت ظاہر ہو جائے اور یہ اِس طرح پتہ چلتا ہے کہ کچی کھجور سرخ ہو جائے اور انگور میں مٹھاس پیدا ہو جائے، اور زکوٰۃ صرف اُس وقت نکالی جائے گی جب غلہ صاف کر لیا جائے اور پھل خشک ہو جائیں۔ (٦)

اس کی دلیل وہ آیت ہے جس میں ہے کہ ﴿ وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ ﴾ ''کٹائی کے دن اس کا حق ادا کرو۔'' یعنی جب کھیتی کاٹ لو اور پھل اُتار لو تو حق ادا کر دو اور یہ بات محتاجِ دلیل نہیں کہ یہ دونوں کام اُسی وقت ہوتے ہیں جب غلہ اور پھل پک جائے۔

علاوہ ازیں اس ضمن میں مندرجہ ذیل احادیث سے بھی استدلال کیا جاتا ہے:

---

(۱) [مسلم (۹۸۱) كتاب الزكاة : باب ما فيه العشر أو نصف العشر' أبو داود (۱۵۹۷) نسائی (٤١/٥) ابن الجارود (۳٤۷) ابن خزيمة (۲۳۰۹) شرح معانی الآثار (۳۷/۲) دارقطنی (۱۳۰/۲)]

(۲) [بخاری (۱٤۸۳) كتاب الزكاة : باب العشر فيما يسقى من ماء السماء وبالماء الجاری]

(۳) [**صحيح** : صحيح أبو داود (۱٤۱۱) كتاب الزكاة : باب صدقة الزرع' أبو داود (۱۵۹٦) نسائی (۲٤۸۸)]

(٤) [شرح مسلم (٦١/٤)] (٥) [نيل الأوطار (٩٦/٣)] (٦) [فقه السنة (٣٣٤/١)]

Www.IslamicBooks.Website

(1) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ﴿ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا نَهَى الْبَائِعَ وَالْمُبْتَاعَ ﴾ ”نبی ﷺ نے بائع اور مشتری کو کچے پھلوں کی خرید وفروخت سے منع فرمایا ہے۔“ (۱)

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ لفظ ہیں ﴿ لَا تَبْتَاعُوا الثِّمَارَ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا ﴾ ”پھلوں کی بیع نہ کرو جب تک وہ پک نہ جائیں۔“ (۲)

(3) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿ نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتَّى يَبْدُوَ صَلَاحُهَا ﴾ ”نبی کریم ﷺ نے پھلوں کو اُس وقت تک بیچنے سے منع فرمایا ہے جب تک ان کی پختگی ظاہر نہ ہو جائے۔“ (۳)

(4) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ﴿ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتَّى تُزْهِيَ، قَالَ: حَتَّى تَحْمَارَّ ﴾ ”رسول اللہ ﷺ نے پھلوں پر سرخی آنے سے پہلے انہیں بیچنے سے منع فرمایا ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ مراد یہ ہے کہ جب تک وہ پک کر سرخ نہ ہو جائیں۔“ (٤)

(مجلس ہیئت کبار علماء) پھلوں میں اُس وقت زکوٰۃ واجب ہوتی ہے جب وہ پک جائیں اور ان کی پختگی ظاہر ہو جائے اور غلے میں اُس وقت واجب ہوتی ہے جب اس کے دانے اپنی بالیوں میں پک جائیں۔ (٥)

حضرت عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ سے مروی جس روایت میں ہے کہ ﴿ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُخْرَصَ الْعِنَبُ كَمَا يُخْرَصُ النَّخْلُ وَ تُؤْخَذُ زَكَاتُهُ زَبِيبًا كَمَا تُؤْخَذُ صَدَقَةُ النَّخْلِ تَمْرًا ﴾ ”رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ انگور کا بھی اُس طرح اندازہ لگایا جائے جیسے کھجور کا اندازہ لگایا جاتا ہے اور اُس کی زکوٰۃ منقی کی صورت میں وصول کی جائے جیسے کھجور کی زکوٰۃ خشک کھجور (یعنی چھوارے) کی صورت میں لی جاتی ہے۔“ وہ ضعیف ہے۔ (٦)

پھلوں کا درختوں پر تخمینہ لگانا

زکوٰۃ وصول کرنے والوں کو درختوں پر موجود انگور اور تر کھجور کے تخمینے کے لیے بھیجنا مشروع ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ

---

(۱) [بخاری (۲۱۹٤) کتاب البیوع : باب بیع الثمار قبل أن یبدو صلاحها، مسلم (۱۵۳٤)]

(۲) [مسلم (۱۵۳۸) کتاب البیوع : باب النهی عن بیع الثمار قبل بدو صلاحها، ابن ماجة (۲۲۱۵)]

(۳) [بخاری (۱٤۸۷) کتاب الزکاة : باب من باع ثماره أو نخله أو أرضه أو زرعه، مسلم (۱۵۳٦)]

(٤) [بخاری (۱٤۸۸) کتاب الزکاة : باب من باع ثماره أو نخله أو أرضه أو زرعه، مسلم (۱۵۵۵)]

(٥) [کما فی توضیح الأحکام شرح بلوغ المرام (۳۵۳/۳)]

(٦) [ضعیف : ضعیف ابو داود (۳٤۷) کتاب الزکاة : باب فی خرص العنب، ابو داود (۱٦۰۳) ترمذی (٦۳۹) ابن ماجه (۱۸۱۹) امام ابوداودؒ نے فرمایا ہے کہ سعید بن مسیبؒ کا عتاب رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت نہیں۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ اس میں انقطاع ہے اور امام منذریؒ نے کہا ہے کہ اس کا انقطاع ظاہر ہے کیونکہ سعید بن مسیبؒ خلافتِ عمر میں پیدا ہوئے اور عتاب رضی اللہ عنہ اُس روز وفات پا گئے جس روز ابو بکر رضی اللہ عنہ نے وفات پائی۔ [تلخیص الحبیر (۳۷۸/۲)]

Www.IslamicBooks.Website

(1) نبی کریم ﷺ نے فتح خیبر کے بعد حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو اہل خیبر کی کھجوروں کا تخمینہ لگانے کے لیے بھیجا تھا۔(۱)

(2) حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم غزوہ تبوک کے لیے نبی ﷺ کے ساتھ جا رہے تھے۔ جب آپ وادی قریٰ سے گزرے تو ہماری نظر ایک عورت پر پڑی جو اپنے باغ میں کھڑی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا ﴿ اخْرُصُوا وَ خَرَصَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَشْرَةَ أَوْسُقٍ فَقَالَ لَهَا : احْصِي مَا يَخْرُجُ مِنْهَا .... فَلَمَّا أَتَى وَادِيَ الْقُرَى قَالَ لِلْمَرْأَةِ : كَمْ جَاءَتْ حَدِيقَتُكِ ؟ قَالَتْ : عَشْرَةَ أَوْسُقٍ خَرَصَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ﴾ ''اس کے پھلوں کا اندازہ لگاؤ (کہ اس سے کتنی کھجور نکلے گی) آپ ﷺ نے دس وسق کا اندازہ لگایا۔ پھر اس عورت سے فرمایا کہ یاد رکھنا اس میں سے جتنی کھجور نکلے۔.......... پھر جب وادی قریٰ (واپسی پر) پہنچے تو آپ ﷺ نے اسی عورت سے پوچھا کہ تمہارے باغ میں کتنا پھل آیا تھا؟ اس نے کہا کہ آپ ﷺ کے اندازے کے مطابق دس وسق آیا تھا۔''(۲)

تخمینے سے مراد یہ ہے کہ جب انگور اور کھجور میں مٹھاس پیدا ہو جائے تو سارے پھل پر سرسری طور پر نظر دوڑائے پھر اندازہ لگائے کہ جب یہ انگور یا کھجور خشک ہو جائے گی تو اس وقت اس کی مقدار اور وزن کتنا رہ جائے گا۔

(مالک، شافعی رحمہما اللہ) تخمینہ لگانا جائز ہے۔

(ابوحنیفہ رحمہ اللہ) یہ جائز نہیں ہے کیونکہ یہ غیب کی خبریں ہیں۔(۳)

(ابن قیم رحمہ اللہ) انہوں نے ثابت کیا ہے کہ زکوۃ کے لیے پھلوں کا تخمینہ لگانا صحیح سنت ہے۔(۴)

(ابن حجر رحمہ اللہ) اسی کے قائل ہیں۔(۵)

(شوکانی رحمہ اللہ) تخمینہ کی احادیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ مذکورہ احادیث کھجور اور انگوروں میں اندازہ کرنے کی مشروعیت پر دلالت کرتی ہیں۔...... اور یہ احادیث امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول کا رد کرتی ہیں۔(۶)

(ابن العربی رحمہ اللہ) یہی مؤقف رکھتے ہیں۔(۷)

(سید سابق رحمہ اللہ) جب کھجور اور انگور پک جائے اور اس کی پختگی ظاہر ہو جائے تو اس میں نصاب کی مقدار کا اعتبار تخمینہ و اندازہ کے ذریعے ہوگا' ماپنے کے ساتھ نہیں۔...... یہی رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے اور آپ

---

(۱) [صحيح : صحيح ابن ماجة (۱٤٧٣) كتاب الزكاة : باب خرص النخل والعنب ' ابن ماجة (۱۸۲۰)]

(۲) [بخاری (۱٤٨١) كتاب الزكاة : باب خرص التمر ' مسلم (۱۳۹۲) احمد (۲۳٦٦٥)]

(۳) [الكافي لابن عبدالبر (ص/۱۰۱) المغنى (۱۷۸/٤) الأم (٤٢/۲) نيل الأوطار (۱۰۲/۳)]

(٤) [أعلام الموقعين (٢٦٤/٢)] (٥) [فتح البارى (٤٠٣/٣)]

(٦) [نيل الأوطار (۱۰۲/۳)] (۷) [عارضة الأحوذى (١٤٤/٣)]

Www.IslamicBooks.Website

کے بعد آپ کے صحابہ اسی پر عمل پیرا رہے اور اکثر اہل علم اسی کے قائل ہیں۔...... تخمینہ کا سبب یہ ہے کہ یہ عادت جاری ہو چکی ہے کہ تر پھلوں کو کھایا جاتا ہے لہٰذا ضروری ہے پھلوں کے کھائے جانے اور کاٹے جانے سے پہلے ان کا اندازہ لگا لیا جائے۔(۱)

(امیر صنعانی رحمہ اللہ) یہ حدیث دلیل ہے کہ پھل اور انگور کا تخمینہ کرنا واجب ہے۔(۲)

(عبداللہ بسام) یہ احادیث دلالت کرتی ہیں کہ پھلوں کی وہ مقدار جاننے کے لیے کہ جو اُن (درختوں) سے حاصل ہوگا' اس کا تخمینہ و اندازہ لگانا کافی ہے۔(۳)

- (ابن قدامہ رحمہ اللہ) تخمینہ کرنے کے لیے ایک آدمی ہی کافی ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (اکیلے) ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کو ہی بھیجا کرتے تھے اور وہ تخمینہ لگاتے تھے اور کسی نے ان کے ساتھ کسی اور کا ذکر نہیں کیا۔(٤)
- جس روایت میں یہ لفظ ہیں ﴿إِذَا خَرَصْتُمْ فَخُذُوْا وَدَعُوْا الثُّلُثَ فَإِنْ لَمْ تَدَعُوْا الثُّلُثَ فَدَعُوْا الرُّبُعَ﴾ ''جب تم غلہ کا تخمینہ اور اندازہ لگاؤ تو ایک تہائی چھوڑ دیا کرو' اگر تہائی نہیں چھوڑ سکتے تو چوتھائی چھوڑ دیا کرو۔'' وہ ضعیف ہے۔(٥)

شہد میں عشر واجب ہے

(1) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ' نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرماتے ہیں کہ ﴿أَنَّهُ أَخَذَ مِنَ الْعَسَلِ الْعُشْرَ﴾ ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد سے دسواں حصہ لیا۔''(٦)

(2) حضرت ابو سیارہ متعی رضی اللہ عنہ' سے مروی ہے کہ میں نے کہا اے اللہ کے رسول! میرے پاس شہد کی مکھیاں ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿أَدِّ الْعُشْرَ﴾ ''تو دسواں حصہ ادا کرو۔''(٧)

(3) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد کے متعلق فرمایا ﴿فِي كُلِّ عَشْرَةِ أَزْقَاقٍ زِقٌّ﴾ ''ہر دس مشکوں میں ایک مشک (زکوٰۃ) ہے۔''(٨)

(احمد رحمہ اللہ' ڈاکٹر یوسف قرضاوی) راجح یہی ہے کہ شہد میں زکوٰۃ واجب ہے۔

---

(١) [فقه السنة (٣٣٢/١)] (٢) [سبل السلام (٨١٨/٢)]

(٣) [توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام (٣٤٩/٣)] (٤) [المغنى لابن قدامة (١٧٥/٤)]

(٥) [ضعيف : ضعيف ابو داود (٣٤٩) كتاب الزكاة : باب فى الخرص ' المشكاة (١٨٠٥) ابو داود (١٦٠٥) ترمذى (٦٤٣) نسائى (٢٤٩١) احمد (١٥٥١١) ابن حبان (٣٢٨٠) حاكم (١٤٦٤)]

(٦) [حسن صحيح : صحيح ابن ماجة (١٤٧٧) الارواء (٨١٠) صحيح أبو داود (١٤٢٤) ابن ماجة (١٨٢٤)]

(٧) [حسن : صحيح ابن ماجة (١٤٧٦) أيضا ' ابن ماجة (١٨٢٣) أحمد (٢٣٦/٤) بيهقى (١٢٦/٤)]

(٨) [صحيح : صحيح ترمذى (٥١٤) كتاب الزكاة : باب ماجاء فى زكاة العسل ' الارواء (٢٨٦/٣) ترمذى (٦٦٩)]

Www.IslamicBooks.Website

(ابو حنیفہ، علامہ مرغینانی رحمۃ اللہ علیہما) اگر شہد کی مکھیاں عشری زمین میں ہوں تو زکوٰۃ ہے بصورتِ دیگر نہیں۔

(مالک، شافعی، ابن حزم، ابن منذر رحمۃ اللہ علیہم) شہد میں زکوٰۃ نہیں۔(۱)

(بخاری رحمۃ اللہ) فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ نے شہد میں زکوٰۃ کو ضروری نہیں سمجھا۔(۲)

(عبید اللہ رحمانی مبارکپوری رحمۃ اللہ) راجح قول امام مالک اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہما کا ہے کہ شہد میں زکوٰۃ واجب نہیں۔(۳)

(شوکانی رحمۃ اللہ) ابو سیارہ کی روایت کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ (شہد میں) وجوبِ زکوٰۃ کی واضح دلیل ہے۔(۴)
ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں کہ شہد میں دسواں حصہ (بطورِ زکوٰۃ) واجب ہے۔(۵)

(نواب صدیق حسن خان رحمۃ اللہ) اسی کے قائل ہیں۔(۶)

(البانی رحمۃ اللہ) شہد کی زکوٰۃ کے متعلق احادیث روایت کی گئی ہیں اور ان میں سے بہترین حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ہے۔(۷)

(راجح) گذشتہ صحیح احادیث سے شہد کی زکوٰۃ ثابت ہو جاتی ہے اور یہ اس آیت ﴿ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُم مِّنَ الْأَرْضِ ﴾ کے عموم میں بھی شامل ہے کیونکہ مکھیاں زمینی پیداوار سے ہی رس حاصل کر کے شہد بناتی ہیں۔

علاوہ ازیں جس روایت میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ﴿ لَيْسَ فِي الْعَسَلِ زَكَاةٌ ﴾ "شہد میں زکوٰۃ نہیں۔" وہ ضعیف ہے۔(۸)

گھٹیا قسم کا غلہ زکوٰۃ میں دینا جائز نہیں

اس مسئلے کی تفصیل آئندہ باب "زکوٰۃ نکالنے کا بیان" کے تحت آئے گی۔

---

(۱) [المغنى (۱۸۳/٤) نصب الراية مع الهداية (۴۰۵/۲) المحلى بالآثار (۳۹/٤) كما فى فقه السنة (۳۳۵/۱) فقه الزكاة للقرضاوى (۴۲٦/۱)]

(۲) [بخارى (قبل الحديث/ ۱٤۸۳) كتاب الزكاة : باب العشر فيما يسقى من ماء السماء والماء الجارى]

(۳) [مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح (۱٦۳/٦)] (٤) [السيل الجرار (۷۸۸/۱)]

(۵) [الدرر البهية : كتاب الزكاة : باب زكاة النباتات] (٦) [الروضة الندية (۲۰۰/۱)]

(۷) [تمام المنة (ص/۳٥٤)]

(۸) [بيهقى فى السنن الكبرى (۱۲۸/٤) كتاب الزكاة : باب ما ورد فى العسل ' معرفة السنن والآثار (۲۸۲/۳) حافظ ابن حجرؒ بیان کرتے ہیں کہ اس کی سند میں حسین بن زید راوی ہے اور وہ ضعیف ہے۔[تلخيص الحبير (۳۸۱/۲)]

Www.IslamicBooks.Website

باب زكاة الركاز و المعدن دفینے اور معدنیات کی زکوٰۃ کا بیان

رکاز کی حقیقت

رکاز کے مفہوم کے متعلق علماء کے دو اقوال ہیں:

1. (جمہور، مالک، شافعی رحمۃ اللہ علیہم) اس سے مراد جاہلیت کے زمانے کا زمین میں مدفون خزانہ ہے جو بغیر کسی کثیر محنت و مشقت کے حاصل ہوا ہو۔

2. (ابوحنیفہ، ثوری رحمۃ اللہ علیہما) رکاز معدنیات کا ہی دوسرا نام ہے۔(۱)

جمہور نے احناف کا رد آئندہ عنوان کے تحت موجود حدیث سے کیا ہے کہ جس میں معدنیات اور رکاز کا الگ الگ ذکر (ایک ہی حدیث میں) ہوا ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ ان دونوں میں یقیناً فرق ہے۔

(صاحب قاموس) انہوں نے رکاز کے دونوں معنے کیے ہیں یعنی معدنیات اور جاہلیت کا دفینہ۔(۲)

(ابن اثیر رحمہ اللہ) رکاز ان دونوں معنوں پر بولا جاتا ہے لیکن حدیث جاہلیت کے دفینے کے متعلق وارد ہے۔(۳)

(البانی رحمہ اللہ) لغت میں دونوں معنے مراد ہیں لیکن شرعاً صرف جاہلیت کا دفینہ مراد ہے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی (گذشتہ) حدیث میں ہے۔(٤)

(راجح) جمہور کا مؤقف راجح ہے کیونکہ حدیث سے ان دونوں کا فرق صاف ظاہر ہے۔ ثابت ہوا کہ رکاز کے مال میں زکوٰۃ نہیں بلکہ ''خمس''، یعنی پانچواں حصہ ہے۔ اس کی حیثیت اموالِ غنیمت جیسی ہے۔ اس میں خمس واجب ہے جو کہ بیت المال میں جمع کیا جائے گا اور باقی تمام کا مالک وہ شخص ہوگا جسے یہ خزانہ ملا ہے۔

(احمد عبد الرحمٰن البناء رحمہ اللہ) رکاز سے مراد اہل حجاز کے نزدیک زمین میں مدفون جاہلیت کا خزانہ ہے اور اہل عراق کے نزدیک معادن ہیں...... اور حدیث صرف پہلی تفسیر کے متعلق ہے اور وہ جاہلیت کا خزانہ ہے...... جمہور نے جو رکاز اور معدن کے درمیان فرق کیا ہے وہ ظاہر ہے۔(٥)

(بخاری رحمہ اللہ) معدن رکاز نہیں۔(٦)

(سید سابق رحمہ اللہ، عبد اللہ بسام) رکاز سے مراد جاہلیت کا مدفون خزانہ ہے۔(۷)

(عبید اللہ رحمانی مبارکپوری رحمہ اللہ) ہمارے نزدیک راجح مؤقف وہ ہے جس کے جمہور قائل ہیں کہ رکاز سے مراد

---

(۱) [نيل الأوطار (۱۰٦/۳) قوانين الأحكام الشرعية (ص/۱۱۹) البدائع (٦٥/۲) مؤطا: كتاب الزكاة: باب زكاة الركاز]
(۲) [القاموس المحيط (ص/٤٦١)] (۳) [النهاية (۲٥۸/۲)] (٤) [تمام المنة (ص/۳۷٦)]
(٥) [الفتح الرباني (۲٤/۹-۲۷)] . (٦) [بخاری (قبل الحديث / ۱٤۹۹)]
(۷) [فقه السنة (۳٤۲/۱) توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام (۳٦۸/۳)]

Www.IslamicBooks.Website

صرف جاہلیت کا زمین میں مدفون خزانہ ہے۔(۱)

علاوہ ازیں جس روایت میں ہے کہ ﴿ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الرِّكَازِ ، قَالَ : الذَّهَبُ الَّذِیْ خَلَقَ اللّٰهُ فِی الْأَرْضِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَ الْأَرْضَ ﴾ ''رسول اللہ ﷺ سے رکاز کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا' (اس سے مراد) وہ سونا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے زمین میں اُس دن پیدا کیا تھا جس دن زمین وآسمان بنائے تھے۔'' وہ روایت ضعیف ہونے کی بنا پر نا قابل حجت ہے۔(۲)

رکاز سے پانچواں حصہ دینا ضروری ہے

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿ وَمِمَّآ أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْأَرْضِ ﴾[البقرة : ۲۶۷] ''اُس مال سے (خرچ کرو) جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے نکالا ہے۔''

(قرطبی رحمہ اللہ) اس سے مراد نباتات' معادن اور رکاز ہے اور یہ آیت ان تینوں اشیاء کو شامل ہے۔(۳)

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ الْعَجْمَآءُ جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ " وَفِی الرِّكَازِ الْخُمُسُ " ﴾ ''جانور سے جو نقصان پہنچے اس کا کچھ بدلہ نہیں اور کنوئیں کا بھی یہی حال ہے اور کان کا بھی یہی حکم ہے اور رکاز میں سے پانچواں حصہ لیا جائے گا۔''(٤)

(ابن منذر رحمہ اللہ) ہمارے علم میں نہیں کہ کسی نے اس حدیث کی مخالفت کی ہو سوائے حسن رحمہ اللہ کے' انہوں نے ارضِ حرب اور ارضِ عرب میں پائے جانے والے خزانے کے درمیان فرق کیا ہے۔(٥)

(عبید اللہ رحمانی مبارکپوری رحمہ اللہ) رکاز میں خمس ہے' اس پر اتفاق ہے۔(٦)

(ابن قدامہ رحمہ اللہ) رکاز جاہلیت کا دفینہ ہے' کم ہو یا زیادہ اس میں اہل صدقات کے لیے خمس ہے اور باقی اُس کے لیے ہے جسے وہ دفینہ ملا ہے۔(۷)

کیا نصاب اور سال کی شرط رکاز میں بھی ہے؟

امام بخاری رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ ﴿ قَالَ مَالِكٌ وَ ابْنُ إِدْرِیْسَ : الرِّكَازُ دَفْنُ الْجَاهِلِیَّةِ " فِی قَلِیْلِهِ

---

(۱) [مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح (۱۳۱/٦)]

(۲) [ضعيف : أبو يعلى (٦٦٠٩) بيهقى (١٥٢/٤) ديلمى (٣٣٠٧) شیخ عبد الرزاق مہدی حفظہ اللہ تعالیٰ نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔[تفسير قرطبى بتحقيق عبد الرزاق مهدى (٣٠٦/٣)]

(۳) [تفسير قرطبى (٣٠٥/٣)]

(٤) [بخارى (١٤٩٩) كتاب الزكاة : باب فى الزكاز الخمس ' مسلم (١٧١٠) أبو داود (٣٠٨٥)]

(٥) [كما فى مرعاة المفاتيح (١٣١/٦)] (٦) [أيضا]

(٧) [المغنى لابن قدامة (٢٣١/٤)]

Www.IslamicBooks.Website

وَ كَثِيرِهِ الْخُمُسُ" ﴾ ''امام مالک رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ رکاز جاہلیت کا خزانہ ہے' اس میں کم مال نکلے یا زیادہ پانچواں حصہ نکالنا پڑے گا۔'' (۱)

معلوم ہوا کہ رکاز سے خمس نکالنے کے لیے اس کا کسی نصاب تک پہنچنا ضروری نہیں۔

(جمہور، احناف، امیر صنعانی، البانی، شوکانی رحمہم اللہ) اسی کے قائل ہیں (کہ رکاز میں نصاب کی کوئی شرط نہیں)۔(۲)

(مالک، احمد، اسحاق رحمہم اللہ) نصاب کا اعتبار کیا جائے گا۔(۳)

(ابن حجر رحمہ اللہ) جمہور علما کا اتفاق ہے کہ اس (رکاز) میں سال کا عرصہ گزرنے کی شرط نہیں لگائی جائے گی بلکہ فی الوقت پانچواں حصہ نکالنا واجب ہے۔(۴)

(عبید اللہ رحمانی مبارکپوری رحمہ اللہ) امام شافعی رحمہ اللہ کے جدید قول کے علاوہ جمہور علماء کے نزدیک رکاز کی کم اور زیادہ مقدار میں کوئی فرق نہیں۔(۵)

(شیخ عبد اللہ بسام) رکاز کا نہ تو کوئی نصاب ہے اور نہ ہی اس کے لیے سال کی کوئی شرط ہے۔(۶)

کس رکاز میں خمس واجب ہے؟

(ابن قدامہ رحمہ اللہ) جس رکاز میں خمس واجب اس میں ہر وہ چیز شامل ہے جو مال ہے مثلاً سونا' چاندی' لوہا' سیسہ اور تانبا وغیرہ۔ یہی امام اسحاق، امام ابو عبید، امام ابن منذر، اصحاب الرائے، ایک روایت کے مطابق امام مالک اور دو اقوال میں سے ایک قول کے مطابق امام شافعی رحمہم اللہ کا بھی موقف ہے۔(ان کی دلیل حدیث ''رکاز میں خمس ہے'' کا عموم ہے)۔(۷)

(عبید اللہ رحمانی مبارکپوری رحمہ اللہ) حدیث کا ظاہر عموم یہی ہے لہٰذا جمہور کا قول راجح ہے۔(۸)

رکاز کا مصرف

(شوکانی رحمہ اللہ) خمس کا مصرف اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں موجود ہے ﴿وَاعْلَمُوٓا أَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ﴾ [الأنفال : ٤١] ''جان لو کہ تم جس قسم کی جو غنیمت حاصل کرو اس میں سے پانچواں حصہ تو اللہ تعالیٰ کا ہے' اور رسول کا' اور قرابت داروں کا' اور یتیموں اور مسکینوں کا' اور مسافروں کا ہے۔''

---

(۱) [بخاری (قبل الحدیث / ۱٤۹۹) کتاب الزکاۃ]
(۲) [تمام المنة (ص/ ۳٦۵ - ۳۷۷) نيل الأوطار (۱۰٦/۳)]
(۳) [نيل الأوطار (۱۰٦/۳) المبسوط (۲۱۱/۲) الهداية (۱۱۰/۱) الأم (۵۹/۲) المغنی (۲۳۵/٤)]
(٤) [فتح الباری (۳٦۵/۳)] (۵) [مرعاة المفاتيح (۱۳۱/٦)] (٦) [توضيح الأحكام (۳٦۸/۳)]
(۷) [المغنی (۲۰/۳)] (۸) [مرعاة المفاتيح (۱۳۲/٦)]

Www.IslamicBooks.Website

(جمہور مالک، ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہم) اس خمس کا مصرف وہی ہے جو مالِ فے کے خمس کا مصرف ہے۔
(شافعی رحمہ اللہ) اس کا مصرف وہ ہے جو زکوٰۃ کا مصرف ہے (امام احمد رحمہ اللہ سے مذکورہ دونوں اقوال منقول ہیں)۔(۱)
(راجح) فی الحقیقت کتاب وسنت میں رکاز کے مصرف کی کوئی بھی واضح دلیل موجود نہیں لہٰذا بہتر یہی ہے کہ اس کا مصرف امام المسلمین کی رائے پر موقوف سمجھا جائے۔
(البانی رحمہ اللہ) رکاز کا مصرف خلیفۃ المسلمین کی رائے پر موقوف ہے اور وہ اسے وہیں صرف کرنے کا مجاز ہے جہاں ملکی مصلحت تقاضا کرتی ہے اور اسی قول کو ابو عبید نے "کتاب الاموال" میں اختیار کیا ہے۔(۲)
(عبد اللہ بسام) اس کا مصرف تمام مسلمانوں کی مصلحتوں کے لیے ہے' اسے آٹھ مصارف کے ساتھ مختص نہیں کیا جائے گا اور اسی وجہ سے رکاز کی زکوٰۃ مالِ فے کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہ ہے۔......اس کا مصرف مالِ فے کا مصرف ہے' اس کے ساتھ آٹھ مصارف خاص نہیں کیے جائیں گے۔(۳)

مالِ غنیمت سے پانچواں حصہ نکالنا ضروری ہے

(شوکانی رحمہ اللہ) اسی کے قائل ہیں۔(٤) غنیمت ایسے مال کو کہتے ہیں جو جنگ میں حاصل ہو۔(٥) اس میں منقولہ (مثلاً گاڑیاں' مویشی' آلاتِ جنگ وغیرہ) اور غیر منقولہ (مثلاً زمینیں' عمارتیں اور گھر وغیرہ) سب بغیر کسی فرق کے شامل ہیں۔(٦) اس کا مفصل بیان آئندہ "کتاب الجهاد" میں آئے گا (انشاء اللہ)۔

☐ **مالِ فے:** ایسے مال کو کہتے ہیں جو بغیر مشقت (یعنی بغیر جنگ) کے حاصل ہو جائے۔(۷)

مالِ فے کا مصرف اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا ہے ﴿مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ﴾ [الحشر : ۷] "بستیوں والوں کا جو مال اللہ تعالیٰ نے تمہارے لڑے بھڑے بغیر اپنے رسول کے ہاتھ لگایا وہ اللہ کا ہے' اور رسول کا' اور قرابت والوں کا' اور یتیموں مسکینوں کا' اور مسافروں کا ہے۔"

کسی اور چیز میں خمس واجب نہیں

(شوکانی رحمہ اللہ) اسی کے قائل ہیں۔(۸) کیونکہ شریعت میں کوئی ایسی دلیل موجود نہیں جس سے ثابت ہوتا ہو کہ دفینے اور مالِ غنیمت کے علاوہ کسی اور چیز میں بھی خمس واجب ہے۔ نیز براءتِ اصلیہ کا قاعدہ بھی اس کا مؤید ہے۔

---

(۱) [نيل الأوطار (۱۰٦/۳) المبسوط (۲۱۱/۲) الأم (٦۲/۲) الحاوى (۳۳٥/۳) المغنى (۲۳٦/٤)]
(۲) [تمام المنة (ص / ۳۷۸)] (۳) [توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام (۳٦۸/۳)]
(٤) [الدرر البهية : كتاب الزكاة : باب الخمس] (٥) [المنجد (ص/٦۱۸)]
(٦) [الروضة الندية (٥۲۳/۱)] (۷) [القاموس المحيط (ص/۱۰۳۱)]
(۸) [الدرر البهية : كتاب الزكاة : باب الخمس]

Www.IslamicBooks.Website

(ابوحنیفہ رحمہ اللہ) ہر جوہر میں خمس ہے مثلاً لوہا' تانبا اور پیتل وغیرہ۔(۱) ہمارے علم کے مطابق یہ بات کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔(واللہ اعلم)

معادن میں زکوٰۃ کا حکم

(ابن اثیر رحمہ اللہ) ''معادن'' سے مراد ایسی جگہیں ہیں جن سے زمین کے جواہر نکالے جاتے ہیں مثلاً سونا' چاندی اور تانبا وغیرہ۔ معادن کی واحد معدن ہے۔(۲)

حضرت ربیعہ بن ابوعبد الرحمٰن کی روایت میں ہے کہ ﴿ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَقْطَعَ بِلَالَ بْنَ الْحَارِثِ الْمُزَنِيَّ مَعَادِنَ الْقَبَلِيَّةِ وَ هِيَ مِنْ نَاحِيَةِ الْفُرْعِ فَتِلْكَ الْمَعَادِنُ " لَا يُؤْخَذُ مِنْهَا إِلَّا الزَّكَاةُ إِلَى الْيَوْمِ " ﴾ ''رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ کو مقامِ قبلیہ کی کانیں عطا فرمائیں۔ یہ جگہ فرع مقام کے ایک جانب ہے۔ پس ان کانوں سے آج تک سوائے زکوٰۃ کے اور کچھ وصول نہیں کیا گیا۔''(۳)

(شافعی رحمہ اللہ) اس روایت کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ روایت اُن روایات میں سے نہیں ہے جسے اہل حدیث ثابت کرتے ہیں اور نہ ہی انہوں نے اسے ثابت کیا ہے اور رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق کوئی روایت ثابت نہیں سوائے اس کے کہ صرف کان عطا کرنا ثابت ہے اور رہی بات معادن میں خمس کے علاوہ زکوٰۃ کی تو وہ نبی کریم ﷺ سے مروی نہیں ہے (امام بیہقی رحمہ اللہ کی بھی یہی رائے ہے)۔(٤)

(امیر صنعانی رحمہ اللہ، شیخ عبداللہ بسّام) یہ (مذکورہ بالا) حدیث ثابت کرتی ہے کہ معادن میں زکوٰۃ واجب ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے پانچواں حصہ مراد لیا گیا ہو۔(٥)

(راجح) اگرچہ مذکورہ بالا روایت میں ضعف ہے لیکن قرآنی آیت '' وَمِمَّآ أَخْرَجْنَا لَكُم مِّنَ الْأَرْضِ '' کے عموم سے ثابت ہوتا ہے کہ زمین سے نکلنے والی ہر قیمتی چیز پر زکوٰۃ واجب ہے اور اس میں معدنیات بھی شامل ہیں جیسا کہ امام قرطبی رحمہ اللہ وغیرہ نے یہی تفسیر فرمائی ہے۔ لہٰذا اگر تو معادن کسی کی ذاتی ملکیت ہوں تو اسے چاہیے کہ ان سے زکوٰۃ نکالے۔ لیکن اگر حکومتِ اسلامیہ کے زیر کنٹرول ہوں تو پھر ان پر متعین زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی بلکہ امیر المسلمین کو اختیار ہوگا کہ وہ جہاں مناسب سمجھے تمام مسلمانوں کی مصلحت کے لیے انہیں استعمال کرے۔

---

(۱) [الروضة الندية (٥٢٦/١)]

(۲) [النهاية لابن الأثير (٨٢/٣)]

(۳) [**ضعيف** : ضعيف أبو داود (٦٦٨) كتاب الخراج والإمارة والفيئ : باب فى إقطاع الأرضين ' إرواء الغليل (٨٣٠) أبو داود (٣٠٦١) موطا (٢٤٨/١) بيهقى فى الكبرى (١٥٢/٤) معرفة السنن والآثار (٣٠٧/٣)]

(٤) [الأم للشافعى (٤٣/٢) السنن الكبرى للبيهقى (١٥٢/٤)]

(٥) [سبل السلام (٨٢٨/٢) توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام (٣٦٩/٣)]

Www.IslamicBooks.Website

کن معادن میں زکوٰۃ ہے؟

(شافعی رحمہ اللہ) ان کا مشہور قول یہ ہے کہ معدنیات میں سے صرف سونے اور چاندی میں زکوٰۃ ہے اور دیگر جواہرات مثلاً تانبا' لوہا' یاقوت' عقیق زمرد اور سرمہ وغیرہ میں زکوٰۃ نہیں۔

(حنفیہ) اُن تمام زمین سے خارج شدہ معدنیات میں زکوٰۃ ہے جنہیں آگ کے ذریعے ڈھالا جاسکتا ہو اور جن میں یہ خاصیت نہ پائی جاتی ہو مثلاً وہ جامد یا مائع ہوں تو ان میں زکوٰۃ نہیں۔ انہوں نے سونے اور چاندی پر قیاس کرتے ہوئے یہ مؤقف اپنایا ہے کیونکہ ان میں زکوٰۃ کا وجوب نص و اجماع کے ساتھ ثابت ہے۔

(حنابلہ) وجوبِ زکوٰۃ کے لیے معدنیات میں ایسی کوئی شرط نہیں کہ وہ آگ کے ذریعے ڈھالی جاسکتی ہوں یا ان میں یہ خاصیت نہ ہو بلکہ زمین سے حاصل ہونے والی ہر قسم کی قیمت رکھنے والی معدنیات میں زکوٰۃ ہے خواہ وہ جامد ہوں جیسے لوہا' تانبا اور سیسہ وغیرہ' یا مائع ہوں جیسے مٹی کا تیل اور پٹرول وغیرہ۔ (انہوں نے قرآنی آیت "وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ" کے عموم سے استدلال کیا ہے)۔(۱)

(ڈاکٹر یوسف قرضاوی) حنابلہ کا مؤقف راجح ہے۔(۲)

معادن میں شرح زکوٰۃ

(ابوحنیفہ رحمہ اللہ) معادن میں خمس یعنی پانچواں حصہ زکوٰۃ ہے۔ ان کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں ہے کہ "رکاز میں خمس واجب ہے" چونکہ ان کے نزدیک رکاز سے مراد معادن ہی ہیں اس لیے یہ اس میں خمس کے قائل ہیں۔

(شافعی، مالک، احمد، اسحاق رحمہم اللہ) ان میں چالیسواں حصہ زکوٰۃ ہے۔

مذہبِ مالک رحمہ اللہ میں ایک رائے یہ بھی مشہور ہے کہ زمین سے خارج ہونے والی ہر قسم کی معدنیات مسلمانوں کے بیت المال کا حصہ ہونی چاہییں کیونکہ مسلمانوں کی مصلحت کا یہ تقاضا ہے کہ یہ تمام اموال اُن سب کے لیے ہوں اور پھر حاکم وقت جہاں مناسب سمجھے وہاں اُن کی مصلحت کے لیے ان اموال سے خرچ کرے۔(۳)

(راجح) معادن سے خمس نکالنا اس لیے واجب نہیں کیونکہ اس کی کوئی دلیل موجود نہیں۔ البتہ ان میں چونکہ زکوٰۃ واجب ہے اس لیے ان سے نقدی کی زکوٰۃ کی طرح اڑھائی فیصد کے حساب سے چالیسواں حصہ زکوٰۃ نکالی جائے گی۔

(احمد عبد الرحمٰن البناء رحمہ اللہ، ڈاکٹر وہبہ زحیلی، عبد اللہ بسام) معدنیات میں نقدی کی زکوٰۃ کی طرح چالیسواں حصہ (یعنی اڑھائی فیصد زکوٰۃ) واجب ہے (البتہ وہبہ زحیلی کے نزدیک اس کا نصاب تک پہنچنا ضروری ہے)۔(۴)

---

(۱) [البحر الزخار (۲۱۰/۲) مرقاۃ شرح مشکاۃ (۱۴۹/٤) المغنی لابن قدامة (۲٤/۳)]

(۲) [فقه الزكاة (٤۳۹/۱)]

(۳) [الفقه الإسلامی وأدلته (۷۷۹/۲) بداية المجتهد (۲۵۰/۱) المهذب (۱٦۲/۱) المغنی (۱۷/۳)]

(٤) [بالترتیب حوالہ جات: الفتح الربانی (۲۷/۹) الفقه الإسلامی وأدلته (۷۷۹/۲) توضيح الأحكام (۳٦۹/۳)]

Www.IslamicBooks.Website

معادن کا نصاب

(ابو حنیفہ رحمہ اللہ) معدن میں وجوبِ زکوٰۃ کے لیے نصاب کا کوئی اعتبار نہیں بلکہ کم اور زیادہ ہر قسم کی مقدار پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔انہوں نے رکاز پر بنیاد رکھتے ہوئے یہ مذہب اپنایا ہے۔

(شافعی، مالک، احمد رحمہم اللہ) معدن میں نصاب کا اعتبار کیا جائے گا اور اس کا نصاب نقود کا نصاب ہی ہے۔انہوں نے اُن تمام احادیث کے عموم سے استدلال کیا ہے جن میں سونے اور چاندی کے نصاب کا ذکر ہے۔(۱)

(راجح) امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ کا مؤقف راجح ہے۔

معادن میں زکوٰۃ کا وقتِ وجوب

معدنیات میں زکوٰۃ کے وجوب کا وقت وہی ہے جب یہ حاصل ہوں اور نصاب تک پہنچ جائیں۔ان میں زکوٰۃ کے لیے 'مذاہبِ اربعہ کے اتفاق کے ساتھ' سال گزرنے کی بھی شرط نہیں کیونکہ یہ اموال زمین سے حاصل ہونے والے ہیں اور کھیتوں' پھلوں اور دفینوں کے مشابہ ہیں' اس لیے ان کی فوراً ہی زکوٰۃ ادا کر دینی چاہیے۔

(ڈاکٹر وہبہ زحیلی) اسی کے قائل ہیں۔(۲)

(ڈاکٹر یوسف قرضاوی) جس مؤقف کو دلائل مضبوط کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ (معدنیات میں زکوٰۃ کے لیے) نصاب کا اعتبار کیا جائے گا جبکہ سال کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔(۳)

(شیخ عبد اللہ بسام) وجوب صرف اُسی وقت ثابت ہوگا جب معروف نصابِ زکوٰۃ مکمل ہو جائے گا یعنی بیس دینار سونا یا دو سو درہم چاندی یا ان کے علاوہ کوئی اور چیز ہو تو ان کی قیمت کو پہنچ جائے۔ائمہ اربعہ کے اتفاق کے ساتھ اِس مال کے حاصل ہوتے ہی اس کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے گی کیونکہ یہ وہ مال ہے جو زمین سے حاصل ہوا ہے اور اس کے لیے سال کا کوئی اعتبار نہیں۔(٤)

معادن کا مصرف

(ابو حنیفہ رحمہ اللہ) اس کا مصرف مالِ فے کا مصرف ہی ہے۔

(احمد، مالک رحمہما اللہ) اس کا مصرف زکوٰۃ کا مصرف ہے (یعنی آٹھ مصارف)۔

(راجح) امام احمد رحمہ اللہ وغیرہ کا مؤقف راجح ہے کیونکہ معدنیات عام زکوٰۃ کے مشابہ ہیں' اس لیے ان کا مصرف بھی وہی ہوگا جو زکوٰۃ کا ہے۔

---

(۱) [الفقہ الإسلامی وأدلتہ (۷۸٤/۲) فقہ الزکاۃ (٤٤۷/۱) المجموع (۸۱/٦)]

(۲) [الفقہ الإسلامی وأدلتہ (۷۸٤/۲)] (۳) [فقہ الزکاۃ (٤٤۷/۱)]

(٤) [توضیح الأحکام (۳٦۹/۳)]

Www.IslamicBooks.Website

سمندر سے نکالی جانے والی اشیاء کی زکوٰۃ کا حکم

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ﴿ لَيْسَ الْعَنْبَرُ بِرِكَازٍ هُوَ شَيْءٌ دَسَرَهُ الْبَحْرُ ﴾ ''عنبر کو رکاز نہیں کہہ سکتے، عنبر تو ایک چیز ہے جسے سمندر کنارے پر پھینک دیتا ہے۔

اس کے بعد امام بخاری بیان کرتے ہیں کہ ﴿ وَقَالَ الْحَسَنُ : فِي الْعَنْبَرِ وَ اللُّؤْلُؤِ الْخُمُسُ ، فَإِنَّمَا جَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ فِي الرِّكَازِ الْخُمُسَ ، لَيْسَ فِي الَّذِي يُصَابُ فِي الْمَاءِ ﴾ ''امام حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ عنبر اور موتی میں پانچواں حصہ لازم ہے۔ حالانکہ آپ ﷺ نے رکاز میں پانچواں حصہ مقرر فرمایا ہے۔ تو رکاز اس کو نہیں کہتے جو پانی میں ملے۔'' (۱)

(ابن حجر رحمہ اللہ) جمہور اس طرف گئے ہیں کہ دریا سے جو چیزیں نکالی جائیں ان میں زکوٰۃ نہیں۔ (۲)

(ابن تیمیہ رحمہ اللہ) جو اشیاء سمندر سے نکالی جائیں مثلاً موتی اور مرجان وغیرہ ان میں جمہور اہل علم کے نزدیک زکوٰۃ نہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان میں زکوٰۃ واجب ہے اور یہ امام زہری، امام حسن بصری اور ایک روایت کے مطابق امام احمد رحمہ اللہ کا قول ہے۔ (۳)

(ابن قدامہ رحمہ اللہ) سمندر سے نکالی جانے والی اشیاء مثلاً موتی، مرجان اور عنبر وغیرہ میں زکوٰۃ نہیں۔ (٤)

(البانی رحمہ اللہ) شیخ حسین بن عودہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ ''البانی'' سے دریافت کیا کہ کیا آپ کے خیال میں سمندر سے نکالی جانے والی اشیاء میں زکوٰۃ ہے تو شیخ نے جواب دیا ''ان پر زکوٰۃ نہیں۔'' (۵)

(سید سابق رحمہ اللہ) جمہور کا کہنا ہے کہ ہر وہ چیز جو سمندر سے نکالی جاتی ہے مثلاً موتی، مرجان، زبرجد، عنبر اور مچھلی وغیرہ، اس میں زکوٰۃ نہیں الا کہ امام احمد رحمہ اللہ سے ایک روایت یہ ہے کہ جب سمندر سے خارج شدہ اشیاء نصاب تک پہنچتی ہوں تو ان پر بھی زکوٰۃ ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے بھی موتی اور عنبر میں ان کی موافقت کی ہے۔ (٦)

(ڈاکٹر وہبہ زحیلی) سمندر سے نکالی جانے والی اشیاء مثلاً موتی، مرجان، عنبر اور مچھلی وغیرہ میں زکوٰۃ نہیں۔ (۷)

(ڈاکٹر یوسف قرضاوی) میں اس بات کو ترجیح دیتا ہوں کہ معدنیات اور زرعی پیداوار پر قیاس کرتے ہوئے، سمندر سے نکالی جانے والی اشیاء بھی مقررہ حق سے خالی نہیں خواہ ہم اس حق کو زکوٰۃ کا نام دیں یا کچھ اور۔ (۸)

---

(۱) [بخاری (قبل الحدیث / ۱٤۹۸) کتاب الزکاۃ : باب ما یستخرج من البحر]
(۲) [فتح الباری (۳/٤٥۷)]
(۳) [مجموع الفتاوی (۲٥/۱۹)]
(٤) [المغنی لابن قدامۃ (٤/۲٤٤)]
(٥) [الموسوعۃ الفقھیۃ المیسرۃ (۳/۹٥)]
(٦) [فقہ السنۃ (۱/۳٤٦)]
(۷) [الفقہ الإسلامی وأدلتہ (۲/۷۸٥)]
(۸) [فقہ الزکاۃ (۱/٤٥٤)]

Www.IslamicBooks.Website

باب إخراج الزكاة زکوٰۃ نکالنے کا بیان

زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے نیت ضروری ہے

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تُبْطِلُوا۟ صَدَقَٰتِكُم بِٱلْمَنِّ وَٱلْأَذَىٰ كَٱلَّذِى يُنفِقُ مَالَهُۥ رِئَآءَ ٱلنَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِٱللَّهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْءَاخِرِ﴾ [البقرة : ٢٦٤] ''اے ایمان والو! اپنی خیرات کو احسان جتا کر اور ایذا پہنچا کر برباد مت کرو' جس طرح وہ شخص جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرے اور نہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھے نہ قیامت پر۔''

(2) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ﴿ " إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ " ... ﴾ ''اعمال کا دارومدار صرف نیتوں پر ہے اور ہر عمل کا نتیجہ ہر انسان کو اس کی نیت کے مطابق ہی ملے گا۔ پس جس کی ہجرت دنیاوی دولت حاصل کرنے کے لیے ہو یا کسی عورت سے شادی کی غرض سے ہو تو وہ ان ہی چیزوں کے لیے ہوگی جنہیں حاصل کرنے کی نیت سے اس نے ہجرت کی ہے۔'' (۱)

(3) حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْأَصْغَرُ ... ﴾ ''بے شک میں تم پر سب سے زیادہ جس چیز سے خائف ہوں وہ شرکِ اصغر ہے۔ لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! یہ شرکِ اصغر کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ریاکاری۔ جب لوگوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا' اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: جاؤ اُن لوگوں کی طرف جنہیں تم دنیا میں (اپنے اعمال) دکھایا کرتے تھے اور دیکھو کیا تمہیں اُن کے پاس بدلہ ملتا ہے۔'' (۲)

(4) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل روایت میں ہے کہ سب سے پہلے جن تین اشخاص کو جہنم میں پھینکا جائے گا ان میں سے ایک یہ ہوگا ﴿ وَ رَجُلٌ وَسَّعَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَ أَعْطَاهُ مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ ... ﴾ ''وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے وافر مال دیا' اس کو ہر قسم کے مال و دولت سے نوازا گیا۔ اسے پیش کیا جائے گا' اللہ تعالیٰ اسے اپنے انعامات یاد کرائے گا۔ وہ ان کا اقرار کرے گا۔ اللہ تعالیٰ دریافت فرمائیں گے' تم نے انعامات کے ہوتے ہوئے کیا عمل کیا؟ وہ جواب دے گا' میں نے ایسا کوئی راستہ نہیں چھوڑا جسے تو پسند کرتا تھا کہ اس میں مال خرچ کیا جائے' میں نے اس میں تیری رضا حاصل کرنے کے لیے مال خرچ کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے' تو جھوٹ

---

(۱) [بخاری (۱) کتاب بدء الوحی : باب بدء الوحی ' مسلم (۱۹۰۷) ابو داود (۲۲۰۱) ترمذی (۱٦٤٧) ابن ماجة (٤٢٢٧) نسائی (۱/۵۸) احمد (۱/۲۵) حمیدی (۲۸) ابن خزیمة (۱٤۲)]

(۲) [صحیح : صحیح الترغیب والترهیب (۲۹) الترهیب من الریاء ' احمد (۵/٤۲۸) بیهقی (٤۸۳۱)]

Www.IslamicBooks.Website

کہتا ہے جبکہ تو نے محض اس لیے مال خرچ کیا تا کہ تجھے سخی کہا جائے' چنانچہ تجھے کہہ دیا گیا۔ اس کے بعد اس کے بارے میں حکم دیا جائے گا کہ اسے اوندھے منہ گھسیٹ کر دوزخ میں گرا دیا جائے۔" (۱)

(5) حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ وَمَنْ تَصَدَّقَ يُرَائِي فَقَدْ أَشْرَكَ ﴾ "جس نے ریا کاری کے لیے صدقہ کیا اس نے شرک کیا۔" (۲)

(ابن قدامہ رحمہ اللہ) زکوٰۃ کی ادائیگی میں نیت ضروری ہے (البتہ اگر حاکم وقت اس کے نہ ادا کرنے پر اس سے زبردستی وصول کرے تو پھر نیت کے بغیر بھی کفایت کر جاتی ہے)۔ (۳)

(سید سابق رحمہ اللہ) زکوٰۃ عبادت ہے اور اس کی صحت کے لیے نیت کی شرط لگائی گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ زکوٰۃ ادا کرنے والا اسے ادا کرتے وقت خالص اللہ تعالیٰ کی رضا مندی (کے حصول) کا ارادہ رکھے' اس کے ذریعے اس سے ثواب طلب کرے اور اپنے دل کے ساتھ یہ پختہ یقین رکھے کہ یہ زکوٰۃ اس پر فرض کی گئی ہے۔ (۴)

(شیخ وہبہ زحیلی، شیخ صالح الفوزان، سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) نیت کے بغیر زکوٰۃ نکالنا جائز نہیں۔ (۵)

گھٹیا اشیاء بطور زکوٰۃ نہیں دینی چاہییں

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ وَلَسْتُمْ بِآخِذِيهِ إِلَّا أَنْ تُغْمِضُوا فِيهِ ﴾ [البقرة: ۲۶۷] "اے ایمان والو! اپنی پاکیزہ کمائی میں سے اور زمین سے تمہارے لیے ہماری نکالی ہوئی چیزوں میں سے خرچ کرو۔ ان میں سے بری چیزوں کے خرچ کرنے کا قصد نہ کرنا کہ جسے تم خود لینے والے نہیں ہو ہاں اگر آنکھیں بند کر لو تو (یعنی جس طرح تم خود ردی چیزیں لینا پسند نہیں کرتے' اس طرح اللہ کی راہ میں بھی ایسی چیزیں خرچ مت کرو)۔"

(جلال الدین سیوطی، جلال الدین محلی رحمۃ اللہ علیہما) "الْخَبِيثَ" سے مراد ردی قسم کا مال ہے۔ (۶)

(بیضاوی رحمہ اللہ) "وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ" مراد یہ ہے کہ تم اُس مال میں جو ہم نے تمہیں دے رکھا ہے ردی مال خرچ کرنے کا قصد مت کرو۔ (۷)

(ابن العربی رحمہ اللہ) اس آیت میں ایک فائدہ ہے اور وہ خبیث کے معنی کی پہچان ہے۔ پس ایک جماعت کا یہ کہنا ہے کہ خبیث سے مراد حرام ہے اور اس کے متعلق صاحب "العین" پھسل گئے ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ خبیث ہر

---

(۱) [مسلم (۱۹۰۵) كتاب الإمارة: باب من قاتل للرياء والسمعة استحق النار' ترمذی (۲۳۸۲)]
(۲) [حسن: الترغيب والترهيب لمحی الدين ديب مستو (۴۳) احمد (۱۲۶/۴) بيهقی فی الشعب (۶۸۴۴)]
(۳) [المغنی (۸۸/۴)] (۴) [فقه السنة (۳۱۶/۱)]
(۵) [الفقه الإسلامی وأدلته (۷۵۰/۲) الملخص الفقهی (۳۵۶/۱) فتاوی إسلامية (۹۴/۲)]
(۶) [تفسير جلالين (ص ۱۰۳)] (۷) [تفسير بيضاوی (۱۴۰/۱)]

Www.IslamicBooks.Website

فاسد چیز ہے اور انہوں نے "واللہ اعلم" یہ مفہوم رجیع کو خبیث کا نام دینے سے اخذ کیا ہے اور یعقوب نے کہا کہ خبیث سے مراد حرام ہے...... صحیح بات یہ ہے کہ خبیث کا اطلاق دو معنوں پر ہوتا ہے:

① وہ چیز جس کا کوئی فائدہ نہ ہو جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ﴿ کَمَا یَنْفِی الْکِیرُ خَبَثَ الْحَدِیدِ ﴾ "جیسے بھٹی لوہے کی میل کچیل ختم کر دیتی ہے۔" (۱)

② جس چیز کو نفس برا سمجھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ﴿ وَلَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیثَ مِنْهُ ﴾ (۲)

(2) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کھجوروں کے موسم میں انصار اپنی اپنی وسعت کے مطابق کھجوروں کے خوشے لا کر، ستونوں کے درمیان ایک رسی لٹک رہی تھی، اس میں لٹکا دیتے جسے اصحاب صفہ اور مسکین مہاجر بھوک کے وقت کھا لیتے، کسی نے جسے صدقہ کی رغبت کم تھی، اس میں ردی کھجور کا ایک خوشہ لٹکا دیا جس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ "اے ایمان والو! اپنی پاکیزہ کمائی میں سے اور زمین سے تمہارے لیے ہماری نکالی ہوئی چیزوں میں سے خرچ کرو۔ ان میں سے بری چیزوں کے خرچ کرنے کا قصد نہ کرنا کہ جسے تم خود لینے والے نہیں ہو ہاں اگر آنکھیں بند کر لو تو (یعنی جس طرح تم خود ردی چیزیں لینا پسند نہیں کرتے، اس طرح اللہ کی راہ میں بھی ایسی چیزیں خرچ مت کرو)۔" ﴿ لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أُهْدِیَ إِلَیْهِ مِثْلُ مَا أَعْطَاهُ لَمْ یَأْخُذْهُ إِلَّا عَلَى إِغْمَاضٍ أَوْ حَیَاءٍ قَالَ: فَكُنَّا بَعْدَ ذَلِكَ یَأْتِی أَحَدُنَا بِصَالِحِ مَا عِنْدَهُ ﴾ "یعنی تمہیں ایسی ہی چیز ہدیہ میں دی جائے تو ہرگز نہ لو گے، ہاں اگر شرم لحاظ سے با دلِ نخواستہ لے لو تو اور بات ہے، اس کے نازل ہونے کے بعد ہم میں سے ہر شخص بہتر سے بہتر چیز لاتا تھا۔" (۳)

(3) حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ﴿ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْجُعْرُورِ وَلَوْنِ الْحُبَیْقِ أَنْ یُؤْخَذَا فِی الصَّدَقَةِ ﴾ "رسول اللہ ﷺ نے جعرور اور حبیق (گھٹیا کھجوروں کی دو قسمیں) بطورِ زکوٰۃ لینے سے منع فرمایا ہے۔" (٤)

---

(۱) [بخاری (۱۸۷۱) کتاب الحج : باب فضل المدینة وأنها تنفی الناس ، مسلم (۱۳۸۲)]

(۲) [تفسیر أحکام القرآن لابن العربی (۲۸٤/۱)]

(۳) [صحیح : صحیح ترمذی ، ترمذی (۲۹۸۷) کتاب تفسیر القرآن : باب ومن سورة البقرة ، ابن ماجة (۱۸۲۲) طبری (٦١٣٩) ، (٦١٤٠) امام ترمذیؒ نے اسے حسن کہا ہے۔ امام حاکمؒ نے اسے صحیح کہا ہے جبکہ امام ذہبیؒ نے ان کی موافقت کی ہے۔ شیخ عبد الرزاق مہدی نے اس روایت کو حسن کہا ہے۔ [تفسیر ابن کثیر بتحقیق عبد الرزاق مهدی (٦٣٢/١)]

(٤) [صحیح : صحیح ابو داود (۱٤۱۸) ابو داود (۱٦۰۷) نسائی (۲٤۹٤) دار قطنی (۱۳۰/۲) امام حاکمؒ نے اس روایت کو شیخین کی شرط پر صحیح کہا ہے اور امام ذہبیؒ نے ان کی بھی موافقت کی ہے۔ شیخ عبد الرزاق مہدی حفظہ اللہ تعالیٰ نے اس روایت کو شواہد کی بنا پر حسن کہا ہے۔ [تفسیر ابن کثیر بتحقیق عبد الرزاق مهدی (٦٣٢/١)]

Www.IslamicBooks.Website

(4) حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس مسجد میں تشریف لائے اور آپ کے ہاتھ میں چھڑی تھی۔ایک آدمی نے رڈی کھجور کا خوشہ لٹکایا تو آپ ﷺ نے اس خوشے میں چھڑی مار کر کہا ﴿لَوْ شَاءَ رَبُّ هَذِهِ الصَّدَقَةِ تَصَدَّقَ بِأَطْيَبَ مِنْهَا ' وَقَالَ : إِنَّ رَبَّ هَذِهِ الصَّدَقَةِ يَأْكُلُ الْحَشَفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾ ''کاش!اس صدقہ کا مالک اس سے اچھی چیز کا صدقہ کرتا اور آپ ﷺ نے فرمایا' یقیناً اس صدقے کا مالک روزِ قیامت ردی کھجوریں کھائے گا۔''(۱)

(5) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے گوہ کا گوشت لایا گیا۔آپ نے اسے نہ کھایا اور نہ کسی کو کھانے سے منع فرمایا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مساکین کو کھلا دیں؟ آپ نے فرمایا ﴿لَا تُطْعِمُوْهُمْ مِمَّا لَا تَأْكُلُوْنَ﴾ ''انہیں وہ کھانا مت کھلاؤ جسے تم خود کھانا پسند نہیں کرتے۔''(۲)

(سید سابق رحمہ اللہ) اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ ادا کرنے والے کو اپنا پاکیزہ مال نکالنے کا حکم دیا ہے اور رڈی مال سے صدقہ نکالنے سے منع فرمایا ہے۔(۳)

(شیخ سلیم الہلالی) مال کے مالک کے لیے جائز نہیں کہ عمدہ مال چھوڑ کر ردی قسم کا مال صدقہ کرے۔(٤)

اگر زکوٰۃ دینے والا اپنے اوپر واجب حق سے زیادہ دینا چاہے

تو جائز ومباح ہے جیسا کہ حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے صدقہ وصول کرنے کے لیے روانہ فرمایا۔میں ایک آدمی کے قریب سے گزرا تو اس نے میرے سامنے اپنا مال جمع کر دیا۔میں نے اس کے مال میں صرف ایک سالہ اونٹنی کی زکوٰۃ ہی پائی لہٰذا میں نے اسے کہا' ایک سالہ اونٹنی دے دو بلاشبہ یہی تمہاری زکوٰۃ ہے۔اس نے کہا یہ نہ تو دودھ دیتی ہے اور نہ ہی سواری کے قابل ہے' آپ مجھ سے یہ میری موٹی تازی' جوان اونٹنی لے لیجیے۔میں نے اسے کہا کہ میں وہ چیز وصول نہیں کر سکتا جس کا مجھے حکم نہیں دیا گیا' البتہ رسول اللہ ﷺ (مدینہ میں) تمہارے قریب ہی ہیں اگر تم مناسب سمجھو تو اپنی وہ اونٹنی اُن پر پیش کرو جو مجھ پر پیش کی ہے' اگر آپ ﷺ نے تم سے یہ اونٹنی قبول کر لی تو میں بھی اسے قبول کر لوں گا لیکن اگر آپ ﷺ نے یہ رد کر دی تو میں بھی اسے رد کر دوں گا۔پس وہ جانے کے لیے راضی ہو گیا اور میرے ساتھ اپنی وہ اونٹنی بھی لے کر نکل پڑا جو اُس نے مجھ پر پیش کی تھی حتی کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آن پہنچے۔

اس نے آپ ﷺ سے کہا' اے اللہ کے نبی! میرے پاس آپ کا تحصیل دار زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے آیا

---

(۱) [حسن : صحيح ابو داود (۱٤۱۹) كتاب الزكاة : باب ما لا يحوز من الثمرة فى الصدقة ' ابو داود (۱٦۰۸)]

(۲) [حسن : احمد (۱۰٥/٦) شیخ عبدالرزاق مہدی نے اس روایت کو حسن کہا ہے۔[تفسير ابن كثير محقق (٦۳۲/۱)]

(۳) [فقه السنة (۳۳٤/۱)] (٤) [موسوعة المناهى الشرعية (۸٦/۲)]

Www.IslamicBooks.Website

اور اللہ کی قسم! پہلے کوئی زکوٰۃ وصول کرنے والا کبھی میرے پاس نہیں آیا۔ میں نے اپنا مال اس کے سامنے جمع کر دیا تو اس کا گمان تھا کہ مجھ پر اس مال میں سے ایک سالہ اونٹنی واجب ہے لیکن وہ نہ تو دودھ دیتی تھی اور نہ ہی سواری کے قابل تھی۔ اس لیے میں نے اس کے سامنے اپنی ایک موٹی تازی، جوان اونٹنی پیش کی تا کہ وہ اسے لے لے لیکن اس نے اسے لینے سے انکار کر دیا۔ اب میں وہ اونٹنی لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں، آپ ﷺ اسے لے لیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿ ذَاكَ الَّذِىْ عَلَيْكَ فَإِنْ تَطَوَّعْتَ بِخَيْرٍ آجَرَكَ اللّٰهُ فِيْهِ وَ قَبِلْنَاهُ مِنْكَ ﴾ ”تجھ پر واجب حق تو اتنا ہی تھا لیکن اگر تم اپنی خوشی سے نیکی کرنا چاہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا اجر دے گا اور ہم تم سے اسے قبول کریں گے۔“ پھر اس نے کہا یہ اونٹنی ہے، آپ اسے لے لیجئے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اسے لینے کا حکم دے دیا اور اس کے لیے اس کے مال میں برکت کی دعا فرمائی۔“ (۱)

زکوٰۃ ادا کرنے میں جلدی کرنی چاہیے

حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے مدینہ میں نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں ایک مرتبہ عصر کی نماز پڑھی۔ سلام پھیرنے کے بعد آپ ﷺ جلدی سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے اپنی کسی بیوی کے حجرے میں گئے۔ لوگ آپ ﷺ کی اس تیزی کی وجہ سے گھبرا گئے۔ پھر جب آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور جلدی کی وجہ سے لوگوں کے تعجب کو محسوس کیا تو فرمایا ﴿ ذَكَرْتُ شَيْئًا مِنْ تِبْرٍ عِنْدَنَا، فَكَرِهْتُ أَنْ يَحْبِسَنِىْ، فَأَمَرْتُ بِقِسْمَتِهِ ﴾ ”ہمارے پاس ایک سونے کی ڈلی (تقسیم سے) بچ گئی تھی مجھے اس میں دل لگا رہنا برا معلوم ہوا تو میں نے اسے تقسیم کر دینے کا حکم دے دیا۔“ (۲)

(شوکانی رحمہ اللہ) یہ حدیث زکوٰۃ نکالنے میں جلدی کرنے کی مشروعیت پر دلالت کرتی ہے۔ (۳)

(ابن بطال رحمہ اللہ) یقیناً خیر کے کام میں جلدی کرنا ہی بہتر ہے کیونکہ آفات و مصائب پیش آ سکتے ہیں، رکاوٹیں حائل ہو سکتی ہیں، موت سے کسی کو امن نہیں ہے اور ٹال مٹول ایک غیر پسندیدہ عمل ہے۔ (٤)

(سعودی مجلس افتاء) سال گزرنے کے بعد کسی شرعی عذر کے بغیر زکوٰۃ کی ادائیگی میں تاخیر جائز نہیں۔ (٥)

(ابن قدامہ رحمہ اللہ) زکوٰۃ کی ادائیگی فوری طور پر واجب ہے اگر استطاعت ہو تو اسے نکالنے میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ (شافعی رحمہ اللہ) اسی کے قائل ہیں۔

---

(۱) [حسن : صحیح ابو داود (۱٤۰۱) کتاب الزکاۃ : باب زکاۃ السائمۃ' ابو داود (۱۵۸۳)]

(۲) [بخاری (۸۵۱) کتاب الأذان : باب من صلی بالناس فذکر حاجۃ فتخطاھم' احمد (۷/٤-۳۸٤) نسائی (۸٤/۳)]

(۳) [نیل الأوطار (۱۰۷/۳)] (٤) [أیضا] (۵) [فتاوی اللجنۃ الدائمۃ (۳۹۸/۹)]

Www.IslamicBooks.Website

(ابوحنیفہ رحمہ اللہ) مال کے مالک کے لیے اُس وقت تک (زکوٰۃ کی ادائیگی میں) تاخیر کرنا جائز ہے جب تک اس سے مطالبہ نہیں کیا جاتا کیونکہ زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم مطلق ہے۔ لہٰذا اس کے لیے ابتدائی یا کوئی اور وقت متعین نہیں ہو سکتا جیسا کہ اس کے لیے کوئی جگہ کسی جگہ سے متعین نہیں۔(۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی جس روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿مَا خَالَطَتِ الصَّدَقَةُ مَالًا قَطُّ إِلَّا أَهْلَكَتْهُ﴾ ''زکوٰۃ کبھی کسی مال کے ساتھ خلط ملط نہیں ہوئی مگر اس نے اسے ہلاک کر دیا۔'' وہ ضعیف ہے۔(۲)

وقت سے پہلے زکوٰۃ کی ادائیگی درست ہے

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿أَنَّ الْعَبَّاسَ سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ فِي تَعْجِيلِ صَدَقَتِهِ قَبْلَ أَنْ تَحِلَّ فَرَخَّصَ لَهُ فِي ذَلِكَ﴾ ''حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ آیا زکوٰۃ اپنے مقررہ وقت سے پہلے ادا ہو سکتی ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس کی اجازت دے دی۔''(۳)

(شافعی، احمد، ابوحنیفہ رحمہم اللہ) وقت (یعنی سال گزرنے) سے پہلے زکوٰۃ دینا جائز ہے۔

(مالک، ابن حزم رحمہما اللہ) یہ جائز نہیں ہے۔(۴)

(ابن قدامہ، عبدالرحمٰن مبارکپوری، شیخ ابن باز، شیخ صالح الفوزان) وقت سے پہلے بھی زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔(۵)

(سعودی مجلس افتاء) سال گزرنے سے پہلے زکوٰۃ کی ادائیگی میں کوئی حرج نہیں جبکہ مصلحت اس کی متقاضی ہو۔(۶)

☐ (ابن قدامہ رحمہ اللہ) ہمارے علم کے مطابق بغیر کسی اختلاف کے نصاب کے مالک ہونے سے پہلے زکاۃ ادا کر دینا جائز نہیں اور اگر کچھ نصاب کا مالک ہو اور اسی کی زکوٰۃ جلدی ادا کر دے یا (مکمل) نصاب کی زکوٰۃ ادا کر دے تو یہ بھی جائز نہیں کیونکہ اس نے حکم کے سبب سے پہلے ہی حکم کو ثابت کیا ہے۔(۷)

---

(۱) [المغنی لابن قدامة (۱٤٦/٤)]

(۲) [ضعيف : هداية الرواة (٢٥٤/٢) التاريخ الكبير للبخاری (١٨٠/١) مسند حميدی (٢٣٧) بزار فی كشف الأستار (٨٨١) بيهقی (١٥٩/٤) مجمع الزوائد (٦٧/٣) اس کی سند میں محمد بن عثمان بن صفوان راوی ہے اور وہ منکر الحدیث ہے جیسا کہ امام ابوحاتم نے کہا ہے۔ [الجرح والتعديل (٢٤/٨)' (١٠٨)]

(۳) [حسن : صحيح أبو داود (١٤٣٠) كتاب الزكاة : باب فی تعجيل الزكاة' أبو داود (١٦٢٤) ترمذی (٦٧٨) ابن ماجة (١٧٩٥) أحمد (١٠٤/١) دارمی (٣٨٥/١) دارقطنی (٢٣/٢) بيهقی (١١/٤) حاكم (٣٣٢/٣) امام حاکم نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے اور امام ذہبی نے بھی ان کی موافقت کی ہے۔]

(٤) [نيل الأوطار (١٠٩/٣) المحلی بالآثار (٢١٣/٤)]

(٥) [المغنی (٧٩/٤) تحفة الأحوذی (٤٠٢/٣) فتاوی إسلامية (٥٧١/٢) الملخص الفقهی (٣٥٧/١)]

(٦) [فتاوی اللجنة الدائمة (٤٢٢/٩)] (٧) [المغنی لابن قدامة (٨٠/٤)]

Www.IslamicBooks.Website

زکوۃ ادا کرنے والا اپنی زکوۃ حاکم وقت کے سپرد کرنے سے ہی بری ہو جاتا ہے

(1) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' عنقریب میرے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو اپنے نفسوں کو تم پر فضیلت دیں گے اور ایسے معاملات ہوں گے جنہیں تم برا سمجھو گے۔ لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! تو آپ ہمیں (ایسے وقت کے متعلق) کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ﴿ تُؤَدُّونَ الْحَقَّ الَّذِیْ عَلَیْکُمْ وَتَسْأَلُوْنَ اللّٰہَ الَّذِیْ لَکُمْ ﴾ ''تم اپنے اس حق کو ادا کر دینا جو تمہارے ذمے ہے اور تمہارا جو حق (ان پر ہے) اسے اللہ تعالیٰ سے مانگنا۔'' (۱)

(2) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا جبکہ ایک آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کر رہا تھا کہ مجھے بتلایئے کہ اگر ہمارے اوپر ایسے امراء ہوں جو ہمارا حق ہم سے روک لیں لیکن اپنا حق ہم سے مانگیں (تو ہم کیا کریں)؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ اسْمَعُوْا وَأَطِیْعُوْا فَإِنَّمَا عَلَیْهِمْ مَا حُمِّلُوْا وَعَلَیْکُمْ مَا حُمِّلْتُمْ ﴾ ''سنو اور اطاعت کرو بلاشبہ ان پر وہ کچھ ہے جو ان پر ذمہ داری ڈالی گئی ہے اور تم پر وہ کچھ ہے جو تم پر ذمہ داری عائد کی گئی ہے۔'' (۲)

(3) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ ادْفَعُوْا إِلَیْهِمْ مَا صَلَّوُا الْخَمْسَ ﴾ ''تم ان کی طرف (ان کے حقوق) ادا کرو جب تک کہ وہ پانچوں نمازیں پڑھتے رہیں۔'' (۳)

(4) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ ادْفَعُوْهَا إِلَیْهِمْ وَإِنْ شَرِبُوا الْخُمُوْرَ ﴾ ''تم اسے (یعنی ان کے حقوق کو) ان کی طرف ادا کرو اگرچہ وہ شرابیں پئیں۔'' (٤)

ظالم حکمرانوں کو زکوۃ دینے کا حکم

(جمہور) انہوں نے گزشتہ سطور میں موجود احادیث سے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ زکوۃ کا مال ظالم حکام کے سپرد کرنا جائز ہے۔ (٥)

(احمد عبد الرحمن البناء رحمہ اللہ) برحق موقف وہی ہے جسے جمہور نے اختیار کیا ہے۔ (٦)

صدقہ لینے والے کو راضی کرنا چاہیے

(1) حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ إِذَا أَتَاکُمُ الْمُصَدِّقُ '

---

(۱) [بخاری (۳٦۰۳) کتاب المناقب : باب علامات النبوة فی الإسلام ' مسلم (۱۸٤۳) ترمذی (۲۱۹۰)]

(۲) [مسلم (۱۸٤٦) کتاب الإمارة : باب فی طاعة الأمراء وإن منعوا الحقوق ' ترمذی (۲۱۹۹)]

(۳) [طبرانی أوسط (۱۳٦۹) مجمع الزوائد (۲۸/۳) ' (۱۳٦۹)]

(٤) [بیهقی (۱۱٥/٤)] (٥) [نیل الأوطار (۱۱٥/۳)] (٦) [الفتح الربانی (۳۸/۹)]

Www.IslamicBooks.Website

﴿ فَلْيَصْدُرْ عَنكُمْ وَهُوَ عَنكُمْ رَاضٍ ﴾ ''جب تمہارے پاس زکوٰۃ وصول کرنے والا آئے تو (لازماً) وہ راضی خوشی تم سے واپس لوٹے۔'' (۱)

(2) حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ دیہاتی لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے عرض کیا کہ زکوٰۃ وصول کرنے والے کچھ ایسے لوگ بھی ہمارے پاس آتے ہیں جو ہم پر ظلم کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ﴿ أَرْضُوا مُصَدِّقِيكُمْ ﴾ ''زکوٰۃ وصول کرنے والوں کو خوش رکھو۔'' انہوں نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! اگرچہ وہ ہم پر ظلم کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ﴿ أَرْضُوا مُصَدِّقِيكُمْ وَ إِنْ ظُلِمْتُمْ ﴾ ''زکوٰۃ وصول کرنے والوں کو خوش رکھو اگرچہ تم پر ظلم ہی کیوں نہ کیا جائے۔'' (۲)

(نووی رحمہ اللہ) صدقہ لینے والوں کو راضی کرنے کا مطلب یہ ہے کہ واجب حق کی ادائیگی' اُن کے ساتھ نرمی اور انہیں کسی مشقت میں نہ ڈال کر' خوش کرو۔ (۳)

(شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ) انہوں نے بھی یہی وضاحت کی ہے۔ (٤)

(طیبی رحمہ اللہ) زکوٰۃ لینے والوں کو راضی خوشی لوٹانے سے مراد یہ ہے کہ انہیں مرحبا کہا جائے یعنی عمدہ طریقے سے ان کا استقبال کیا جائے اور انہیں اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے (کسی قسم کے حیلے بہانے یا ٹال مٹول سے کام نہ لیا جائے) تاکہ وہ خوش ہو کر واپس لوٹ جائیں۔ (٥)

حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ سے مروی جس روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ سَيَأْتِيكُمْ رُكَيْبٌ مُبْغَضُونَ ' فَإِذَا جَاءُوكُمْ فَرَحِّبُوا بِهِمْ ... ﴾ ''عنقریب تمہارے پاس (زکوٰۃ وصول کرنے والے) ایسے لوگ آئیں گے جن کو تم ناپسند کرو گے لیکن جب وہ تمہارے پاس آئیں گے تو تم انہیں خوش آمدید کہو اور انہیں ان کی چاہت کے مطابق زکوٰۃ وصول کرنے دو۔ اگر وہ عدل و انصاف کریں گے تو انہیں ثواب ملے گا اور اگر وہ زیادتی کریں گے تو ان پر گناہ ہوگا۔ لیکن تم انہیں خوش رکھو اس لیے کہ تمہاری زکوٰۃ کی تکمیل انہیں خوش رکھنا ہے اور انہیں چاہیے کہ وہ تمہارے لیے دعا کریں۔'' وہ ضعیف ہے۔ (٦)

---

(۱) [**صحیح** : صحیح نسائی' نسائی (۲٤٦١) کتاب الزکاۃ : باب إذا جاوز فی الصدقۃ' مسلم (۹۸۹) ترمذی (٦٤٧) ابن ماجۃ (۱۸۰۲) احمد (٤/۳٦۰) دارمی (۱/۳۹٤) حمیدی (۷۹٦)]

(۲) [**صحیح** : صحیح ابو داود (۱٤۰٤) کتاب الزکاۃ : باب رضاء المصدق' ابو داود (۱۵۸۹) الصحیحۃ (۳/٣٤)]

(۳) [شرح مسلم للنووی (٤/۳۱٤)] (٤) [عون المعبود (٤/۳۳۱)]

(٥) [کما فی تحفۃ الأحوذی (۳/۳۵۳)]

(٦) [**ضعیف** : ضعیف ابو داود (۲۷۸) کتاب الزکاۃ : باب رضا المصدق' ابو داود (۱۵۸۸)]

Www.IslamicBooks.Website

اگر کسی کو فقیر سمجھ کر زکوٰۃ دی جائے اور وہ غنی نکل آئے؟

تو اس صورت میں زکوٰۃ کفایت کر جائے گی۔ اس کا مزید بیان آئندہ باب ''زکوٰۃ کے مصارف کا بیان'' کے تحت آئے گا۔

اجناس کے بدلے قیمتیں دینا

مراد یہ ہے کہ اگر کسی صاحبِ مال پر بکری' گائے' اُونٹ یا پھل بطورِ زکوٰۃ واجب ہیں تو کیا اُس پر ضروری ہے کہ وہ انہی اجناس میں سے زکوٰۃ نکالے یا وہ ان کے بدلے قیمت بھی ادا کر سکتا ہے؟ تو اس ضمن میں زیادہ مناسب یہ ہے کہ وہی جنس بطورِ زکوٰۃ نکالی جائے جس کے نکالنے کا رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے۔ لیکن اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ قیمت نکالنے سے فقراء و مساکین یا دیگر مصارف میں زیادہ فائدہ ہو سکتا ہے تو یہ بھی جائز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے اموال میں سے زکوٰۃ وصول کرنے کا حکم دیا ہے اور بلاشبہ قیمتیں بھی اموال ہی ہیں۔ نیز زکوٰۃ سے مقصود فقراء و مساکین کی محتاجی دور کرنا ہے اور یہ قیمتوں کے ذریعے بھی ممکن ہے بلکہ اس کی زیادہ ضرورت ہے کیونکہ مختلف الانواع حاجات قیمتوں کے ذریعے ہی پوری ہو سکتی ہیں۔ علاوہ ازیں امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی مندرجہ ذیل روایت کو تعلیقاً نقل فرما کر اسی موقف کی تائید کی ہے:

﴿ وَقَالَ طَاوُسٌ : قَالَ مُعَاذٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لِأَهْلِ الْيَمَنِ : ائْتُونِي بِعَرْضٍ ثِيَابٍ خَمِيصٍ أَوْ لَبِيسٍ فِي الصَّدَقَةِ مَكَانَ الشَّعِيرِ وَالذُّرَةِ ، أَهْوَنُ عَلَيْكُمْ ، وَخَيْرٌ لِأَصْحَابِ النَّبِيِّ بِالْمَدِينَةِ ﴾

''طاوس رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے یمن والوں سے کہا تھا کہ مجھے تم صدقہ میں جو اور جوار کی جگہ سامان و اسباب یعنی دھاری دار چادریں یا دوسرے لباس دے سکتے ہو جس میں تمہارے لیے بھی آسانی ہو گی اور مدینہ میں نبی کریم ﷺ کے صحابہ کے لیے بھی بہتری ہو گی۔'' (۱)

اور وہ روایت جس میں مذکور ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے یمن بھیجتے وقت فرمایا ﴿ خُذِ الْحَبَّ مِنَ الْحَبِّ ، وَالشَّاةَ مِنَ الْغَنَمِ ، وَالْبَعِيرَ مِنَ الْإِبِلِ ، وَالْبَقَرَةَ مِنَ الْبَقَرِ ﴾ ''غلے میں سے غلہ' بکریوں میں سے بکری' اونٹوں سے اونٹ اور گائیوں سے گائے وصول کرنا۔'' وہ ضعیف ہے۔ (۲)

---

(۱) [بخاری (قبل الحديث / ۱۴۴۸) كتاب الزكاة : باب العرض فی الزكاة]

(۲) [ضعيف : ضعيف ابو داود (۳۴۶) كتاب الزكاة : باب صدقة الزرع ' ضعيف ابن ماجة (۳۹۹) ابو داود (۱۵۹۹) ابن ماجة (۱۸۱۴) دارقطنی (۱۰۰/۲) حاكم (۳۸۸/۱) بيهقی فی الكبرى (۱۸۲/۴) حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ اس روایت کو امام حاکمؒ نے شیخین کی شرط پر صحیح کہا ہے بشرطیکہ عطاءؒ کا معاذ رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت ہو۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ ثابت نہیں کیونکہ عطاءؒ معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد یا اُن کی وفات کے سال یا اُن کی وفات کے ایک سال بعد پیدا ہوئے اور امام بزارؒ نے کہا ہے کہ ہمیں علم نہیں کہ عطاءؒ نے معاذ رضی اللہ عنہ سے کچھ سنا ہو۔ [تلخيص الحبير (۳۷۵/۲)] امام شوکانیؒ نے بھی اس روایت کے متعلق حافظ ابن حجرؒ کی یہی وضاحت نقل فرمائی ہے۔ [نيل الأوطار (۱۱۱/۳)]

Www.IslamicBooks.Website

(ڈاکٹر یوسف قرضاوی) انہوں نے اسی مؤقف کو ترجیح دی ہے۔(۱)

تاہم فقہاء نے اس مسئلے میں اختلاف کیا ہے:

(ابوحنیفہ رحمہ اللہ) قیمت نکالنا بھی جائز ہے' نیز جنس اور قیمت میں کوئی فرق نہیں۔

(شافعی رحمہ اللہ ، اہل ظاہر) صرف جنس ہی بطورِ زکوٰۃ نکالی جائے گی۔(۲)

(ابن تیمیہ رحمہ اللہ) قیمت نکالنا صرف کسی ضرورت اور مصلحت کے وقت جائز ہے۔(۳)

(احمد عبدالرحمٰن البناء رحمہ اللہ) برحق مؤقف یہ ہے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی صرف جنس سے ہی واجب ہے اور اس کے بدلے قیمت ادا نہیں کرنی چاہیے الا کہ کوئی عذر ہو۔(۴)

(شوکانی ، سید سابق رحمہما اللہ) حق بات یہ ہے کہ جنس سے ہی زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے' اسے چھوڑ کر قیمت ادا نہیں کی جائے گی الا کہ کوئی عذر درپیش ہو۔(۵)

اگر وجوبِ زکوٰۃ کے بعد مال ہلاک ہو جائے

(ابن تیمیہ رحمہ اللہ) اگر بغیر کسی کوتاہی کے مالک سے نصاب ہلاک ہو جائے تو وہ زکوٰۃ کا ضامن نہیں ہوگا اور اسی قول کو اصحابِ احمد سے ایک جماعت نے اختیار کیا ہے۔(۶)

(ابن قدامہ رحمہ اللہ) صحیح مؤقف "انشاء اللہ" یہ ہے کہ مال کی ہلاکت کی وجہ سے زکوٰۃ ساقط ہو جاتی ہے جبکہ صاحبِ نصاب نے ادائیگی میں کوئی کوتاہی نہ کی ہو......اور کوتاہی یہ ہے کہ اُس کے لیے زکوٰۃ نکالنا ممکن ہو لیکن وہ نہ نکالے اور اگر اس کے لیے زکوٰۃ نکالنا "کسی مستحق نہ ہونے یا مال دور ہونے وغیرہ" کی وجہ سے ممکن ہی نہ ہو تو وہ کوتاہی کرنے والا نہیں ہوگا۔(۷) (شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے)۔(۸)

(ابوحنیفہ رحمہ اللہ) اگر وجوبِ زکوٰۃ کے بعد مال (نصاب) ہلاک ہو جائے تو زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی خواہ ادائیگی ممکن ہو یا نہ ہو۔

(جمہور) اگر وجوبِ زکوٰۃ کے بعد مال ہلاک ہو جائے تو زکوٰۃ ساقط نہیں ہوگی بلکہ وہ اس کا ضامن ہوگا کیونکہ جس پر وجوب ثابت ہو جائے وہ ادائیگی سے عاجز ہونے کی وجہ سے اس سے بری نہیں ہوگا جیسا کہ

---

(۱) [فقه الزكاة (۸۰۵/۲)]

(۲) [المغني (۶۵/۳) الأم (۷۸/۲) الهداية (۱۰۱/۱) المبسوط (۱۵۶/۲) فقه الزكاة (۸۰۱/۲)]

(۳) [مجموع الفتاوى لابن تيمية (۸۲/۲۵)] (۴) [الفتح الرباني (۴۷/۹)]

(۵) [نيل الأوطار (۱۱۱/۳) فقه السنة (۳۴۹/۱)] (۶) [الاختيارات الفقهية (ص / ۹۹)]

(۷) [المغني لابن قدامة (۴۶۵/۲)] (۸)...[تمام المنة (ص / ۳۷۹)]

Www.IslamicBooks.Website

صدقہ فطر،حج اورلوگوں کے قرضوں میں کیفیت ہوتی ہے۔زکوٰۃ مال کے مالک پر متعین حق ہے،پس اگر وہ اس کے مستحق تک پہنچنے سے پہلے ہلاک ہو جائے تو وہ شخص محض اس وجہ سے اس حق سے بری نہیں ہوگا' جیسے کسی انسان کا قرض (اگر قرض لینے والے کے پاس ہلاک ہو جائے تو وہ صرف اسی وجہ سے بری نہیں ہوتا بلکہ اُسے وہ قرض ادا کرنا ہی ہوتا ہے)۔(۱)

(راجح) جمہور کا مؤقف راجح معلوم ہوتا ہے کیونکہ زکوٰۃ کے واجب ہو جانے کے بعد اب یہ انسان کے ذمہ اللہ تعالیٰ کا قرض ہے۔اگر تو مال کے ہلاک ہو جانے کے بعد اُس کے پاس کبھی اتنی طاقت ہی نہ ہو کہ وہ یہ قرض ادا کر سکے تو اُس پر کوئی گناہ نہیں کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿لَا يُكَلِّفُ اللهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾[البقرۃ : ۲۸۶] ''اللہ تعالیٰ کسی انسان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے۔'' لیکن اگر پھر اُس کے پاس مال آ جائے تو اُسے اِس (مال کی ہلاکت والے) سال کی زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی کیونکہ زکوٰۃ 'اللہ کا قرض' اُس کے ذمہ ابھی باقی ہے اور حدیث میں فرمانِ نبوی ہے کہ ﴿فَدَيْنُ اللهِ أَحَقُّ أَنْ يُقْضَى﴾ ''اللہ تعالیٰ کا قرض ادائیگی کا زیادہ مستحق ہے۔''(۲)

(سید سابق رحمہ اللہ) جب مال میں زکوٰۃ کا وجوب ثابت ہو جائے یعنی اس پر (نصاب تک پہنچنے کے بعد) سال کا عرصہ گزر جائے یا (اگر کھیتی ہے تو) اس کی کٹائی کا وقت آ جائے اور اس کی زکوٰۃ ادا کرنے سے پہلے ہی سارا یا کچھ مال ہلاک ہو جائے تو مکمل زکوٰۃ صاحب مال کے ذمہ واجب رہے گی خواہ اس کی کوتاہی کے ساتھ مال ہلاک ہوا ہو یا کوتاہی کے بغیر۔اس مسئلے کی بنیاد یہ ہے کہ زکوٰۃ ذمہ میں واجب ہے۔

(ابن حزم رحمہ اللہ) اسی کے قائل ہیں (امام احمد رحمہ اللہ کا بھی مشہور مذہب یہی ہے)۔(۳)

اگر زکوٰۃ ادا کرنے کے لیے الگ کیا ہوا مال ضائع ہو جائے

مثلاً چوری ہو جائے یا کہیں گم ہو جائے تو صاحب مال پر لازم ہے کہ وہ باقی مال سے دوبارہ زکوٰۃ ادا کرے کیونکہ اللہ کا قرض اُس پر ابھی بھی باقی ہے جس کی ادائیگی ضروری ہے۔

(جمہور،ابن حزم رحمہ اللہ علیہم) اسی کے قائل ہیں۔(٤)

(ابن قدامہ رحمہ اللہ) اگر کوئی شخص زکوٰۃ کے لیے مال الگ کرے اور نیت کرے کہ یہ مال زکوٰۃ کے لیے ہے لیکن پھر وہ (مال) ہلاک ہو جائے تو وہ مال کے مالک کے ذمہ ہی رہے۔اس وجہ سے اس سے زکوٰۃ ساقط نہیں ہوگی خواہ

---

(۱) [فتح القدير (۱/٥١٤) بداية المجتهد (۱/۲٤۱) المغنى (۲/٤٦٥) الفقه الإسلامى و أدلته (۲/۷٥٦)]

(۲) [بخارى (۱۹٥۳) كتاب الصوم : باب من مات وعليه صوم' مسلم (۱۱٤۸) ابو داود (۳۳۰۸) ترمذى (۷۱٦)' (۷۱۷) ابن ماجة (۱۷٥۸)]

(۳) [فقه السنة (۱/۳٤۸) المحلى (٥/۳۹۱)] (٤) [الفقه الإسلامى و أدلته (۲/۷٥۸) المحلى (٥/۳۹۱)]

Www.IslamicBooks.Website

وہ (دوبارہ) اسے مستحق تک پہنچانے پر قادر ہو یا نہ ہو۔(۱)

(سید سابق رحمہ اللہ) ایسے شخص پر دوبارہ زکوٰۃ نکال کر اُس تک پہنچانا جس تک پہنچانے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے' لازم ہے۔(۲)

(سعودی مجلس افتاء) اگر زکوٰۃ کا مال چوری ہو جائے تو اس کے بدلے اور مال ادا کرنا واجب ہے کیونکہ آپ زکوٰۃ کی ذمہ داری سے اُس وقت تک بری نہیں ہوں گے جب تک اسے اس کے مستحق تک نہ پہنچا دیں۔(۳)

ایک دوسرا افتویٰ یوں ہے کہ آپ پر اُس مالِ زکوٰۃ کے بدلے جو نہر میں تلف ہو گیا ہے اور مالِ زکوٰۃ فقراء کو ادا کرنا واجب ہے کیونکہ وہ مال (جو نہر میں گر کر تلف ہوا ہے) اس کے مستحق تک نہیں پہنچا۔(٤)

زکوٰۃ کی ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے زکوٰۃ ساقط نہیں ہوتی

(سید سابق رحمہ اللہ) جس پر کئی سال گزر جائیں اور اس نے اپنے ذمہ واجب زکوٰۃ ادا نہ کی ہو تو اس پر لازم ہے کہ ان (گزشتہ) تمام سالوں کی زکوٰۃ نکالے خواہ اسے زکوٰۃ کے وجوب کا علم ہو یا نہ ہو اور خواہ وہ دارالاسلام میں ہو یا دارالحرب میں۔

(ابن منذر رحمہ اللہ) اگر باغی لوگ کسی شہر پر غالب آ جائیں اور اس شہر والے کئی سال تک زکوٰۃ ادا نہ کریں' پھر (مسلمانوں کا) حکمران غلبہ پالے تو وہ ان سے گزشتہ (تمام سالوں) کی زکوٰۃ وصول کرے گا۔

(مالک، شافعی، ابوثور رحمہم اللہ) ان کا یہی قول ہے۔(٥)

زکوٰۃ کی ادائیگی میں کوئی حیلہ نہ برتا جائے

مثلاً زکوٰۃ دینے والا الگ الگ مال کو اکٹھا کر لے یا اکٹھے مال کو الگ الگ کر لے۔ اس مسئلے کا تفصیلی بیان گزشتہ باب ''جانوروں کی زکوٰۃ کا بیان'' کے تحت گزر چکا ہے۔

مشترک کاروبار کی زکوٰۃ

کاروبار میں شریک حضرات کو اپنے اپنے حصے کے مطابق زکوٰۃ ادا کرنی چاہیے۔ اس مسئلے کا مزید بیان بھی گزشتہ باب ''جانوروں کی زکوٰۃ کا بیان'' کے تحت گزر چکا ہے۔

زکوٰۃ کا مال چھپا لینا جائز نہیں

کیونکہ جب زکوٰۃ واجب ہو چکی ہے تو اب اس کی ادائیگی بہر صورت ضروری ہے اور اگر کوئی زکوٰۃ سے بچنے

---

(۱) [المغنی لابن قدامة (۱٤۹/٤)] (۲) [فقه السنة (۳٤۸/۱)]

(۳) [فتاوی اللجنة الدائمة (٤۰۷/۹)] (٤) [ایضا (٤۰۹/۹)] (٥) [فقه السنة (۳٤۹/۱)]

Www.IslamicBooks.Website

کے لیے کچھ مال چھپالے گا تو وہ مجرم ٹھہرے گا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں تو اسے سزا و عقاب سے دوچار کیا ہی جائے گا مگر دنیا میں بھی اگر علم ہو جائے کہ فلاں نے زکوٰۃ کا مال چھپالیا تھا تو حاکم وقت اس سے زبردستی بھی وصول کر سکتا ہے اور اس پر جرمانہ بھی ڈال سکتا ہے جیسا کہ اس ضمن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صریح فرمان موجود ہے۔(۱)

البتہ جس روایت میں یہ مذکور ہے کہ حضرت بشیر بن خصاصیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ﴿ قُلْنَا : إِنَّ أَهْلَ الصَّدَقَةِ يَعْتَدُوْنَ عَلَيْنَا ' أَفَنَكْتُمُ مِنْ أَمْوَالِنَا بِقَدْرِ مَا يَعْتَدُوْنَ ؟ قَالَ : لَا ﴾ ''ہم نے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے) عرض کیا کہ زکوٰۃ وصول کرنے والے ہم پر زیادتی کرتے ہیں' کیا ہم ان کی زیادتی کے برابر اپنا مال چھپا سکتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' نہیں۔'' وہ ضعیف ہے۔(۲)

(شوکانی رحمہ اللہ) اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ صدقہ لینے والوں سے کچھ بھی چھپانا جائز نہیں۔(۳)

زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے کسی کو وکیل بنانے کا حکم

مراد یہ ہے کہ اگر کوئی شخص مستحق تک خود زکوٰۃ نہ پہنچائے بلکہ کسی اور کو یہ ذمہ داری سونپ دے تو کیا یہ جائز ہے؟ تو چونکہ شریعت میں اس کام کی کوئی ممانعت موجود نہیں اور یہ مسئلہ بھی معاملات سے متعلقہ ہے کہ جن کے متعلق اہل اصول کے ہاں یہ قاعدہ معروف ہے کہ معاملات میں اصل اباحت ہے حتی کہ کسی کام کی ممانعت آ جائے' لہٰذا کسی کو وکیل بنانے کا جواز ہی برحق ہے۔ علاوہ ازیں دیگر متعدد دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ معاملات میں کسی کو اپنا نائب و وکیل بنانا جائز ہے جیسا کہ ان میں سے چند ایک حسب ذیل ہیں:

(1) ﴿فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ﴾ [الکھف : ۱۹] ''اپنی اس چاندی کے ساتھ کسی کو شہر کی طرف بھیجو۔''

(2) ﴿فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا﴾ [النساء : ۳۵] ''تم اس لڑکے اور لڑکی کی طرف سے ایک ایک حکم (فیصل) بھیجو۔''

(3) ﴿اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا﴾ [یوسف : ۹۳] ''میری یہ قمیص لے جاؤ۔''

(4) ﴿اجْعَلْنِيْ عَلٰى خَزَآئِنِ الْاَرْضِ﴾ [یوسف : ۵۵] ''مجھے زمین کے خزانوں کا والی بنا دیجیے۔''

---

(۱) [حسن : صحیح ابو داود (۱۳۹۳) کتاب الزکاۃ : باب زکاۃ السائمۃ ' ابو داود (۱۵۷۵)]

(۲) [ضعیف : ضعیف ابو داود (۲۷۷) کتاب الزکاۃ : باب رضا المصدق ' ھدایۃ الرواۃ (۲۰۱/۲) ابو داود (۱۵۸۶) اس کی سند میں بنو دوس کا ایک آدمی ''دیسم'' ہے۔ جس کے متعلق امام ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ' اس کے متعلق علم نہیں کہ یہ کون ہے۔ مزید دیکھئے: تہذیب الکمال (۵۰۱/۸)]

(۳) [نیل الأوطار (۱۱۶/۳)]

Www.IslamicBooks.Website

(5) حضرت ابن اَبی اَوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "میں اپنے والد کے مال کا صدقہ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى آلِ اَبِىْ اَوْفٰى "(۱)

(6) ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ وَاغْدُ يَا أُنَيْسُ إِلَى امْرَأَةِ هَذَا فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا ﴾ "اے انیس! اس کی بیوی کی طرف صبح جاؤ اور اگر وہ اعتراف (زنا) کرلے تو اسے رجم کر دینا۔" (۲)

(7) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے اونٹوں پر مقرر فرمایا تھا اور یہ حکم دیا تھا کہ وہ اونٹوں کے چمڑے اور جلیں تقسیم کر دیں۔" (۳)

(8) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ﴿ وَكَّلَنِي النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فِي حِفْظِ زَكَاةِ رَمَضَانَ ... ﴾ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ رمضان (یعنی صدقہ فطر) کی حفاظت میں مجھے وکیل بنایا اور حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کو کچھ بھیڑ بکریاں دیں کہ وہ انہیں اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دے۔" (٤)

کیا شوہر اپنے مال سے اپنی بیوی کی زکوٰۃ ادا کر سکتا ہے؟

(شیخ ابن باز، شیخ ابن عثیمین رحمہما اللہ) اس میں کوئی حرج نہیں۔ (٥)

کیا زکوٰۃ وصدقات کی ادائیگی کے لیے رمضان مختص ہے؟

(شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ) صدقات ماہِ رمضان کے ساتھ مختص نہیں بلکہ ان کی ادائیگی ہر وقت مستحب و مشروع ہے۔ انسان پر واجب ہے کہ اُسی وقت زکوٰۃ ادا کر دے جب اس کے مال کا سال مکمل ہو جائے اور رمضان کا منتظر نہ رہے الا کہ رمضان قریب ہو مثلاً اگر کسی شخص کا سال شعبان میں مکمل ہو رہا ہے اور وہ (زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے) رمضان کا انتظار کرلے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر اس کی زکوٰۃ کا سال محرم میں پورا ہو رہا ہے تو اس کے لیے جائز نہیں کہ زکوٰۃ کی ادائیگی کو رمضان تک مؤخر کرے۔ البتہ یہ جائز ہے کہ محرم سے پہلے رمضان میں ہی (سال مکمل ہونے سے پہلے) زکوٰۃ ادا کر دے اس میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن وقتِ وجوب سے تاخیر جائز نہیں۔ (٦)

---

(۱) [احمد (٤/٣٥٣) شرح السنة (٣/١٤) بيهقى (٤/١٥٧) مشكل الآثار (٤/١٦٢) ابن ماجة (١٧٩٦)]

(۲) [بخاری (٢٦٩٦) كتاب الوكالة : باب الوكالة فى الحدود، مسلم (١٦٩٧) ابو داود (٤٤٤٥)]

(۳) [بخاری (١٧٠٧) كتاب الحج : باب الجلال للبدن، مسلم (١٣١٧) ابو داود (١٧٦٩)]

(٤) [بخاری (٢٣١١) كتاب الوكالة : باب إذا وكل رجلا فترك الوكيل ......، مسلم (١٩٦٥) ترمذی (١٥٠٠)]

(٥) [فتاوى ابن باز مترجم (١/١٢٠) فتاوى منار الإسلام (١/٢٨٨)]

(٦) [مجموع الفتاوى لابن عثيمين (١٨/٤٥٩)]

Www.IslamicBooks.Website

باب أخذ الزكاة زکوٰۃ وصول کرنے کا بیان

زکوٰۃ کس مقام پر وصول کرنی چاہیے؟

(1) عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا﴿ لا جَلَبَ وَ لا جَنَبَ ' وَ لا تُؤْخَذُ صَدَقَاتُهُمْ إِلَّا فِيْ دُوْرِهِمْ ﴾ ''زکوٰۃ لینے والا مویشیوں کو (اپنے ٹھکانے پر) نہ منگوائے اور نہ ہی (اُن کا) مالک (متعین مقامات سے) اپنے مویشی کہیں دور لے جائے (کہ پھر زکوٰۃ لینے والے کو مشکل ہو) بلکہ مویشیوں کی زکوٰۃ اُن کے گھروں میں ہی وصول کی جائے۔'' (١)

(2) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا﴿ تُؤْخَذُ صَدَقَاتُ الْمُسْلِمِيْنَ عَلَى مِيَاهِهِمْ ﴾ ''مسلمانوں کے صدقات ان کے پانیوں (یعنی مویشیوں کے گھاٹوں) پر وصول کیے جائیں۔'' (٢)

مراد یہ ہے کہ صدقہ وصول کرنے والا لوگوں کو اپنے پاس حاضر ہونے کی تکلیف نہ دے بلکہ خود ان کے مویشیوں کے گھاٹوں پر پہنچے اور جب وہاں مویشی آئیں تو ان سے زکوٰۃ وصول کر لے۔

(شوکانی رحمہ اللہ) حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ زکوٰۃ وصول کرنے والا خود صدقات لینے کے لیے آئے گا اور اہل صدقات کے گھاٹوں پر زکوٰۃ وصول کرے گا کیونکہ اس میں لوگوں کے لیے زیادہ آسانی ہے۔ (٣)

زکوٰۃ وصول کرنے والوں کو زکوٰۃ ادا کرنے والوں کے لیے دعا کرنی چاہیے

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّ صَلَوٰتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ﴾ [التوبة : ١٠٣] ''آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لے لیجیے' جس کے ذریعے سے آپ ان کو پاک صاف کر دیں اور ان کے لیے دعا کیجیے' بلاشبہ آپ کی دعا ان کے لیے موجب اطمینان ہے۔''

(2) حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب کوئی قوم اپنی زکوٰۃ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتی تو آپ ان کے لیے دعا فرماتے کہ اے اللہ! آلِ فلاں کو خیر و برکت عطا فرما' میرے والد بھی اپنی زکوٰۃ لے کر حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا﴿ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ أَبِيْ أَوْفَى ﴾ ''اے اللہ! آلِ ابی اوفی کو خیر و برکت عطا فرما۔'' (٤)

(3) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے زکوٰۃ وصول کرنے والے کو روانہ فرمایا۔ وہ

---

(١) [حسن : هداية الرواة (٢/١٥٢) صحيح ابو داود (١٤٠٦) ابو داود (١٥٩١) احمد (٢/٢١٦)]
(٢) [حسن صحيح : صحيح ابن ماجة (١٤٦٢) الصحيحة (١٧٧٩) ابن ماجة (١٨٠٦)]
(٣) [نيل الأوطار (٣/١١٧)]
(٤) [بخاري (١٤٩٧) كتاب الزكاة : باب صلاة الإمام ودعائه لصاحب الصدقة ' مسلم (١٠٧٨)]

Www.IslamicBooks.Website

ایک آدمی کے پاس آیا تو اُس نے اسے ایک کمزور اونٹنی کا بچہ دے دیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' ہم نے اللہ اور اس کے رسول کا تحصیل دار بھیجا اور فلاں نے اسے ایک کمزور ولاغر اونٹنی کا بچہ دے دیا' اے اللہ! اس میں اور اس کے اونٹوں میں برکت نہ ڈال۔ یہ بات جب اُس آدمی تک پہنچی تو وہ ایک خوبصورت اونٹنی لے کر آیا اور اس نے کہا کہ میں اللہ عزوجل اور اس کے نبی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا ﴿ اَللّٰهُمَّ ! بَارِكْ فِيهِ وَ فِي إِبِلِهِ ﴾ ''اے اللہ! اس میں اور اس کے اونٹوں میں برکت فرما۔'' (۱)

زکوٰۃ میں کس قسم کا مال لینا چاہیے؟

زکوٰۃ وصول کرنے والے کو چاہیے کہ لوگوں کے اموال میں سے درمیانے درجہ کا مال وصول کرے' نہ تو گھٹیا مال لے اور نہ ہی سب سے بہتر۔

(1) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں رسول اللہ ﷺ کے بیان کردہ احکامِ زکوٰۃ کے متعلق لکھا کہ ﴿ وَ لَا يُخْرَجُ فِي الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ وَ لَا ذَاتُ عَوَارٍ وَ لَا تَيْسٌ إِلَّا مَا شَاءَ الْمُصَدِّقُ ﴾ ''زکوٰۃ میں بوڑھے' عیب دار اور نر جانور نہ لیے جائیں' البتہ اگر صدقہ وصول کرنے والا مناسب سمجھے تو لے سکتا ہے۔'' (۲)

(2) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف روانہ فرمایا تو انہیں یہ نصیحت فرمائی کہ ﴿ إِيَّاكَ وَ كَرَائِمَ أَمْوَالِ النَّاسِ وَ اتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ ﴾ ''لوگوں کے اچھے مال لینے سے بچو اور مظلوم کی بددعا سے ڈرو کیونکہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی۔'' (۳)

(3) امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ باب قائم کیا ہے کہ ((بَابُ لَا تُؤْخَذُ كَرَائِمُ أَمْوَالِ النَّاسِ فِي الصَّدَقَةِ)) ''باب زکوٰۃ میں لوگوں کے عمدہ اموال نہ وصول کیے جائیں۔'' (٤)

(شمس الحق عظیم آبادی رحمہ اللہ) کرائم' کریمہ کی جمع ہے' مراد نفیس مال ہے اور اس (حدیث) میں دلیل ہے کہ صدقہ لینے والے کے لیے بہترین مال وصول کرنا جائز نہیں۔

حدیث کے ان الفاظ ''اور مظلوم کی بددعا سے بچو'' میں یہ تنبیہ ہے کہ ظلم کی تمام اقسام ممنوع ہیں اور قیمتی اموال وصول کرنے کی ممانعت کے بعد اسے ذکر کرنے میں نکتہ یہ اشارہ ہے کہ قیمتی مال وصول کرنا ظلم ہے۔ (٥)

---

(١) [صحيح : صحيح نسائی (٢٣٠٦) كتاب الزكاة : باب الجمع بين المتفرق ، نسائی (٢٤٦٠)]
(٢) [بخاری (١٤٥٥) كتاب الزكاة : باب لا تؤخذ فی الصدقة هرمة ولا ذات عوار ولا تيس]
(٣) [بخاری (١٤٩٦) كتاب الزكاة : باب أخذ الصدقة من الأغنياء ' مسلم (١٩) أبو داود (١٥٨٤)]
(٤) [بخاری (قبل الحديث / ١٤٥٨) كتاب الزكاة] (٥) [عون المعبود (٣٢٧/٤)]

Www.IslamicBooks.Website

زکوٰۃ میں حد سے تجاوز کرنے والے کا گناہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ اَلْمُعْتَدِیْ فِی الصَّدَقَةِ كَمَانِعِهَا ﴾ ''زکوٰۃ میں حد سے تجاوز کرنے والا اُس شخص جیسا ہے جو زکوٰۃ (کی ادائیگی) سے انکار کرتا ہے۔'' (۱)

اس حدیث کے دو مفہوم بیان کیے گئے ہیں:

① زکوٰۃ میں حد سے تجاوز کرنے والے سے مراد زکوٰۃ ادا کرنے والا ہے اور وہ حد سے تجاوز یوں کرتا ہے کہ سارا ہی مال بطورِ زکوٰۃ نکال دیتا ہے اور اپنے اہل وعیال کے لیے کچھ نہیں چھوڑتا' یا کسی غیر مستحق کو زکوٰۃ ادا کر دیتا ہے تو اسے اُتنا ہی گناہ ہوگا جتنا زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کو ہوتا ہے۔

② یا حد سے تجاوز کرنے والے سے مراد زکوٰۃ وصول کرنے والا ہے۔ وہ لوگوں پر ظلم وزیادتی کر کے' یا ان کے قیمتی اموال بطورِ زکوٰۃ وصول کر کے حد سے تجاوز کرتا ہے تو یہ گناہ میں اُس شخص کے برابر ہے جو زکوٰۃ ادا ہی نہیں کرتا۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب زکوٰۃ وصول کرنے والا واجب حق سے زائد یا عمدہ مال بطورِ زکوٰۃ وصول کرے گا تو زکوٰۃ دینے والا آئندہ سال زکوٰۃ روک لے گا یا مال چھپا لے گا اور اس طرح تحصیل دار زکوٰۃ روکنے کا سبب بننے کی وجہ سے گناہ میں مانع زکوٰۃ کا شریک ہوگا۔ (۲)

زکوٰۃ وصول کرنے والے عامل کا مقام

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ اَلْعَامِلُ عَلَى الصَّدَقَةِ بِالْحَقِّ كَالْغَازِيْ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى بَيْتِهِ ﴾ ''حق (یعنی اخلاص) کے ساتھ زکوٰۃ وصول کرنے والا (اجر وثواب میں) اُس شخص کی مانند ہے جو اللہ کے راستے میں لڑائی کر رہا ہے' جب تک اپنے گھر کی طرف واپس نہ لوٹ آئے۔'' (۳)

(ابن العربی رحمہ اللہ) فرمانِ نبوی ہے کہ ''جس نے کسی مجاہد کو تیار کیا یقیناً اس نے جہاد کیا اور جس نے کسی مجاہد کے گھر والوں کی خیر و بھلائی کے ساتھ نگرانی کی تو بے شک اس نے بھی جہاد کیا۔'' اور زکوٰۃ وصول کرنے والا مجاہد کا جانشین ہے کیونکہ وہ اللہ کے راستے کا مال اکٹھا کر رہا ہے۔ پس (میدانِ جہاد میں موجود مجاہد) اپنے عمل کے ساتھ جہاد کرتا ہے اور یہ عامل اپنی نیت کے ساتھ۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا تھا کہ ''مدینہ میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں کہ تم جو بھی وادی عبور کرتے ہو یا جس گھاٹی سے بھی گزرتے ہو وہ (اپنی مخلص نیتوں کی وجہ سے) تمہارے ساتھ

---

(۱) [حسن : صحیح ابن ماجة (۱٤٦٤) ابن ماجة (۱۸۰۸) ابو داود (۱۵۸۵) ترمذی (٦٤٦)]

(۲) [مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: تحفة الأحوذی (۳/۳۵۰) شرح السنة (۳/۳٦۵)]

(۳) [حسن صحیح : صحیح ابن ماجة (۱٤٦۵) کتاب الزکاة : باب ما جاء فی عمال الصلقة ' ابن ماجة (۱۸۰۹)]

Www.IslamicBooks.Website

ہوتے ہیں' (مگر) انہیں عذر نے روک رکھا ہے۔'' تو اُس شخص کا مقام کیا ہوگا جسے مجاہد کے کام اور اس کی جانشینی نے روک رکھا ہے اور وہ اس کا مال جمع کر رہا ہے جسے وہ اللہ کے راستے میں خرچ کرتا ہے اور جیسے جہاد ضروری ہے اُسی طرح اُس مال کو جمع کرنا بھی ضروری ہے جس کے ذریعے جہاد ہوتا ہے لہٰذا (جب) یہ دونوں نیت میں شریک ہیں' عمل میں شریک ہیں تو ضروری ہے کہ اجر میں بھی شریک ہوں۔ (۱)

زکوٰۃ کے مال میں خیانت کرنے والے عامل کا انجام

(1) حضرت عدی بن عمیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ مِنْكُمْ عَلَى عَمَلٍ فَكَتَمَنَا مِخْيَطًا فَمَا فَوْقَهُ ' كَانَ غُلُوْلًا ' يَأْتِي بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ﴾ ''تم میں سے جس شخص کو ہم نے (زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے) عامل بنایا اور اس نے سوئی یا اس سے بھی حقیر چیز کو چھپا لیا تو یہ خیانت ہوگی' جسے وہ قیامت کے روز لے کر پیش ہوگا۔'' (۲)

(2) حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ سے بیان فرماتے ہیں کہ ﴿ أَنَّهُ مَنْ غَلَّ مِنْهَا بَعِيْرًا أَوْ شَاةً أُتِيَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُهُ ﴾ ''جس نے زکوٰۃ کے مال سے اُونٹ یا بکری کی خیانت کی وہ قیامت کے روز اسے اٹھائے ہوئے آئے گا۔'' (۳)

(3) حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا ﴿ قُمْ عَلَى صَدَقَةِ بَنِي فُلَانٍ وَ انْظُرْ أَنْ تَأْتِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِبَكْرٍ تَحْمِلُهُ عَلَى عَاتِقِكَ ... ﴾ ''اُٹھو اور بنو فلاں کی زکوٰۃ لے کر آؤ اور دیکھو کہ کہیں قیامت کے روز اس حالت میں نہ آنا کہ تمہاری گردن یا کمر پر کوئی جوان اونٹ ہو جو آوازیں لگا رہا ہو۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول! اِس ذمہ داری کو مجھ سے ہٹا دیجئے' چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے وہ ذمہ داری ختم کر دی۔'' (٤)

(4) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے روانہ فرمایا اور کہا کہ ﴿ يَا أَبَا الْوَلِيْدِ ! اتَّقِ اللهَ ' لَا تَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِبَعِيْرٍ تَحْمِلُهُ لَهُ رُغَاءٌ ... ﴾ ''اے ابو ولید! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا' روزِ قیامت (زکوٰۃ کے مال میں خیانت کی وجہ سے) اس حال میں نہ آنا کہ تم اونٹ اٹھائے ہوئے ہو جو بلبلا رہا ہو' گائے اٹھائی ہو جو ڈکار رہی ہو یا بکری اٹھائی ہو جو ممیا رہی ہو۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! کیا واقعی زکوٰۃ کے مال میں خیانت کا یہ انجام ہوگا؟ تو آپ

---

(۱) [عارضة الأحوذی (١٤٥/٣)]

(۲) [مسلم (١٨٣٣) کتاب الإمارة : باب تحریم هدایا العمال ' ابو داود (٣٥٨١) احمد (١٧٧٣٣)]

(۳) [صحیح : صحیح ابن ماجة (١٤٦٦) ابن ماجة (١٨١٠) الصحیحة (٢٣٥٤) احمد (١٦٠٦٣)]

(٤) [صحیح لغیرہ : صحیح الترغیب والترهیب (٧٧٧) احمد (٢٨٥/٥) بزار فی کشف الأستار (٨٩٧)]

Www.IslamicBooks.Website

نے فرمایا' ہاں' اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تو عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! میں آپ کے لیے کبھی بھی کسی چیز کا عامل نہیں بنوں گا۔'' (۱)

عامل کو چاہیے کہ لوگوں کے دیئے ہوئے تحفے بھی بیت المال میں جمع کرائے

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو بنوسلیم کے صدقات کی وصولی کے لیے عامل بنایا اُس کا نام ابن اللتبیہ تھا۔ پھر جب یہ عامل واپس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حساب لیا تو اس نے کہا یہ آپ کا (صدقات کا) مال ہے اور یہ (مجھے) تحفہ ملا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا ﴿ فَهَلَّا جَلَسْتَ فِیْ بَیْتِ أَبِیْكَ وَ أُمِّكَ حَتَّی تَأْتِیَكَ هَدِیَّتُكَ إِنْ كُنْتَ صَادِقًا ﴾ ''پھر تم اپنے ماں باپ کے گھر میں کیوں نہ بیٹھے رہے' اگر تم سچے ہو' اور یہ تحفہ تمہیں وہیں مل جاتا۔'' اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا اور اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا:

﴿ فَإِنِّیْ أَسْتَعْمِلُ الرَّجُلَ مِنكُمْ عَلَی الْعَمَلِ مِمَّا وَلَّانِیَ اللّٰهُ فَیَأْتِیْ فَیَقُوْلُ هٰذَا مَالُكُمْ وَهٰذَا هَدِیَّةٌ أُهْدِیَتْ لِیْ أَفَلَا جَلَسَ فِیْ بَیْتِ أَبِیْهِ وَ أُمِّهِ حَتَّی تَأْتِیَهُ هَدِیَّتُهُ ... ﴾ ''میں تم میں سے کسی ایک کو اس کام پر عامل بناتا ہوں جس کا اللہ تعالیٰ نے مجھے والی بنایا ہے پھر وہ شخص آتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ تمہارا مال ہے اور یہ تحفہ ہے جو مجھے دیا گیا تھا۔ اسے اپنے ماں باپ کے گھر بیٹھا رہنا چاہیے تھا تا کہ اس کا تحفہ وہیں پہنچ جاتا۔ اللہ کی قسم! تم میں سے جو بھی اپنے حق کے سوا کوئی چیز لے گا وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس چیز کو اٹھائے ہوئے ہوگا۔ میں تم میں ہر اس شخص کو پہنچان لوں گا جو اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اُونٹ اٹھائے ہوئے ہوگا جو بلبلا رہا ہوگا یا گائے اٹھائے ہوئے ہوگا جو اپنی آواز نکال رہی ہوگی یا بکری اٹھائے ہوگا جو اپنی آواز نکال رہی ہوگی۔'' پھر آپ نے اپنا ہاتھ اٹھایا حتی کہ آپ کے بغل کی سفیدی دکھائی دینے لگی اور فرمایا' اے اللہ! کیا میں نے پہنچا دیا۔ یہ فرماتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو میری آنکھوں نے دیکھا اور کانوں نے سنا۔'' (۲)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اسلامی حکومت کی طرف سے جن حضرات کو زکوۃ وصول کرنے کے لیے مقرر کیا گیا ہے' وہ لوگوں کے تحفوں سے بچیں اور اگر کوئی مصر ہو کر تحفہ دے دے تو اُسے بھی بیت المال میں جمع کرائیں۔ پھر اگر مسلمانوں کا حکمران عامل کو کچھ دینا مناسب سمجھے تو وہ الگ بات ہے۔

(نووی رحمہ اللہ) اس حدیث میں یہ وضاحت ہے کہ عاملوں کو دیئے گئے تحفے (اُن کے لیے) حرام اور خیانت کی حیثیت رکھتے ہیں کیونکہ انہوں نے اپنی ذمہ داری اور امانت میں خیانت کی ہے۔ اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث

---

(۱) [صحیح : صحیح الترغیب والترهیب (۷۸۰) رواه الطبرانی فی الکبیر]

(۲) [بخاری (۶۹۷۹) کتاب الحیل : باب احتیال العامل لیهدی له' مسلم (۱۸۳۲) ابو داود (۲۹۴۶)]

Www.IslamicBooks.Website

میں اس کی سزا ذکر فرمادی ہے کہ وہ اُس چیز کو روزِ قیامت اٹھائے ہوئے آئے گا جو اُسے تحفہ دی گئی تھی جیسا کہ آپ ﷺ نے اسی کی مثل انجام خائن کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ نیز اسی حدیث میں آپ ﷺ نے عامل پر تحفہ کے حرام ہونے کا سبب بھی بیان فرمادیا ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ تحفہ اُسے (زکوٰۃ کی وصولی کی) ذمہ داری کی وجہ سے دیا گیا ہے برخلاف اُس تحفے کے جو غیر عامل کو دیا جاتا ہے کیونکہ یقیناً وہ تو مستحب ہے۔(۱)

زکوٰۃ کے جانوروں کو داغ لگا کر نشان زد کرنا جائز ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں عبداللہ بن ابی طلحہ کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ آپ اسے گڑھتی دیں ﴿فَوَافَيْتُهُ فِي يَدِهِ الْمِيْسَمُ يَسِمُ إِبِلَ الصَّدَقَةِ﴾ ”میں نے اس وقت دیکھا کہ آپ کے ہاتھ میں داغ لگانے کا آلہ تھا اور آپ زکوٰۃ کے اونٹوں پر داغ لگا رہے تھے۔“

سنن ابن ماجہ کی روایت میں یہ لفظ ہیں ﴿رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَسِمُ غَنَمًا فِي آذَانِهَا﴾ ”(انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ) میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ بکری کو اُس کے کان میں داغ لگا رہے تھے۔“(۲)

(شوکانی رحمہ اللہ) اس حدیث میں یہ دلیل موجود ہے کہ زکوٰۃ کے اونٹوں کو داغ لگانا جائز ہے۔(۳)

(نووی رحمہ اللہ) زکوٰۃ اور جزیہ کے مویشیوں کو داغنا مستحب ہے۔ ہمارا، تمام صحابہ کا اور ان کے بعد آنے والے جمہور علما کا یہی مذہب ہے۔ اور ابن صباغ وغیرہ نے اس پر صحابہ کا اجماع نقل کیا ہے۔(٤)

(حنفیہ) داغنا مکروہ ہے کیونکہ یہ مثلہ ہے (حالانکہ مثلہ کی حدیث عام ہے اور داغنے کی خاص لہٰذا عام اور خاص کے مقابلے میں خاص کو ترجیح ہوگی)۔(٥)

اہل ذمہ سے جزیہ کی وصولی

اہل ذمہ کے ہر فرد سے ماہانہ یا سالانہ جیسے حاکم وقت مناسب سمجھے جزیہ (ٹیکس) وصول کیا جائیگا اور اس کی مقدار کے متعلق حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ ﴿أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهُ أَنْ يَأْخُذَ مِنْ كُلِّ حَالِمٍ دِيْنَارًا﴾ ”نبی کریم ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ ہر بالغ سے ایک دینار وصول کریں۔“(٦)

---

(۱) [شرح مسلم للنووی (٤٦٤/٦)]

(۲) [بخاری (١٥٠٢) مسلم (٢١١٩) ابن ماجه (٣٥٦٥)] (۳) [نیل الأوطار (١١٧/٣)]

(٤) [شرح مسلم للنووی (٢٢٦/٧)]

(٥) [مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: المبسوط (١٧٠/٤) الأم للشافعی (٦٠/٢) فتح الباری (١٣٨/٤)]

(٦) [صحیح لغیره: إرواء الغلیل (٧٩٥) أبو داود (٣٠٣٨) ترمذی (٦٢٣) ابن ماجة (١٨٠٣)]

Www.IslamicBooks.Website

باب مصارف الزكاة زکوٰۃ کے مصارف کا بیان

مصارفِ زکوٰۃ آٹھ ہیں

(1) ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ﴿ اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلۡفُقَرَآءِ وَالۡمَسٰكِيۡنِ وَالۡعٰمِلِيۡنَ عَلَيۡهَا وَالۡمُؤَلَّفَةِ قُلُوۡبُهُمۡ وَفِى الرِّقَابِ وَالۡغٰرِمِيۡنَ وَفِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَابۡنِ السَّبِيۡلِ‌ؕ فَرِيۡضَةً مِّنَ اللّٰهِ‌ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ ﴾ [التوبة : ٦٠] ”صدقے صرف فقیروں کے لیے ہیں اور مسکینوں کے لیے اور ان کے وصول کرنے والوں کے لیے اور ان کے لیے جن کے دلوں میں اُلفت ڈالنا مقصود ہو اور گردن چھڑانے میں قرض داروں کے لیے اور اللہ کی راہ میں اور راہرو مسافروں کے لیے فرض ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ علم وحکمت والا ہے۔“

جس روایت میں مذکور ہے کہ حضرت زیاد بن حارث صدائی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی۔ حضرت زیاد رضی اللہ عنہ نے طویل حدیث بیان کی اور کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا مجھے زکوٰۃ کے مال میں سے عطا کیجیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا ﴿ إِنَّ اللّٰـهَ لَمْ يَرْضَ بِحُكْمِ نَبِيٍّ وَلَا غَيْرِهِ فِي الصَّدَقَاتِ حَتَّى حَكَمَ فِيهَا هُوَ فَجَزَّأَهَا ثَمَانِيَةَ أَجْزَاءٍ فَإِنْ كُنْتَ مِنْ تِلْكَ الْأَجْزَاءِ أَعْطَيْتُكَ حَقَّكَ ﴾ ”زکوٰۃ کے متعلق اللہ تعالیٰ نہ تو کسی نبی کے حکم پر راضی ہوا اور نہ کسی اور کے حکم پر حتی کہ اس نے اس کے متعلق خود حکم فرمایا اور زکوٰۃ کے مصارف کو آٹھ حصوں میں تقسیم کر دیا۔ لہٰذا اگر تم ان آٹھ مصارف میں سے ہو تو میں تمہیں تمہارا حق دوں گا۔“ وہ ضعیف ہے۔ (1)

❶، ❷ فقراء ومساکین

ان دونوں کے ایک دوسرے کے بے حد قریب ہونے کی وجہ سے بعض اوقات فقیر کو مسکین اور مسکین کو فقیر بھی کہہ دیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی الگ الگ تعریف میں کافی اختلاف ہے۔ تاہم دونوں میں یہ بات تو قطعی ہے کہ جو حاجت مند ہوں اور اپنی حاجات وضروریات کو پورا کرنے کے لیے مطلوبہ رقم و وسائل سے محروم ہوں

---

(1) [ضعیف : ضعیف ابو داود (٣٥٧) كتاب الزكاة : باب من يعطى من الصدقة وحد الغنى ' ابو داود (١٦٣٠) إرواء الغليل (٨٥٩) المشكاة (١٨٣٥) شیخ عبد الرزاق مہدی حفظہ اللہ تعالیٰ نے اس روایت کے متعلق کہا ہے کہ اس کی سند میں عبد الرحمٰن بن زیاد الافریقی راوی ضعیف الحدیث ہے۔ [تفسير ابن كثير بتحقيق عبد الرزاق مهدى (٣٩٩/٣)] حافظ ابن حجرؒ نے اس کے متعلق کہا ہے کہ یہ حافظے میں ضعیف ہے۔ [تقريب التهذيب (٤٣٠٩)] امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا ہے کہ یہ کچھ حیثیت نہیں رکھتا۔ امام نسائیؒ نے اسے ضعیف کہا ہے۔ امام ابن عدیؒ کا کہنا ہے کہ اس کی عام احادیث کی متابعت نہیں کی گئی۔ امام حاکمؒ نے کہا ہے کہ یہ قوی نہیں ہے۔ امام ابن حبانؒ نے کہا ہے کہ یہ ثقہ راویوں سے موضوع احادیث روایت کرتا ہے اور مدلس ہے۔ [اس کے متعلق مزید تفصیل کے لیے دیکھئے: العلل (٨٨/١) الضعفاء (٣٦١) الكامل (٣٧٩/٥) المجروحين (٥٠/٢)]

Www.IslamicBooks.Website

انہیں فقیر و مسکین کہا جاتا ہے۔

(جمہور، شافعی رحمۃ اللہ علیہ) مسکین وہ ہے جس کے پاس مال ہو لیکن اتنا نہ ہو جو اسے کفایت کر سکے اور فقیر وہ ہے جس کے پاس اصلاً کچھ بھی نہ ہو لہٰذا فقیر مسکین سے زیادہ بری حالت میں ہوا۔

(طبری رحمہ اللہ) فقیر ایسا محتاج ہے جو سوال نہ کرتا ہو اور مسکین ایسا ضرورت مند ہے جو سوال کرتا ہو۔

(ابو حنیفہ رحمہ اللہ) مسکین فقیر سے زیادہ بری حالت والا شخص ہے۔

(مالک رحمہ اللہ) یہ دونوں برابر ہیں۔(۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکین کی تعریف ان الفاظ میں فرمائی ہے:

(1) ﴿لَيْسَ الْمِسْكِينُ الَّذِي تَرُدُّهُ الْأُكْلَةُ وَ الْأُكْلَتَانِ، وَلَكِنَّ الْمِسْكِينَ الَّذِي لَيْسَ لَهُ غِنًى وَ يَسْتَحْيِي وَلَا يَسْأَلُ النَّاسَ إِلْحَافًا﴾ "مسکین وہ نہیں جسے ایک دو لقمے در در پھرائیں۔ مسکین تو وہ ہے جس کے پاس مال نہیں، لیکن اسے سوال سے شرم آتی ہے اور وہ لوگوں سے چمٹ کر نہیں مانگتا۔"

(2) ایک دوسری روایت میں یہ لفظ ہیں ﴿لَيْسَ الْمِسْكِينُ الَّذِي يَطُوفُ عَلَى النَّاسِ تَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَ اللُّقْمَتَانِ ......﴾ "مسکین وہ نہیں جو لوگوں کا چکر کاٹتا پھرتا ہے کہ اسے ایک دو لقمے یا ایک دو کھجوریں مل جائیں بلکہ مسکین وہ ہے جس کے پاس اتنا مال نہ ہو جو اسے بے نیاز کر دے، نہ وہ ایسی مسکنت اپنے اوپر طاری رکھے کہ لوگ غریب اور مستحق سمجھ کر اس پر صدقہ کریں اور نہ خود لوگوں کے سامنے دستِ سوال دراز کرے۔"(۲)

معلوم ہوا کہ جمہور کا مؤقف حدیث کے زیادہ قریب ہے۔ نیز فقیر وہ ہے جو غنی نہ ہو جیسا کہ لغت کی کتابوں میں یہ بات صراحت کے ساتھ موجود ہے۔(۳)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غنی ایسے شخص کو قرار دیا ہے جس کے پاس پچاس درہم یا اس کے برابر سونا ہو جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جس نے سوال کیا حالانکہ اس کے پاس اتنا مال تھا جو اسے کفایت کر جاتا تو قیامت کے روز اس کے چہرے میں زخم یا خراشیں آ جائیں گے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! اور غنا (کفایت) کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿خَمْسُونَ دِرْهَمًا أَوْ قِيمَتُهَا مِنَ الذَّهَبِ﴾ "پچاس درہم یا اس کی قیمت کے برابر سونا۔"(۴)

---

(۱) [مزید دیکھئے: نیل الأوطار (۱۱۸/۳) تفسیر طبری (۳۰۸/۱۴) فتح الباری (۱۰۵/٤) الأم (۹۲/٤) المجموع (۱۳۱/٦) الإنصاف فی معرفة الراجح من الخلاف (۲۱۷/۳) حاشیة ابن عابدین (٦۱۸/۲)]

(۲) [بخاری (۱٤۷٦، ۱٤۷۹) کتاب الزکاة: باب قول الله تعالی: لا یسئالون الناس إلحافا، مسلم (۱۰۳۹)]

(۳) [مختار الصحاح (ص/۲۱۳) القاموس المحیط (ص/۵۸۸) لسان العرب (۲۹۹/۱۰)]

(٤) [صحیح: صحیح أبو داود (۱٤۳۲) کتاب الزکاة، أبو داود (۱٦۲٦) ترمذی (٦۵۰) ابن ماجة (۱۸٤۰)]

Www.IslamicBooks.Website

(ابن باز رحمہ اللہ) مسکین وہ فقیر ہے جو اپنے اخراجات پورے نہ کر سکتا ہو اور فقیر اس سے زیادہ حاجت مند کو کہتے ہیں اور یہ دونوں اہل زکوٰۃ کی اقسام ہیں۔(۱)

3 عاملین

ان سے مراد ایسے سرکاری اہل کار ہیں جو زکوٰۃ وصدقات کی وصولی و تقسیم اور اس کے حساب و کتاب پر مامور ہوں۔ عبداللہ بن سعدی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے زمانۂ خلافت میں آئے تو ان سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا' کیا مجھ سے جو یہ کہا گیا ہے وہ صحیح ہے کہ تمہیں لوگوں کے کام سپرد کیے جاتے ہیں اور جب اس کی تنخواہ دی جاتی ہے تو تم اسے لینا پسند نہیں کرتے؟ میں نے کہا کہ یہ صحیح ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہارا اس سے کیا مقصد ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میرے پاس گھوڑے اور غلام ہیں اور میں خوشحال ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ میری تنخواہ مسلمانوں پر صدقہ ہو جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو کیونکہ میں نے بھی اس کا ارادہ کیا تھا جس کا تم نے ارادہ کیا ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے عطا کرتے تھے تو میں عرض کر دیتا تھا کہ اسے مجھ سے زیادہ اس کے ضرورت مند کو عطا فرما دیجئے۔ بالآخر آپ نے ایک مرتبہ مجھے مال دیا اور میں نے پھر وہی بات کی کہ اسے ایسے شخص کو عطا کر دیجئے جو اس کا مجھ سے زیادہ محتاج ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ وَ تَصَدَّقْ بِهِ ' فَمَا جَاءَكَ مِنْ هَذَا الْمَالِ وَ أَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَ لَا سَائِلٍ فَخُذْهُ وَ إِلَّا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ ﴾ ''اسے لے لو اور اس کے مالک بننے کے بعد اس کا صدقہ کرو۔ یہ مال جب تمہیں اس طرح ملے کہ تم اس کے نہ خواہش مند ہو اور نہ اسے مانگا ہو تو اسے لے لیا کرو اور اگر اس طرح نہ ملے تو اس کے پیچھے نہ پڑا کرو۔''(۲)

معلوم ہوا کہ عامل کو زکوٰۃ کی وصولی کے عوض اجرت و معاوضہ دیا جا سکتا ہے اور عامل کو چاہیے کہ اسے قبول کر لے۔

ایسے لوگوں کو عامل نہ بنایا جائے جن پر صدقہ حرام ہے

مثلاً بنو ہاشم اور بنو مطلب وغیرہ۔ جیسا کہ مطلب بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب بیان کرتے ہیں کہ وہ اور فضل بن عباس دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے پھر ہم میں سے ایک نے کلام کیا اور کہا اے اللہ کے رسول! آپ لوگوں میں سب سے نیک اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے ہیں' ہم نکاح کی عمر کو پہنچ چکے ہیں اور ہم آپ کے پاس اس لیے آئے ہیں تا کہ آپ ہمیں بھی ان صدقات (کی وصولی) پر مقرر فرما دیں اور ہم آپ کو اسی طرح (صدقات کا مال لا کر) ادا کریں جیسے لوگ ادا کرتے ہیں اور ہمیں بھی اسی طرح (تنخواہ) حاصل

---

(۱) [فتاوی ابن باز مترجم (۱۱۶/۱)]

(۲) [بخاری (۷۱۶۳) کتاب الأحکام : باب رزق الحکام و العاملین' مسلم (۱۰۴۵) أبو داود (۱۶۴۷)]

Www.IslamicBooks.Website

ہو جائے جیسے لوگوں کو حاصل ہوتی ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ آپ ﷺ اس قدر طویل خاموش رہے کہ ہم نے (خود) آپ ﷺ سے کلام کا ارادہ کیا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا پردے کے پیچھے سے اشارہ کرنے لگیں کہ تم کلام مت کرنا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا ﴿إِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَنْبَغِي لِآلِ مُحَمَّدٍ، إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ﴾ "بے شک صدقہ آلِ محمد کے لیے جائز نہیں کیونکہ یہ تو لوگوں کی میل کچیل ہے۔" (۱)

(نووی رحمہ اللہ) اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب پر صدقہ حرام ہے خواہ زکوٰۃ وصول کرنے کی وجہ سے دیا جائے یا فقر و مسکنت وغیرہ جیسے دیگر آٹھوں مصارف کی وجہ سے۔ یہی ہمارے اصحاب کے نزدیک صحیح ہے۔ البتہ ہمارے بعض اصحاب نے بنو ہاشم اور بنو مطلب کے لیے صدقہ وصول کرنے کی وجہ سے عامل کا حصہ جائز قرار دیا ہے کیونکہ یہ ٹھیکہ ہے لیکن یہ قول ضعیف یا باطل ہے اور یہ حدیث اس کے رد میں واضح دلیل ہے۔ (۲)

(سید سابق رحمہ اللہ) یہ واجب ہے کہ زکوٰۃ وصول کرنے والے لوگ آلِ رسول یعنی بنو ہاشم اور بنو مطلب میں سے نہ ہوں کہ جن پر صدقہ حرام ہے۔ (۳)

مالداروں کو عامل بنایا جاسکتا ہے

(1) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ إِلَّا لِخَمْسَةٍ: لِغَازٍ فِي سَبِيلِ اللهِ، أَوْ لِعَامِلٍ عَلَيْهَا ...﴾ "کسی مالدار آدمی کے لیے صدقہ جائز نہیں سوائے پانچ قسم کے مالداروں کے: اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والا، یا زکوٰۃ وصول کرنے والا عامل، یا مقروض، یا وہ مالدار آدمی جو صدقے کو اپنے مال کے ساتھ خرید لے یا ایسا آدمی جس کا پڑوسی مسکین ہو پھر مسکین پر صدقہ کیا جائے اور وہ مسکین مالدار کو صدقے کا مال ہدیہ کر دے۔" (٤)

(2) گزشتہ عبد اللہ بن سعدی رحمہ اللہ کی وہ روایت بھی اس کی دلیل ہے جس میں مذکور ہے کہ وہ صاحبِ حیثیت آدمی تھے اور زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے عامل مقرر تھے لیکن تنخواہ نہیں لیتے تھے، جب عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر ہوئی تو انہوں نے عبد اللہ بن سعدی کو سمجھایا کہ تمہیں جو مال بغیر خواہش کے ملے اسے لے لیا کرو۔

عامل کو زکوٰۃ کے مال سے صرف بقدرِ کفایت ہی اجرت دی جائے

جیسا کہ حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جس شخص ہمارا (زکوٰۃ کی وصولی پر) عامل مقرر ہو اسے چاہیے کہ (شادی کر کے) بیوی حاصل کر لے، اگر اس کے پاس خادم نہ ہو تو خادم

---

(۱) [مسلم (۱۰۷۲) کتاب الزکاة: باب ترك استعمال آل النبی علی الصدقة، ابو داود (۲۹۸۵)]

(۲) [شرح مسلم للنووی (٤٠٥/٤)] (۳) [فقه السنه (۳۵۳/۱)]

(٤) [صحیح: صحیح أبو داود (۱٤٤۱) کتاب الزکاة، أبو داود (۱٦۳٦) ابن ماجة (۱۸٤۱)]

Www.IslamicBooks.Website

حاصل کر لے اور اگر اس کے پاس رہائش نہ ہو تو رہائش حاصل کر لے۔ راوی کا بیان ہے کہ ابو بکر نے کہا' مجھے خبر دی گئی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ﴿ مَنِ اتَّخَذَ غَيْرَ ذَلِكَ فَهُوَ غَالٌّ أَوْ سَارِقٌ ﴾ "جس نے اس کے علاوہ کچھ اور لیا تو وہ خائن یا چور ہے۔"

مسند احمد کی روایت میں یہ لفظ ہیں کہ جو شخص ہمارے لیے کسی کا والی بنے (یعنی صدقات کی وصولی کے لیے مقرر کیا جائے) اور اس کا کوئی گھر نہ ہو تو وہ گھر حاصل کر لے یا اس کی بیوی نہ ہو تو وہ شادی کر لے یا اس کے پاس خادم نہ ہو تو وہ خادم حاصل کر لے یا اس کے پاس (سواری کے لیے) جانور نہ ہو تو جانور حاصل کر لے ﴿ وَمَنْ أَصَابَ شَيْئًا سِوَى ذَلِكَ فَهُوَ غَالٌّ ﴾ "اور جس نے ان اشیاء کے علاوہ کچھ بھی (صدقات کے مال سے) لیا تو وہ خائن ہوگا۔" اور ایک روایت میں ہے کہ "تو وہ شخص چور متصور ہوگا۔" (۱)

(ملا علی قاری رحمہ اللہ) رقمطراز ہیں کہ مظہر نے کہا: (حدیث کا) مطلب یہ ہے کہ عامل کے لیے اُس مال سے' جو بیت المال سے اس کے تصرف میں ہے' اس قدر لینا جائز ہے جو اس کی بیوی کے مہر' خرچہ اور لباس کے برابر ہو اور اسی طرح جس کے بغیر اس کا گزارہ ممکن نہ ہو' وہ نہ تو اس میں فضول خرچی کرے اور نہ ہی ناز و نعمت اختیار کرے۔ اگر اس نے (بیت المال کی رقم سے) ضرورت سے زیادہ لے لیا تو وہ اس پر حرام ہے۔

(طیبی رحمہ اللہ) بلاشبہ تنخواہ و اُجرت کی جگہ اِن اشیاء کا حصول مقرر کرنا اس (عامل) کے طمع و لالچ کو مٹانے کے لیے ہے۔ (۲)

(خطابی رحمہ اللہ) اس حدیث کی دو طرح سے تاویل کی جاسکتی ہے:

(1) یا تو آپ ﷺ نے خادم اور رہائش کا حصول صرف اس کی اُسی تنخواہ سے جائز قرار دیا ہے جو اس جیسے کاموں کی ہی اُجرت ہے اور اُس کے لیے اس (تنخواہ) کے علاوہ اور کسی چیز سے بھی فائدہ اٹھانا جائز نہیں۔

(2) یا پھر مراد یہ ہے کہ عامل کے لیے رہائش اور خدمت (کا حصول) مباح ہے۔ لہٰذا اگر اس کے پاس رہائش یا خادم نہیں تو اس کے لیے ایسا شخص اجرت پر مقرر کیا جائے گا جو اس کی خدمت کرے اور جس طرح کے آدمی کا کام اسے کافی ہو جائے اور (اسی طرح) جب تک عامل اپنی اُس ذمہ داری پر ہے اس کے لیے کرائے پر رہائش کا انتظام کیا جائے گا کہ جس میں وہ رہ سکے۔ (۳)

(سید سابق رحمہ اللہ) مناسب یہ ہے کہ عامل کو بقدرِ کفایت ہی اجرت دی جائے۔ (٤)

---

(۱) [**صحیح** : صحیح ابو داود (۲۵۵۲) کتاب الخراج ، ابو داود (۲۹٤۵) احمد (۱۷۳۲۹)]

(۲) [المرقاة (۳۲۰/۷)] (۳) [كما في عون المعبود (تحت الحديث / ۲۹٤۵)]

(٤) [فقه السنة (۳۵٤/۱)]

Www.IslamicBooks.Website

❏ (ابن قدامہ رحمہ اللہ) فرماتے ہیں کہ اور اسی مال سے (زکوٰۃ کا) حساب کرنے والے' لکھنے والے' جمع کرنے والے' خازن اور اس کے محافظ وغیرہ کی تنخواہ بھی دی جائے گی اور ان سب کو صدقات کے عاملین میں سے ہی شمار کیا جائے گا اور صدقات کے عاملین کا حصہ ان کے سپرد کیا جائے گا۔(۱)

④ مولفة قلوبهم

تالیفِ قلب کی کئی اقسام ہیں مثلاً:

① اس سے مراد ایک تو وہ کافر ہے جو کچھ کچھ اسلام کی طرف مائل ہو اور اس کی امداد کرنے پر امید ہو کہ وہ اسلام کی طرف مائل ہو جائے گا۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفوان بن اُمیہ کو جنگِ حنین کے مالِ غنیمت میں سے اس لیے عطا کیا تا کہ وہ اسلام قبول کر لے۔ پس ابن شہاب رحمہ اللہ سے مروی ہے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کا غزوہ کیا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور جو آپ کے ساتھ مسلمان تھے' نکلے اور انہوں نے حنین کے مقام پر لڑائی کی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین اور مسلمانوں کی نصرت فرمائی۔ اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفوان بن اُمیہ کو سو(100) اُونٹ عطا فرمائے' پھر سو(100) اور پھر سو(100) اُونٹ عطا فرمائے۔

ابن شہاب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے سعید بن مسیب رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ صفوان بن اُمیہ نے کہا ﴿وَاللّٰهِ لَقَدْ أَعْطَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا أَعْطَانِيْ وَ إِنَّهُ لَأَبْغَضُ النَّاسِ إِلَيَّ فَمَا بَرِحَ يُعْطِيْنِيْ حَتَّى إِنَّهُ لَأَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ﴾ ''اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ مجھے عطا کیا سو کیا اور بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ قابلِ نفرت تھے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے عطا کرتے گئے حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب ہو گئے۔''(۲)

اسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام پر جس چیز کا بھی سوال کیا گیا آپ نے وہ چیز عطا فرما دی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اتنی زیادہ بکریاں دی کہ دو پہاڑوں کے درمیانی حصے کو بھر سکتی تھیں۔ وہ اپنی قوم کی طرف واپس پلٹا تو اس نے کہا ﴿يَا قَوْمِ! أَسْلِمُوْا' فَإِنَّ مُحَمَّدًا يُعْطِيْ عَطَاءً لَا يَخْشَى الْفَقْرَ﴾ ''اے میری قوم (کے لوگو)! مسلمان ہو جاؤ بلاشبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر عطا کرتا ہے کہ فاقے سے بالکل بھی نہیں ڈرتا۔''(۳)

صحیح مسلم کی ایک روایت میں یہ لفظ ہیں بلاشبہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنی (زیادہ) بکریوں کا

---

(۱) [المغنی لابن قدامة (۵۱۸/۲)]

(۲) [مسلم (۲۳۱۳) کتاب الفضائل : باب ما سئل رسول الله شيئا قط ، ترمذی (٦٦٦) احمد (۴۰۱/۳)]

(۳) [مسلم (۲۳۱۲) کتاب الفضائل : باب ما سئل رسول الله ﷺ شيئا قط فقال لا و كثرة عطائه]

Www.IslamicBooks.Website

سوال کیا جو دو پہاڑوں کے درمیانی حصے میں سما جائیں تو آپ ﷺ نے اسے وہ عطا فرما دیں۔ پھر وہ اپنی قوم کے پاس آیا اور اس نے کہا ﴿ أَيْ قَوْمِ ! فَوَاللهِ إِنَّ مُحَمَّدًا لَيُعْطِي عَطَاءً مَا يَخَافُ الْفَقْرَ ﴾ ''اے میری قوم! اللہ کی قسم! محمد ﷺ اس قدر عطا کرتا ہے کہ فقر وفاقہ سے خائف نہیں ہوتا۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ (اس طرح مالی عنایات دیکھ کر) اگر کوئی آدمی مسلمان ہوتا تو صرف دنیاوی اغراض ومقاصد کے لیے ہوتا۔ لیکن جب مسلمان ہو جاتا تو اسلام اس کے نزدیک دنیا اور اس پر موجود ہر چیز سے زیادہ محبوب ہو جاتا۔'' (۱)

② دوسرے' اس میں وہ نومسلم افراد شامل ہیں جن کو اسلام پر مضبوطی سے قائم رکھنے کے لیے امداد دینے کی ضرورت ہو۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے جنگ حنین کے روز ہی آزاد ہونے والے لوگوں کے زعماء و شرفا کو سو سو اونٹ عطا فرمائے اور آپ ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا ﴿ يَا سَعْدُ ! إِنِّي لَأُعْطِي الرَّجُلَ وَ غَيْرُهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْهُ خَشْيَةَ أَنْ يَكُبَّهُ اللهُ فِي النَّارِ ﴾ ''اے سعد! اس کے باوجود کہ ایک شخص مجھے زیادہ عزیز ہے پھر بھی میں کسی دوسرے کو اس خوف کی وجہ سے یہ مال دے دیتا ہوں کہ (وہ اپنی کمزوری کی وجہ سے اسلام سے پھر جائے اور) اللہ تعالیٰ اسے آگ میں اوندھا کر کے ڈال دے۔'' (۲)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن میں تھے اور انہوں نے سونے کے (چند) ڈلے کان کی مٹی سمیت (ایک تھیلے میں ڈال کر) رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیجے۔ تو آپ ﷺ نے انہیں چار آدمیوں کے درمیان تقسیم کر دیا: اقرع بن حابس حنظلی' عیینہ بن بدر فزاری' علقمہ بن علاثہ عامری پھر بنو کلاب کا ایک اور زید الخیر طائی پھر بنو نبہان کا ایک۔ راوی کا بیان ہے کہ قریش غصہ میں آ گئے اور انہوں نے کہا کیا آپ نجد کے سرداروں کو دیتے ہیں اور ہمیں چھوڑتے ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ إِنِّي إِنَّمَا فَعَلْتُ ذَلِكَ لِأَتَأَلَّفَهُمْ ﴾ ''بلاشبہ میں نے تو یہ اس لیے کیا ہے تاکہ ان کی تالیف قلب ہو جائے۔'' (۳)

③ تیسرے' وہ افراد بھی اس میں شامل ہیں جن کو امداد دینے کی صورت میں یہ امید ہو کہ وہ اپنے علاقے کے لوگوں کو مسلمانوں پر حملہ آور ہونے سے روکیں گے۔

یہ اور اس طرح کی دیگر صورتیں تالیف قلب کی ہیں جن پر زکوۃ کی رقم خرچ کی جا سکتی ہے چاہے مذکورہ افراد مالدار ہی کیوں نہ ہو۔ (٤)

---

(۱) [أيضا]

(۲) [بخاری (۲۷) كتاب الإيمان : باب إذا لم يكن الإسلام على الحقيقة' مسلم (۱۵۰) ابو داود (٤٦٨٣)]

(۳) [مسلم (۱۰٦٤) كتاب الزكاة : باب ذكر الخوارج وصفاتهم' بخاری (٤٣٥٧) ابو داود (٤٧٦٤)]

(٤) [تفسير ابن كثير (۳٦٥/۲) تفسير أحسن البيان (ص/۵۲۹) فقه الزكاة للقرضاوى (۵۹۵/۲)]

Www.IslamicBooks.Website

(شافعی رحمہ اللہ) کافر کو تالیف قلب کے لیے زکوٰۃ کا مال نہیں دیا جا سکتا۔

(ابو حنیفہ رحمہ اللہ) یہ مصرف ہی ختم ہو چکا ہے۔

(احمد رحمہ اللہ) یہ حکم آج بھی باقی ہے۔(۱)

(شوکانی رحمہ اللہ) ظاہر یہی ہے کہ جب بھی تالیفِ قلب کے لیے خرچ کی ضرورت پیش آئے تو زکوٰۃ کے مال سے خرچ کرنا جائز ہے۔(۲)

(البانی رحمہ اللہ) اسی کے قائل ہیں جیسا کہ شیخ حسین بن عودہ نے بیان فرمایا ہے۔(۳)

(سید سابق رحمہ اللہ) ضرورت کے وقت تالیفِ قلب کا جواز ہی ظاہر ہے۔

مزید فرماتے ہیں کہ تالیفِ قلب کے لیے جن افراد پر زکوٰۃ کا مال خرچ کیا جا سکتا ہے فقہا نے ان کی دو قسمیں بنائی ہیں: ایک 'مسلمان اور دوسرے' کافر۔ مسلمانوں کی چار قسمیں ہیں:

1- مسلمانوں کے ایسے سردار جنہیں اپنی قوم میں مقام و مرتبہ حاصل ہو۔

2- ایسے مسلمانوں کے سردار جو ضعیف الایمان ہوں۔

3- وہ مسلمان جو دشمنوں کے شہروں کے بالمقابل سرحدات میں مقیم ہوں' تاکہ وہ بوقتِ ضرورت مسلمانوں کا دفاع کریں۔

4- ایسے مسلمان جن کی' زکوٰۃ وصول کرنے یا اُن لوگوں سے زکوٰۃ نکلوانے کے لیے ضرورت پڑتی ہو جو (بخوشی زکوٰۃ) ادا نہیں کرتے۔

اور کافر دو قسم کے ہیں:

1- جن سے توقع ہو کہ وہ اسلام قبول کر لیں گے۔

2- جن کے شر سے خطرہ ہو اور امید ہو کہ انہیں عطا کرنے سے ان کا شر رُک جائے گا۔(٤)

5 فی الرقاب

مطلب یہ ہے کہ گردنیں آزاد کرنے میں زکوٰۃ کا مال صرف کیا جا سکتا ہے۔

(1) امام بخاری رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے ﴿يُعْتِقُ مِنْ زَكَاةِ مَالِهِ﴾ ''(آدمی) اپنی زکوٰۃ (کے مال) سے غلام آزاد کر سکتا ہے۔''(٥)

---

(١) [المغنى (٦٦٦/٢) المجموع (١٩٧/٦) تفسير قرطبى (١٧٩/٨) الأم (٦١/٢) البحر الزخار (١٧٩/٢)]

(٢) [نيل الأوطار (١٢٨/٣)] (٣) [الموسوعة الفقهية الميسرة (١١٤/٣)] (٤) [فقه السنة (٣٥٤/١)]

(٥) [بخارى تعليقا (قبل الحديث / ١٤٦٨) أبو عبيد فى كتاب الأموال (١٧٨٢) الدر المنثور للسيوطى (٤٥١/٣)]

Www.IslamicBooks.Website

(2) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ ثَلَاثَةٌ حَقٌّ عَلَى اللّٰهِ عَوْنُهُمْ: الْمُجَاهِدُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَ الْمُكَاتَبُ الَّذِي يُرِيْدُ الْأَدَاءَ، وَ النَّاكِحُ الَّذِي يُرِيْدُ الْعَفَافَ ﴾ ''اللہ تعالیٰ پر تین بندوں کی مدد کرنا حق ہے: ایک اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والا مجاہد' دوسرا ایسا مکاتب غلام جو ادائیگی کا ارادہ رکھتا ہے اور تیسرا وہ نکاح کا خواہش مند جو پاک دامنی کا ارادہ رکھتا ہے۔'' (۱)

(3) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی آیا اور اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! مجھے کسی ایسے کام کی رہنمائی کیجئے جو مجھے جنت کے قریب کر دے اور (جہنم کی) آگ سے دور کر دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' کسی جان کو آزاد کرو اور گردن چھڑاؤ۔ اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! کیا یہ دونوں کام ایک ہی نہیں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ عِتْقُ النَّسَمَةِ أَنْ تُفْرِدَ بِعِتْقِهَا، وَ فَكُّ الرَّقَبَةِ أَنْ تُعِيْنَ فِي ثَمَنِهَا ﴾ ''کسی جان کو آزاد کرنا یہ ہے کہ تم اکیلے اسے آزاد کراؤ اور گردن چھڑانا یہ ہے کہ تم اس کی قیمت میں تعاون کرو۔'' (۲)

فقہا نے اس مسئلے میں اختلاف کیا ہے کہ کیا صرف مکاتب غلام آزاد کرائے جا سکتے ہیں یا غیر مکاتب بھی؟

(احناف، شافعیہ) اس سے صرف مکاتب غلام ہی مراد ہیں۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، حضرت حسن بصری، حضرت مقاتل بن حیان، حضرت عمر بن عبدالعزیز، حضرت سعید بن جبیر، امام نخعی، امام زہری، امام شافعی، امام لیث، اور ابن زید رحمہم اللہ نے بھی یہی قول مروی ہے۔

(مالک، احمد، بخاری رحمہم اللہ) یہ آیت مکاتب و غیر مکاتب تمام قسم کے غلاموں کو شامل ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بھی اسی کے قائل ہیں۔ (۳)

(راجح) دوسرا قول راجح ہے جیسا کہ امام شوکانی رحمہ اللہ نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے۔ (٤)

(سید سابق رحمہ اللہ) اسی کے قائل ہیں۔ (٥)

6 والغارمین

مقروض' ان میں ایک تو ایسا شخص شامل ہے جو اپنے اہل و عیال کا خرچ پورا کرنے کے لیے قرض لے کر مقروض ہو گیا ہو۔ دوسرا ایسا شخص جس نے کسی کی ضمانت دی ہو پھر وہ اس کا ذمہ دار قرار پایا ہو' یا ایسا شخص جس

---

(۱) [حسن : غاية المرام (۲۱۰) صحيح نسائی (۳۲۱۸) ترمذی (۱٦٥٥) كتاب فضائل الجهاد : باب ما جاء في المجاهد والناكح والمكاتب' ابن ماجه (۲٥۱۸) حاكم (۱٦۰/۲) امام حاکمؒ نے اس روایت کو مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے اور امام ذہبیؒ نے ان کی موافقت کی ہے اور امام ترمذیؒ نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔]

(۲) [احمد (۲۹۹/٤) طيالسی (۷۳۹) بیهقی (۲۷۲/۱۰) امام ابن حبانؒ نے اس روایت کو صحیح کہا ہے۔ [صحيح ابن حبان (۳۷٤)] امام ہیثمیؒ نے فرمایا ہے کہ اسے احمدؒ نے روایت کیا ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔ [مجمع الزوائد (۲٤۰/٤)]

(۳) [نيل الأوطار (۱۲۹/۳)] (٤) [أيضا' السيل الجرار (٥۸/۲)] (٥) [فقه السنة (۳٥٦/۱)]

Www.IslamicBooks.Website

کا کاروبار خسارے کا شکار ہو گیا ہو اور اس وجہ سے وہ مقروض ہو گیا ہو۔ ان تمام افراد کی مالِ زکوٰۃ سے امداد کی جا سکتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ان تمام قسم کے مقروضوں کو سوال کا مستحق قرار دیا ہے۔ جیسا کہ قبیصہ بن مخارق کی روایت میں ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ

(1) ﴿ تَحَمَّلْتُ حَمَالَةً ، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ أَسْأَلُهُ فِيهَا ، فَقَالَ : أَقِمْ حَتَّى تَأْتِيَنَا الصَّدَقَةُ ، فَنَأْمُرَ لَكَ بِهَا ، قَالَ : ثُمَّ قَالَ : يَا قَبِيصَةُ ! إِنَّ الْمَسْأَلَةَ لَا تَحِلُّ إِلَّا لِأَحَدِ ثَلَاثَةٍ ... ﴾ ''میں نے (دیت دینے کی) ذمہ داری قبول کی چنانچہ اس وجہ سے میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں آپ ﷺ سے دیت کے بارے میں تعاون کا طلب گار ہوں۔ آپ ﷺ نے حکم دیا کہ تم ہمارے ہاں قیام کرو جب ہمیں صدقات ملیں گے تو ہم ان میں سے تمہارے بارے میں بھی حکم دیں گے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا، اے قبیصہ! سوال کرنا صرف تین افراد کے لیے درست ہے۔ ایک وہ شخص جس نے کسی کی ضمانت اٹھائی، اس کے لیے سوال کرنا جائز ہے حتی کہ ضمانت حاصل کر لے اس کے بعد (سوال کرنے سے) رُک جائے۔ دوسرا وہ شخص جسے آفت پہنچ جائے، آفت نے اس کے مال کو ہلاک کر دیا، اس کے لیے اُس وقت تک سوال کرنا جائز ہے جب تک کہ اس کی ضرورت نہ پوری ہو جائے اور تیسرا وہ شخص جو فاقہ زدہ ہے اس کے قبیلہ کے تین ہوش مند انسان کھڑے ہوں اور (گواہی دیں کہ) فلاں انسان فاقہ زدہ ہے تو اس کے لیے اس وقت تک سوال کرنا جائز ہے جب تک اس کا فاقہ دور نہ ہو جائے۔ اے قبیصہ! ان کے علاوہ سوال کرنا حرام ہے، سوال کرنے والا حرام مال کھائے گا۔'' (۱)

(2) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عہدِ رسالت میں ایک آدمی پر اس کے پھلوں کی وجہ سے مصیبت آن پہنچی جنہیں اُس نے خریدا تھا۔ پس اس کا قرض زیادہ ہو گیا تو نبی کریم ﷺ نے (لوگوں سے) کہا ﴿ تَصَدَّقُوا عَلَيْهِ ، فَتَصَدَّقَ النَّاسُ عَلَيْهِ ﴾ ''اس پر صدقہ کرو، چنانچہ لوگوں نے اُس پر صدقہ کیا۔'' لیکن یہ (صدقہ) بھی اُس مقدار کو نہ پہنچا کہ جس سے اس کا قرض ادا ہو جاتا تو آپ ﷺ نے اس کے قرض خواہوں سے کہا کہ جو تمہیں مل جائے وہی لے لو اور تمہارے لیے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔'' (۲)

(سید سابق رحمہ اللہ) کسی ذمہ داری کی وجہ سے زکوٰۃ لینے کے لیے یہ شرط نہیں ہے کہ وہ شخص اس ذمہ داری کو پورا کرنے سے عاجز ہو بلکہ وہ زکوٰۃ کا مال لے سکتا ہے اگرچہ اس کے پاس اتنا مال ہو جس سے وہ ذمہ داری پوری کر لے۔ (۳)

---

(۱) [مسلم (۱۰٤٤) كتاب الزكاة : باب من تحل له المسالة، أبو داود (۱٦٤۰) نسائی (۸۹/٥) أحمد (٦۰/٥) شرح معانی الآثار (۱۷/۲) مشكل الآثار (۲۰٦/۱) دارقطنی (۱۲۰/۲) بيهقى (۷۳/٦)]

(۲) [مسلم (۱٥٥٦) كتاب المساقاة : باب استحباب الوضع من الدين، ابو داود (۳٤٦۹) ترمذى (٦٥٥) ابن ماجة (۲۳٥٦) كتاب الأحكام : باب تفليس المعدم والبيع عليه لغرمائه، احمد (۳٦/۳-٥۸)]

(۳) [فقه السنة (۳٥۸/۱)]

Www.IslamicBooks.Website

کیا مالِ زکوٰۃ سے میت کا قرض ادا کیا جا سکتا ہے؟

(ابو حنیفہ، احمد، نخعی رحمۃ اللہ علیہم) مالِ زکوٰۃ سے میت کا قرض ادا کرنا جائز نہیں کیونکہ مقروض میت ہے اور یہ ممکن نہیں کہ زکوٰۃ کا مال اس کے سپرد کیا جا سکے اور اگر کوئی زکوٰۃ کا مال قرض خواہ کے حوالے کر دے گا تو یہ غریم کے سپرد ہو گا' غارم کے سپرد نہیں۔ ایک روایت کے مطابق امام شافعیؒ کا بھی یہی موقف ہے۔

(مالک، ابو ثور رحمۃ اللہ علیہما) زکوٰۃ کے مال سے میت کا قرض بھی ادا کیا جا سکتا ہے کیونکہ آیت عام ہے اور اس میں ہر مقروض شامل ہے خواہ زندہ ہو یا مردہ اور اس لیے بھی یہ جائز ہے کیونکہ میت کے قرض کی ادائیگی بھی زندہ (کے قرض) کی طرح کامل طور پر صحیح ہو جاتی ہے۔(۱)

(راجح) ہمارے علم کے مطابق دوسرا موقف راجح ہے۔ (واللہ اعلم)

اس کی دلیل وہ روایت ہے جس میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿مَا مِنْ مُؤْمِنٍ إِلَّا وَ أَنَا أَوْلَى بِهِ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ، اقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ "اَلنَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ" فَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ مَاتَ وَ تَرَكَ مَالًا فَلْيَرِثْهُ عَصَبَتُهُ مَنْ كَانُوا، وَ مَنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضَيَاعًا فَلْيَأْتِنِي، فَأَنَا مَوْلَاهُ﴾ "میں ہر مومن کے دنیا و آخرت میں سب سے زیادہ قریب ہوں۔ اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو۔ "نبی مومنوں سے ان کی جان سے بھی زیادہ قریب ہے۔" اس لیے جو مومن بھی انتقال کر جائے اور مال چھوڑ جائے تو چاہیے کہ ورثاء اس کے مالک ہوں' وہ جو بھی ہوں اور جو شخص قرض چھوڑ جائے یا اولاد چھوڑ جائے تو وہ میرے پاس آ جائے کہ ان کا ولی میں ہوں۔"(۲)

مراد یہ ہے کہ جو شخص مقروض فوت ہو اور وہ پیچھے اتنا مال نہ چھوڑے جس سے قرض کی ادائیگی ممکن ہو تو اس کے اہل و عیال میرے (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے) پاس آئیں' میں بیت المال سے اُس کا قرض ادا کر دوں گا اور یہ بات محتاجِ دلیل نہیں کہ بیت المال میں غنائم و خراج کے ساتھ ساتھ اموالِ زکوٰۃ بھی شامل ہوتے تھے۔

بعض حضرات نے یہ رائے بھی پیش کی ہے کہ یہ عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص تھا لیکن برحق بات یہ ہے کہ یہ عمل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص نہیں تھا کیونکہ خصوصیت صرف دلیل سے ہی ثابت ہوتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس عمل کے اختصاص کی کوئی واضح دلیل موجود نہیں۔

(ابن تیمیہ رحمہ اللہ) زکوٰۃ کے مال سے میت کا قرض ادا کیا جائے گا۔(۳)

---

(۱) [المجموع للنووی (۲۱۱/۶) المغنی لابن قدامة (۶۶۷/۲)]

(۲) [بخاری (۲۳۹۹) کتاب فی الاستقراض وأداء الدیون : باب الصلاة علی من ترك دینا' مسلم (۱۶۱۹) ابو داود (۲۹۵۵) ترمذی (۱۰۷۰) ابن ماجة (۲۴۱۵) احمد (۷۸۶۶) بیهقی (۲۰۱/۶)]

(۳) [مجموع الفتاوی لابن تیمیة (۲۹۹/۱)]

Www.IslamicBooks.Website

(قرطبی رحمہ اللہ) ہمارے علماء اوران کے علاوہ دیگر علماء کا یہ کہنا ہے کہ زکوٰۃ کے مال سے میت کا قرض ادا کیا جاسکتا ہے کیونکہ وہ بھی ''غارمین'' میں شامل ہے۔(۱)

(خرشی رحمہ اللہ) اس میں کوئی فرق نہیں کہ قرض دار زندہ ہو یا مردہ۔ پس حاکم وقت زکوٰۃ کے مال سے رقم لے کر میت کا قرض ادا کرسکتا ہے بلکہ بعض اہل علم نے تو یہاں تک کہا ہے کہ میت کا قرض زندہ آدمی کے قرض سے زیادہ حق رکھتا ہے کہ اسے زکوٰۃ کے مال سے ادا کیا جائے کیونکہ اس بات کی تو اُمید ہی نہیں کہ میت کا قرض ادا کیا جائے گا جبکہ برعکس اِس کے زندہ کے قرض کی یہ کیفیت نہیں۔(۲)

(ڈاکٹر یوسف قرضاوی) جس بات کو ہم ترجیح دیتے ہیں وہ یہ ہے کہ شریعت کے دلائل اور اس کی روح مالِ زکوٰۃ سے میت کا قرض ادا کرنے سے نہیں روکتی۔(۳)

(سعودی مجلس افتاء) انہوں نے اسی کے مطابق فتویٰ دیا ہے۔(٤)

7 فی سبیل اللہ

اس مصرف میں صرف ایسے تمام افراد شامل ہیں جو دنیا میں غلبۂ اسلام کے لیے کسی بھی طریقے سے جہاد و قتال کے عمل میں مصروف ہیں۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ إِلَّا لِخَمْسَةٍ : لِغَازٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ......﴾ ''کسی مالدار آدمی کے لیے صدقہ جائز نہیں سوائے پانچ قسم کے مالداروں کے: اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والا ....''(۵)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آیتِ مصارف میں فی سبیل اللہ سے مراد مجاہدین ہیں کیونکہ حدیث میں لفظِ ''غازی'' کے ساتھ قرآن کے عموم ''فی سبیل اللہ'' کی تخصیص کر دی گئی ہے اور جمہور علمائے اُصولیین کے ہاں یہ بات مسلم ہے کہ عام کو خاص پر محمول کرنا واجب ہے۔

(عمر رضی اللہ عنہ) فی سبیل اللہ سے مراد جہاد اور مجاہد ہیں۔(٦)

(ابن عباس رضی اللہ عنہ) اس ضمن میں مجاہدین کو دیا جائے۔(۷)

(شوکانی رحمہ اللہ) اس سے مراد اللہ کے راستے میں غزوہ کرنے والے ہیں۔(۸) ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں کہ

---

(۱) [تفسیر قرطبی (۱۸۵/۸)] (۲) [الخرشی علی مختصر خلیل (۲۱۸/۲)]
(۳) [فقه الزکاة (۶۰۱/۲)] (٤) [فتاوی اللجنة الدائمة (۳۳/۱۰)]
(٥) [صحیح : صحیح أبو داود (۱٤٤۱) کتاب الزکاة ، أبو داود (۱٦۳٦) ابن ماجة (۱۸٤۱)]
(٦) [مؤطا (ص/۱۷٤)] (۷) [کما فی نیل الأوطار (۱۳۱/۳)] (۸) [أیضا]

سنت اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ اس صنف (یعنی فی سبیل اللہ) میں صرف کیا جا سکتا ہے خواہ وہ (مجاہد) غنی ہی ہو۔(۱)

(قرطبی، طبری رحمہما اللہ) فی سبیل اللہ سے مراد ایسے لوگوں کے لیے صرف کرنا ہے جو کفار سے لڑنے والے ہیں۔(۲)

(ابن کثیر رحمہ اللہ) فی سبیل اللہ میں وہ غازی بھی شامل ہیں جن کا حکومتی وظائف میں حصہ نہیں۔(۳)

(ابن حزم رحمہ اللہ) یقیناً فی سبیل اللہ سے مراد صرف جہاد ہے۔(٤)

(ابن قدامہ رحمہ اللہ) فی سبیل اللہ سے مراد وہ غازی ہیں جن کے حکومتی وظائف نہ ہوں۔(٥)

(مالک، ابوحنیفہ رحمہما اللہ) اس سے مراد جہاد اور رباط کی جگہیں ہیں (البتہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے یہ شرط لگائی ہے کہ مجاہد فقیر ہو تب زکوٰۃ کا مستحق ہے بصورتِ دیگر نہیں)۔(٦)

(شافعیہ، حنابلہ) اس سے مراد ایسے قتال کرنے والے لوگ ہیں جن کے پاس اس قدر مال نہ ہو جو انہیں کافی ہو سکے نیز سرحدوں میں مورچہ زن ہونا بھی اس میں شامل ہے۔(۷)

(ابوعبید رحمہ اللہ) فی سبیل اللہ کی تفسیر غازی و مجاہد ہے۔(۸)

(ڈاکٹر یوسف قرضاوی) آیتِ مصارف میں فی سبیل اللہ سے مراد جہاد ہے۔(۹)

(جمہور) اسی کے قائل ہیں۔(۱۰)

(ڈاکٹر وہبہ زحیلی) فی سبیل اللہ سے مراد ایسے مجاہدین ہیں جن کا فوج کے وظائف میں حق مقرر نہیں۔(۱۱)

(سعودی مجلس افتاء) فی سبیل اللہ سے مراد جہاد ہے۔(۱۲)

کیا حج و عمرہ فی سبیل اللہ میں شامل ہے؟

(1) حضرت اُمِ معقل رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع ادا فرمایا' ہمارے پاس ایک اُونٹ تھا جسے ابو معقل رضی اللہ عنہ نے اللہ کی راہ میں وقف کر دیا تھا' ہم (اس کے بعد) بیمار ہو گئے اور ابو معقل رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حج کے لیے روانہ ہو گئے' پھر جب آپ اپنے حج سے فارغ ہو (کر واپس پلٹ) آئے تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اے اُمِ معقل! تجھے ہمارے ساتھ (حج کے لیے) نکلنے سے کس چیز نے روکا تھا؟ انہوں نے کہا' بلاشبہ ہم نے تیاری کی تھی (لیکن میں نہ نکل سکی اور ابو معقل آپ کے ساتھ نکل گیا) اور پھر (حج سے واپسی پر) ابو معقل فوت ہو گیا۔ ہمارے پاس ایک اونٹ تھا' اسی پر ہم

---

(۱) [السیل الجرار (۸۰۳/۱)] (۲) [تفسیر قرطبی (۱۸۵/۸) تفسیر طبری (۱٦٥/٦)]
(۳) [تفسیر ابن کثیر (٤۰۳/۳)] (٤) [المحلی بالآثار (۲۷٥/٤)]
(٥) [العمدۃ (ص/۱۱۳)] (٦) [بدایۃ المجتھد (۳۲٥/۱)] (۷) [فقہ الزکاۃ (٦٤۱/۱)]
(۸) [کتاب الأموال (٦۱۱/۱)] (۹) [فقہ الزکاۃ (٦٥۷/۲)] (۱۰) [أیضا]
(۱۱) [الفقہ الإسلامی وأدلتہ (۸۷٤/۲)] (۱۲) [أبحاث ھیئۃ کبار العلماء (٦۱/۱-۹۷)]

Www.IslamicBooks.Website

حج کیا کرتے تھے لیکن ابو معقل نے اسے اللہ کی راہ میں وقف کر دیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تو اُس پر کیوں (حج کے لیے) نہ نکلی ﴿فَـإِنَّ الْـحَـجَّ فِـیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ "...... ﴾ "بے شک حج اللہ کے راستے میں سے ہی ہے۔" (۱)

(2) حضرت اُم معقل رضی اللہ عنہا سے مروی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿الْـحَـجُّ وَ الْعُمْرَةُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ﴾ "حج اور عمرہ اللہ کی راہ میں سے ہی ہے۔" (۲)

(3) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اُن سے ایسی عورت کے متعلق دریافت کیا گیا کہ جس نے تیس درہم اللہ کی راہ میں وقف کر دیئے ہیں' دریافت یہ کیا گیا کہ کیا وہ انہیں حج میں صرف کر سکتی ہے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ﴿أَمَا إِنَّهُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ﴾ "کیوں نہیں' بلاشبہ حج اللہ کی راہ میں ہی ہے۔" (۳)

(4) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے متعلق مروی ہے کہ ﴿ أَنَّهُ كَانَ لَا يَرَى بَأْسًا أَنْ يُعْطِيَ الرَّجُلُ مِنْ زَكَاةِ مَالِهِ فِي الْحَجِّ وَ أَنْ يُعْتِقَ مِنْهُ الرَّقَبَةَ ﴾ "وہ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے کہ آدمی اپنے مال کی زکوٰۃ حج کے لیے دے یا اس سے غلام آزاد کر دے۔" (٤)

(5) حضرت ابولاس خزاعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿ حَمَلَنَا النَّبِيُّ ﷺ عَلَى إِبِلِ الصَّدَقَةِ لِلْحَجِّ ﴾ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں زکوٰۃ کے اُونٹوں پر سوار کر کے حج کرایا۔" (٥)

(6) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے بیٹے عبد اللہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو یہ فرماتے ہوئے سنا ﴿يُعْطَى مِنَ الزَّكَاةِ فِي الْحَجِّ لِأَنَّهُ مِنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ' وَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ : الْحَجُّ مِنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ﴾ "حج کے لیے زکوٰۃ کا مال دیا جا سکتا ہے کیونکہ حج اللہ کی راہ میں سے ہی ہے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا تھا کہ حج اللہ کی راہ میں سے ہی ہے۔" (٦)

---

(۱) [صحیح : صحیح ابو داود (۱۷۵۲) کتاب المناسك : باب العمرة' ابو داود (۱۹۸۹)]

(۲) [صحیح : إرواء الغلیل (۸٦۹) احمد (۲۲۱/٤)' (٤٠٥/٦) حاکم (٤٨٢/١) طیالسی (٢٠٢/١) شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت عمرہ کے لفظ کے ساتھ شاذ ہے' اس کے بغیر صحیح ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ نے اس روایت کو مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے اور امام ذہبی رحمہ اللہ نے بھی ان کی موافقت کی ہے۔]

(۳) [أبو عبید فی الأموال (۱۹۷٦) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔ [فتح الباری (۲٥٨/٣)]

(٤) [جید : إرواء الغلیل (۳۷۷/۳) ابن أبی شیبة (٤١/٤) أبو عبید فی الأموال (١٧٨٤) شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کی سند جید ہے اور اسے امام بخاری رحمہ اللہ نے تعلیقاً بھی ذکر فرمایا ہے۔]

(٥) [بخاری تعلیقا (قبل الحدیث / ١٤٦٨) کتاب الزکاة : باب قول الله تعالیٰ' صحیح ابن خزیمة' موصولا (۲۳۷۷) شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے۔ [کما فی الموسوعة الفقهية الميسرة (١٢٠/٣)]

(٦) [کما فی إرواء الغلیل (٣٧٦/٣)]

Www.IslamicBooks.Website

(شوکانی رحمہ اللہ) مذکورہ بالا ابتدائی احادیث کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ''فی سبیل اللہ'' کی مد میں حج اور عمرہ بھی شامل ہے۔ جس نے جہادِ فی سبیل اللہ کے لیے کوئی مال وقف کر رکھا ہے وہ اپنے اُس مال سے حاجی اور معتمر کا سامان تیار کر سکتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی سواری وقف کی ہو تو اس پر حاجی اور معتمر کو سوار کر سکتا ہے۔(۱)

انہوں نے اُن احادیث سے استدلال کیا ہے جن میں حج کے ساتھ عمرہ کا بھی ذکر ہے لیکن چونکہ عمرہ والی روایت شاذ ہے اس لیے صرف حج کے لیے زکوٰۃ کا مال دیا جائے گا' عمرہ کے لیے نہیں۔

(ابن کثیر رحمہ اللہ) ''فی سبیل اللہ'' میں وہ مجاہد شامل ہیں جن کا حکومت کی طرف سے کوئی وظیفہ مقرر نہیں اور امام احمد، امام حسن اور امام اسحاق رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک حدیث (جو نمبر ایک پر بیان کی گئی ہے) کی وجہ سے حج بھی فی سبیل اللہ میں شامل ہے۔(۲)

(ابن تیمیہ رحمہ اللہ) جس نے فریضۂ حج ادا نہیں کیا وہ فقیر ہے' اسے اتنی رقم دی جاسکتی ہے جس سے وہ حج کر لے۔(۳)

(البانی رحمہ اللہ) مصارفِ زکوٰۃ کی آیت میں ''سبیل اللہ'' سے مراد جہاد' حج اور عمرہ ہے۔(٤)

کیا ہسپتال' مدارس یا مساجد وغیرہ کا خرچ فی سبیل اللہ میں شامل ہے؟

اگرچہ بعض علماء اس طرف مائل ہوئے ہیں کہ ''فی سبیل اللہ'' کی مد میں تمام اُمورِ خیر شامل ہیں جیسا کہ نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ نے ''فی سبیل اللہ'' کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ''یہاں سبیل اللہ سے مراد جہاد ہے جو اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا بہت بڑا راستہ ہے۔ لیکن اس بات کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے کہ سبیل اللہ صرف اسی عمل کے ساتھ خاص ہے۔ بلکہ ہر وہ نیک جگہ مراد ہے جو طریق الی اللہ کے متعلق ہو۔ آیت کے لغوی معانی بھی یہی ہیں' جن کی واقفیت ضروری ہے اور سبیل اللہ میں اُن علماء پر خرچ کرنا بھی شامل ہے جو مسلمانوں کے دینی مصلحتوں کے کاموں میں لگے ہوئے ہیں۔ یقیناً اللہ کے مال میں ان کے لیے حصہ ہے بلکہ یہ جہت سب سے زیادہ اہم ہے کیونکہ علماء انبیاء کے وارث ہیں اور دین کو سنبھالے ہوئے ہیں اور ان ہی کی مساعیٔ جمیلہ کی بدولت شریعتِ اسلامیہ محفوظ و مامون ہے اور بے شک علماء صحابہ کرام بھی اس مال سے اپنی حاجات کے مطابق عطایا لیا کرتے تھے۔''(٥)

اسی طرح امام شوکانی رحمہ اللہ نے اپنی ایک کتاب ''وبل الغمام'' میں فرمایا ہے کہ ''فی سبیل اللہ کی مد میں علمائے دین کے مصارف میں خرچ کرنا بھی شامل ہے کیونکہ ان کے لیے اللہ کے مال میں حصہ ہے خواہ وہ غنی ہوں یا فقیر

---

(۱) [نیل الأوطار (۱۳۳/۳)] (۲) [تفسیر ابن کثیر' بتحقیق عبد الرزاق مهدی (٤٠٣/۳)]

(۳) [الاختیارات الفقهیة لابن تیمیة ، و فی تمام المنة (ص / ۳۸۱)]

(٤) [الصحیحة (تحت الحدیث / ۲٦۸۱)] (٥) [الروضة الندیة (٥٠١/۱)]

بلکہ اس جہت میں خرچ کرنا اہم اُمور میں سے ہے اور بلاشبہ علمائے صحابہ بھی اپنی ضروریات کے لیے زکوٰۃ کے اموال سے عطایا لیا کرتے تھے۔'' (۱)

لیکن برحق مؤقف یہ ہے کہ ''فی سبیل اللہ'' کی مد میں صرف جہاد اور حج ہی شامل ہے جیسا کہ گزشتہ عنوانات کے تحت اس مؤقف کی مدلل وضاحت کردی گئی ہے۔

(البانی رحمہ اللہ) جہاں تک مجھے علم ہے آیت مصارف کی تفسیر اس معنی میں کہ اس میں جملہ اعمالِ خیر شامل ہوں سلف میں سے کسی ایک سے بھی منقول نہیں۔ اگرچہ نواب صدیق حسن خانؒ ''الروضۃ الندیۃ'' میں اس کی طرف مائل ہوئے ہیں لیکن ان کی بات مردود ہے اور اگر معاملہ اسی طرح ہوتا تو پھر آیتِ کریمہ میں زکوٰۃ کو صرف آٹھ مصارف میں محدود کرنے کا کوئی فائدہ ہی باقی نہیں رہتا۔ (۲)

(ابوعبید رحمہ اللہ) میت کا قرض ادا کرنا (یہ ثابت ہے۔ راقم)' اس کے کفن کے لیے خرچ مہیا کرنا' مساجد کی تعمیر' نہروں کی کھدائی اور ان کے مشابہ نیکی کے کاموں میں زکوٰۃ کا مال صرف کرنا' امام سفیانؒ اور اہل عراق و دیگر علماء کا اس پر اجماع ہے کہ' کفایت نہیں کرتا۔ کیونکہ یہ اُمور آٹھ مصارف میں شامل نہیں۔ (۳)

لہٰذا ثابت ہوا کہ مدارسِ دینیہ' مساجد کی تعمیر یا دیگر اُمورِ خیر مثلاً نہروں کی کھدائی' پلوں کی تعمیر' ہسپتالوں کا قیام' علماء کے اخراجات وغیرہ وغیرہ کے لیے زکوٰۃ کا مال صرف کرنا جائز نہیں۔

(ابن قدامہ رحمہ اللہ) اسی کے قائل ہیں۔ (٤)

(شیخ صالح بن فوزان) آیت میں مذکور آٹھوں مصارف کے علاوہ دیگر اُمورِ خیر مثلاً مساجد و مدارس کی تعمیر وغیرہ میں زکوٰۃ کا مال صرف کرنا جائز نہیں۔ (٥)

(سعودی مجلس افتاء) مساجد' ہسپتال اور دینی اداروں کی تعمیر کے لیے زکوٰۃ خرچ کرنا جائز نہیں۔ (٦)

(ابن باز رحمہ اللہ) تمام علماء کے ہاں یہ بات معروف ہے اور جمہور اہل علم کی یہی رائے ہے اور اولین سلف صالحین سے یہ بات اجماع کی مانند ثابت ہے کہ زکوٰۃ کا مال مساجد کی تعمیر اور کتب کی خرید وغیرہ جیسے کاموں میں صرف نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ یہ مال صرف اُن آٹھ مصارف میں ہی صرف کیا جائے گا جن کا ذکر سورہ توبہ کی آیت میں ہے۔ (۷)

(شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ) مساجد کی تعمیر وغیرہ جیسے کاموں کے لیے زکوٰۃ کا مال صرف کرنا جائز نہیں۔ (۸)

---

(۱) [کما فی دلیل الطالب (ص / ٤٣٢)]
(۲) [تمام المنة (ص / ٣٨٢)]
(۳) [الأموال (فقرة : ١٩٧٩)]
(٤) [المغنی لابن قدامة (١٢٥/٤)]
(٥) [الملخص الفقهی للفوزان (٣٦٠/١)]
(٦) [فتاوی اللجنة الدائمة (٣٩/١٠)]
(۷) [مجموع الفتاوی لابن باز (٢٩٤/١٤)]
(۸) [مجموع الفتاوی لابن عثیمین (٣٤٩/١٨)]

Www.IslamicBooks.Website

تاہم اگر مدارس کے طلبا یا مدرسین فقرا و مساکین میں شمار ہوتے ہوں تو پھر ان کے لیے زکوٰۃ کے مال سے بھی عطایا نکالے جا سکتے ہیں' اسی طرح اگر تعلیم کا مقصد کسی نہ کسی طریقے سے جہادِ فی سبیل اللہ میں شرکت ہو تو بھی یہ لوگ زکوٰۃ کے مستحق قرار پائیں گے۔ ایک مقام پر سعودی مجلس افتاء نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے۔(۱)

8 ابن سبیل

ابن سبیل کا مطلب ہے راستے کا بیٹا' اس سے مراد مسافر ہے۔ یعنی اگر کوئی مسافر دورانِ سفر امداد کا مستحق ہو گیا ہو تو خواہ وہ اپنے گھر یا وطن میں صاحبِ حیثیت ہی کیوں نہ ہو' زکوٰۃ کی رقم سے اس کی امداد کی جائے گی۔(۲)

(قرطبی رحمہ اللہ) ابن سبیل سے مراد ایسا مسافر ہے جس سے دورانِ سفر اپنے شہر' اپنے مقام اور اپنے مال تک پہنچنے کے ذرائع واسباب منقطع ہو گئے ہوں تو اسے زکوٰۃ کے مال سے دیا جائے گا اگرچہ وہ اپنے شہر میں غنی ہی کیوں نہ ہو۔(۳)

(ابن کثیر رحمہ اللہ) ابن سبیل وہ مسافر ہے جو کسی شہر میں راستہ عبور کرنے والا ہو اور اس کے پاس کوئی ایسی چیز نہ ہو جس کے ذریعے وہ اپنا سفر جاری رکھ سکتا ہو تو اسے صدقات سے اتنا مال دیا جائے گا جو اسے اس کے شہر تک پہنچنے کے لیے کافی ہو اگرچہ وہ مالدار ہی ہو۔

یہی حکم اُس شخص کا بھی ہے جو اپنے شہر سے سفر شروع کرنے کا ارادہ رکھتا ہو لیکن اس کے پاس کچھ نہ ہو تو اسے زکوٰۃ کے مال سے اتنا دیا جائے گا جو اس کی آمد و رفت کے لیے کافی ہو۔ اس کی دلیل یہ آیت ہے اور وہ حدیث ہے جس میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''صدقہ کسی غنی کے لیے جائز نہیں سوائے پانچ کے......''(۴)

(جمہور، مالک، احمد رحمہما اللہ) جو مسافر زکوٰۃ کا مستحق ہے اس سے مراد وہ مسافر ہے جو کسی شہر میں راستہ عبور کرنے والا ہو' وہ مراد نہیں ہے جو اپنے شہر سے سفر شروع کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔

(شافعی رحمہ اللہ) فرماتے ہیں کہ سفر شروع کرنے والا بھی ابن سبیل میں شامل ہے۔(۵)

(راجح) امام مالک رحمہ اللہ وغیرہ کا مؤقف راجح ہے کیونکہ ابن سبیل سے تو یہی مراد ہے لیکن اگر کوئی شخص کسی ضروری حاجت کے لیے سفر کرنا چاہتا ہے اور اس کے پاس کچھ نہیں ہے تو اسے فقیر ہونے کی وجہ سے زکوٰۃ دی جا سکتی ہے' مسافر ہونے کی وجہ سے نہیں۔

(ڈاکٹر یوسف قرضاوی) اسی کے قائل ہیں۔(۶)

---

(۱) [فتاوی اللجنة الدائمة (۱۰/۴۱)]
(۲) [نیل الأوطار (۳/۱۳۱-۱۳۲) السیل الجرار (۲/۶۰) فقه الزکاة (۲/۶۷۰)]
(۳) [تفسیر قرطبی (۸/۱۷۲)] (۴) [تفسیر ابن کثیر (۳/۴۰۳)]
(۵) [الشرح الکبیر مع المغنی (۲/۷۰۲) المجموع (۶/۲۱۴) فقه السنة (۱/۳۵۹)]
(۶) [فقه الزکاة (۲/۶۷۶)]

Www.IslamicBooks.Website

ابن سبیل کو عطا کرنے کے قرآنی متعدد احکامات

(1) ﴿يَسْـَٔلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ ۖ قُلْ مَآ أَنفَقْتُم مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ . . . وَابْنِ السَّبِيلِ﴾[البقرة : ٢١٥] ''آپ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں؟ آپ کہہ دیجیے جو مال تم خرچ کرو وہ ماں باپ کے لیے ہے اور رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے۔''

(2) ﴿وَآتَى الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ﴾[البقرة : ١٧٧] ''(نیک وہ ہے) جو مال سے محبت کرنے کے باوجود قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سوال کرنے والوں کو عطا کرے۔''

(3) ﴿وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ۖ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا . . . وَابْنِ السَّبِيلِ﴾[النساء : ٣٦] ''اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، اور ماں باپ کے ساتھ سلوک و احسان کرو اور رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، قرابت دار ہمسایہ، اجنبی ہمسایہ، پہلو کے ساتھی اور راہ کے مسافر سے بھی حُسنِ سلوک سے پیش آؤ۔''

(4) ﴿وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَيْءٍ . . . وَابْنِ السَّبِيلِ﴾[الأنفال : ٤١] ''جان لو کہ تم جس قسم کی جو کچھ غنیمت حاصل کرو، اس میں سے پانچواں حصہ تو اللہ کا ہے اور رسول کا اور قرابت داروں کا اور یتیموں کا اور مسکینوں کا اور مسافروں کا۔''

(5) ﴿وَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا﴾[الإسراء : ٢٦] ''رشتہ داروں، مسکینوں اور مسافروں کا حق ادا کرو اور اسراف اور بے جا خرچ سے بچو۔''

(6) ﴿فَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ﴾[الروم : ٣٨] 'قرابت دار، مسکین اور مسافر (ہر ایک) کو اس کا حق ادا کرو۔''

(7) ﴿مَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ . . . وَابْنِ السَّبِيلِ﴾[الحشر : ٧] 'بستیوں والوں کا جو مال اللہ تعالیٰ تمہارے لڑے بھڑے بغیر اپنے رسول کے ہاتھ لگائے، وہ اللہ کا ہے اور رسول کا اور قرابت داروں کا اور یتیموں مسکینوں کا اور مسافروں کا ہے۔''

کیا مسافر کی بات بلا حجت تسلیم کر لی جائے گی؟

مراد یہ ہے کہ اگر کوئی آئے اور وہ کہے کہ میں مسافر ہوں اور مجھے اپنے سفر کی تکمیل کے لیے اخراجات کی ضرورت ہے تو کیا اس کی یہ بات تسلیم کر لی جائے گی یا اس سے اس کا کوئی ثبوت بھی طلب کیا جائے گا؟

(قرطبی رحمہ اللہ) دین کے متعلق تو ضروری ہے کہ وہ اسے ثابت کرے البتہ دیگر صفات کے متعلق اس کا ظاہری

Www.IslamicBooks.Website

حال ہی گواہ اور کافی ہے۔(۱)

اس کی دلیل حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے مروی وہ حدیث ہے جس میں مذکور ہے کہ ﴿ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ صَدْرِ النَّهَارِ ' قَالَ : فَجَاءَهُ قَوْمٌ حُفَاةٌ عُرَاةٌ مُجْتَابِي النِّمَارِ أَوِ الْعَبَاءِ ....مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَ أَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَيْءٌ .... ﴾

''دن کے ابتدائی حصے میں ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے۔ کچھ لوگ آئے جو ننگے پیر' ننگے بدن' گلے میں چمڑے کی چادریں پہنے ہوئے' اپنی تلواریں لٹکائے ہوئے' اکثر بلکہ سب ان میں قبیلہ مضر کے لوگ تھے۔ ان کے فقروفاقہ کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک تبدیل ہو گیا۔ آپ ﷺ اندر گئے پھر باہر آئے۔ پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا' اذان کہو۔ پھر تکبیر کہی اور نماز پڑھی اور خطبہ پڑھا اور یہ آیت پڑھی ''اے لوگو! اللہ سے ڈرو۔ جس نے تمہیں ایک جان سے بنایا......آخر آیت تک۔'' پھر سورۂ حشر کی یہ آیت پڑھی ''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور غور کرو کہ تم نے اپنی جانوں کے لیے آگے کیا بھیجا ہے جو کل کام آئے گا۔'' (پھر لوگ صدقات لانا شروع ہو گئے) کسی نے دینار صدقہ کیا' کسی نے درہم دیا' کسی نے کپڑے' کسی نے ایک صاع گندم اور کسی نے ایک صاع کھجور دی حتی کہ آپ ﷺ نے فرمایا' کھجور کی ایک گٹھلی بھی ہو (وہ بھی دو)۔ پھر انصار میں سے ایک شخص تھیلی لایا کہ اس کا ہاتھ تھکا جاتا تھا بلکہ تھک گیا تھا۔ پھر تو لوگوں نے تانتا باندھ لیا حتی کہ میں نے خوراک اور کپڑے کے دو ڈھیر دیکھے (اتنے صدقات جمع ہو گئے) حتی کہ میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کا چہرۂ مبارک چمکنے لگا تھا گویا کہ سونے کا ہو گیا ہو جیسے کندن۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص اسلام میں نیک کام کی ابتداء کرے اس کے لیے اپنے عمل کا بھی ثواب ہے اور جو لوگ اس کے بعد عمل کریں ان کا بھی ثواب ہے بغیر اس کے کہ ان لوگوں کا کچھ ثواب کم ہو اور جس نے اسلام میں آ کر برا کام شروع کیا تو اس پر اس کے اپنے عمل کا بھی بوجھ ہے اور ان لوگوں کا بھی جو اس کے بعد عمل کریں بغیر اس کے کہ ان لوگوں کا کچھ ثواب کم ہو۔'' (۲)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دین کے علاوہ باقی صفات میں ظاہری حال پر ہی اکتفاء کرنا چاہیے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے بھی صرف ظاہری حال پر ہی اکتفاء کیا اور لوگوں کو صدقہ کرنے کی ترغیب دلائی۔ آپ ﷺ نے ان سے نہ تو کوئی دلیل طلب کی اور نہ ہی ان سے یہ پوچھا کہ ان کے پاس مال ہے یا نہیں۔

اس کی دوسری دلیل وہ حدیث ہے جس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے تین آدمیوں کی

---

(۱) [تفسیر قرطبی (۱۷۲/۸)]

(۲) [مسلم (۱۰۱۷) کتاب الزکاۃ : باب الحث علی الصدقة ولو بشق تمرة أو كلمة طيبة ' احمد (۳۵۷/٤)]

Www.IslamicBooks.Website

آزمائش کرنے کا ارادہ فرمایا...... (اس کے آخر میں ہے کہ) پھر فرشتہ اندھے کے پاس اپنی پہلی صورت میں آیا اور اس نے کہا﴿ رَجُلٌ مِسْكِينٌ وَ ابْنُ سَبِيلٍ وَ تَقَطَّعَتْ بِهِ الْحِبَالُ فِي سَفَرِهِ ، فَلَا بَلَاغَ الْيَوْمَ إِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ ، أَسْئَلُكَ بِالَّذِي رَدَّ عَلَيْكَ بَصَرَكَ شَاةً أَتَبَلَّغُ بِهَا فِي سَفَرِي ﴾ "میں مسکین آدمی ہوں' سفر کے تمام سامان واسباب ختم ہو چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے حاجت پوری ہونے کی اُمید نہیں۔ میں تم سے اُس ذات کے واسطے سے جس نے تمہیں تمہاری بصارت واپس دی' ایک بکری کا سوال کرتا ہوں جس کے ذریعے اپنا سفر پورا کر سکوں۔"

اندھے نے جواب میں کہا کہ یقیناً میں ایک اندھا آدمی تھا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے فضل سے بصارت عطا فرمائی اور واقعتاً میں فقیر و مسکین تھا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے مالدار بنایا۔ تم جتنی بکریاں چاہتے ہو لے سکتے ہو' اللہ کی قسم! آج میں تمہیں اس چیز سے نہیں روکوں گا جسے تم اللہ کے لیے لینا چاہو گے۔(۱)

اس حدیث میں محلِ استشہاد یہ ہے کہ جب فرشتہ اس کی پہلی صورت میں آیا اور اس نے کہا کہ میں ایک مسکین آدمی ہوں اور ایک بکری چاہتا ہوں تو اندھے نے جواب میں یہ نہیں کہا کہ پہلے یہ ثابت کرو کہ تم مسافر ہو پھر میں تمہیں عطا کروں گا۔

کیا زکوٰۃ آٹھوں مصارف میں صرف کرنا ضروری ہے؟

یہ ضروری نہیں بلکہ ان مصارف میں سے کسی ایک مصرف میں بھی (جس میں زیادہ ضرورت ہو) زکوٰۃ صرف کی جا سکتی ہے حتی کہ کسی ایک انسان کو دینا بھی جائز و درست ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت سعید بن جبیر، امام حسن، امام نخعی، امام عطاء، امام ثوری، امام ابو عبید رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ بھی یہی مؤقف رکھتے ہیں۔(۲)

اس کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں مذکور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا﴿ تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ ﴾ "زکوٰۃ ان کے اغنیاء سے وصول کی جائے گی اور ان کے فقراء میں تقسیم کر دی جائے گی۔"(۳)

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منجملہ فقراء کو ہی زکوٰۃ دینے کا حکم دیا ہے اور وہ صرف ایک ہی مصرف وصنف ہیں۔

(ابن قدامہ رحمہ اللہ) آٹھ اصناف میں سے کسی ایک صنف میں بلکہ صرف ایک شخص کو عطا کرنا بھی کافی ہے۔(٤)

---

(١) [بخاری (٣٤٦٤) كتاب أحاديث الأنبياء : باب ما ذكر عن بني إسرائيل ' مسلم (٢٩٦٤)]

(٢) [المغني لابن قدامة (١٢٨/٤)]

(٣) [بخاری (١٣٩٥) كتاب الزكاة : باب وجوب الزكاة ' مسلم (١٩) أبو داود (١٥٨٤) ترمذي (٦٢١)]

(٤) [المغني لابن قدامة (١٢٧/٤)]

Www.IslamicBooks.Website

(سعودی مجلس افتاء) آٹھوں مصارف میں سے کسی ایک مصرف میں بھی زکوٰۃ کا مال دے دینا جائز ہے۔(۱)

(شافعی رحمہ اللہ) مالِ زکوٰۃ تمام مصارف میں صرف کرنا لازم ہے۔

(مالک رحمہ اللہ) اُسی پر صرف کیا جائے جو ان میں زیادہ محتاج وضرورت مند ہو۔

(احمد، ابوحنیفہ رحمہما اللہ) کسی ایک مصرف میں صرف کرنا بھی جائز ہے۔(۲)

اگر کسی آدمی میں استحقاقِ زکوٰۃ کے ایک سے زیادہ سبب ہوں

(ابن قدامہ رحمہ اللہ) اگر ایک آدمی میں زکوٰۃ لینے کے کئی اسباب موجود ہوں تو ان اسباب کی وجہ سے اسے عطا کرنا جائز ہے۔ پس فقیر عامل کے لیے درست ہے کہ وہ اپنی تنخواہ وصول کرے اور اگر وہ اسے کفایت نہ کرتی ہو تو وہ اتنا مال (مزید) وصول کر لے جتنا اُسے کفایت کرتا ہو۔ اسی طرح اگر کوئی مجاہد ہو تو اس کے لیے اتنا مال لینا جائز ہے جو اس کے غزوے کے لیے کافی ہو اور اگر وہ مقروض بھی ہو تو اپنے قرض کے برابر (مزید بھی) لے سکتا ہے کیونکہ ان اسباب میں سے ہر ایک سبب اپنا الگ حکم ثابت کرتا ہے اور کسی دوسرے سبب کا وجود اس (پہلے سبب) کے حکم کے ثبوت کے لیے رکاوٹ نہیں جیسے اس کے وجود کے لیے رکاوٹ نہیں۔(۳)

ہر جگہ کے اغنیاء کی زکوٰۃ وہیں کے فقراء پر صرف کی جائے

(1) جس حدیث میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف روانہ کرنے کا ذکر ہے اس میں ہے کہ ﴿ تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ ﴾ "(زکوٰۃ) ان کے اغنیاء سے وصول کی جائے گی اور ان کے محتاجوں میں تقسیم کر دی جائے گی۔"(٤)

(2) حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ قَدِمَ عَلَيْنَا مُصَدِّقُ النَّبِيِّ ﷺ فَأَخَذَ الصَّدَقَةَ مِنْ أَغْنِيَائِنَا فَجَعَلَهَا فِي فُقَرَائِنَا ' وَ كُنْتُ غُلَامًا يَتِيمًا فَأَعْطَانِي مِنْهَا قَلُوصًا ﴾ "ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ کی طرف سے زکوٰۃ وصول کرنے والا شخص آیا تو اس نے ہمارے اغنیاء سے زکوٰۃ وصول کر کے ہمارے فقراء میں تقسیم کر دی۔ میں ایک یتیم بچہ تھا تو اس نے زکوٰۃ کے مال سے مجھے ایک جوان اُونٹنی دے دی۔"(٥)

(3) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہیں زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے عامل مقرر کیا گیا۔ جب

---

(۱) [فتاوی اللجنة الدائمة (۱۰/۵۱)]

(۲) [نيل الأوطار (۱۳٤/۳) المغني (۱۲۸/٤) الأم (۷۱/۲) بدائع الصنائع (٤٥/۲)]

(۳) [المغنی لابن قدامة (۵۱۸/۲)]

(٤) [بخاری (۱٤٥۸) كتاب الزكاة : باب لا توخذ كرائم أموال الناس فى الصدقة ' مسلم (۱۹)]

(٥) [ضعيف : ضعیف ترمذی (۹۹) كتاب الزكاة : باب ما جاء أن الصدقة توخذ من الأغنياء فترد على الفقراء ' ترمذی (٦٤٩) ابن خزيمة (۲٦۳۲)] شیخ محمد صبحی حسن حلاق نے اسے حسن کہا ہے۔[التعليق على الروضة الندية (٤٩١/۱)]

Www.IslamicBooks.Website

وہ واپس آئے تو انہیں کہا گیا مال کہاں ہے؟ انہوں نے جواب میں کہا' کیا مال کے لیے آپ نے مجھے روانہ کیا تھا؟ ﴿ كُنَّا نَأْخُذُهُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَوَضَعْنَاهُ حَيْثُ كُنَّا نَضَعُهُ ﴾ ''ہم نے وہاں سے مال وصول کیا جہاں سے عہدِ رسالت میں وصول کیا کرتے تھے اور وہیں تقسیم کر دیا جہاں پر اسے (عہد رسالت میں) تقسیم کیا کرتے تھے۔'' (۱)

(جمہور، مالک، شافعی، ثوری رحمہم اللہ) جس شہر سے زکوۃ وصول کی گئی ہے اس کے علاوہ کسی اور شہر میں اسے صرف کرنا جائز نہیں۔

(احناف) ایسا کرنا کراہت کے ساتھ جائز ہے۔(۲)

(راجح) ضرورت اور مصلحت کے وقت کسی دوسرے شہر میں بھی مالِ زکوۃ صرف کیا جا سکتا ہے (البتہ عام حالات میں بہتر یہی ہے کہ جس علاقے سے زکوۃ وصول کی جائے اسی علاقے کے فقراء میں تقسیم کر دی جائے جیسا کہ گذشتہ دلائل سے یہی ثابت ہوتا ہے)۔(۳)

امام بخاری نے باب قائم کیا ہے کہ ((بَابُ أَخْذِ الصَّدَقَةِ مِنَ الْأَغْنِيَاءِ وَتُرَدُّ فِي الْفُقَرَاءِ حَيْثُ كَانُوا)) ''باب' اس بیان میں کہ مالداروں سے زکوۃ وصول کی جائے اور فقراء پر خرچ کر دی جائے خواہ وہ کہیں بھی ہوں۔''

اس باب کے تحت امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ حدیث نقل کی ہے "تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ" (٤)

غالباً امام بخاری رحمہ اللہ نے " فقرائهم " کی ضمیر کو تمام مسلمانوں کی طرف لوٹایا ہے۔

(ابن منیر رحمہ اللہ) امام بخاری رحمہ اللہ نے اس موقف کو اختیار کیا ہے کہ جس شہر سے زکوۃ وصول کی گئی ہے اس سے (کسی اور شہر کی طرف) زکوۃ کے مال کو منتقل کرنا جائز ہے۔(ان کے نزدیک) اس کی دلیل رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان ''زکوۃ کو اُن کے فقراء میں تقسیم کیا جائے گا'' کا عموم ہے۔ کیونکہ اس میں ضمیر (تمام) مسلمانوں کی طرف لوٹ رہی ہے۔ لہٰذا ان میں سے جو بھی فقیر ہوگا اسے زکوۃ کا مال دیا جائے گا خواہ وہ کہیں بھی ہو۔(۵)

علاوہ ازیں اس موقف کی دلیل وہ روایت بھی ہے جس میں مذکور ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اہل یمن سے اہل مدینہ کے لیے زکوۃ وصول کی جیسا کہ اُس میں یہ لفظ ہیں:

''طاؤس رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے یمن والوں سے کہا تھا کہ مجھے تم صدقہ میں جو اور جوار

---

(۱) [صحيح : صحيح ابن ماجة (١٤٦٧) كتاب الزكاة : باب ما جاء في عمال الصدقة ' صحيح أبو داود (١٤٣١) كتاب الزكاة : باب في الزكاة تحمل من بلد إلى بلد ' أبو داود (١٦٢٥) ابن ماجة (١٨١١)]

(٢) [الأم (٩١/٢) المغنى (١٣١/٤) المبسوط (١٨/٣) نيل الأوطار (١١٠/٣) تحفة الأحوذى (٣٥٤/٣)]

(٣) [تحفة الأحوذى (٣٥٥/٣)] (٤) [بخارى (١٤٩٦)] (٥) [فتح البارى (٣٥٧/٣)]

Www.IslamicBooks.Website

کی جگہ سامان واسباب یعنی دھاری دار چادریں یا دوسرے لباس دے سکتے ہو جس میں تمہارے لیے بھی آسانی ہو گی اور مدینہ میں نبی کریم ﷺ کے صحابہ کے لیے بھی بہتری ہوگی۔‘‘(۱)

(ابن تیمیہ رحمہ اللہ) کسی شرعی مصلحت کی وجہ سے زکوٰۃ کو منتقل کرنا بھی جائز ہے۔مزید فرماتے ہیں کہ زکوٰۃ کو آٹھوں مصارف میں صرف کرنا واجب ہے اگر وہ موجود ہوں اور اگر (سب موجود) نہ ہوں تو ان میں سے جو بھی موجود ہو اسی میں زکوٰۃ کا مال صرف کیا جائے اور جہاں کہیں بھی یہ مصارف ہوں وہیں زکوٰۃ کو منتقل کرنا واجب ہے۔(۲)

(ابن قدامہ رحمہ اللہ) اگر کوئی زکوٰۃ کو (کسی دوسرے شہر) منتقل کر دے تو اکثر اہل علم کے قول کے مطابق اسے کفایت کر جائے گی۔(۳)

(البانی رحمہ اللہ) شیخ حسین بن عودہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ ’’البانی‘‘ سے (زکوٰۃ دوسرے شہر میں منتقل کرنے کے) جواز کی دلیل دریافت کی تو انہوں نے کہا کہ اس کی دلیل یہ ہے کہ کوئی ایسی دلیل موجود نہیں جس میں زکوٰۃ منتقل کرنے سے منع کیا گیا ہو۔(٤)

(ابن جبرین، شیخ صالح الفوزان، سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی، شیخ ابن عثیمین) (اصل تو یہ ہے کہ اُسی شہر کے فقراء پر زکوٰۃ کا مال تقسیم کیا جائے لیکن) کسی مصلحت کے تحت زکوٰۃ دوسرے شہر میں بھی منتقل کی جاسکتی ہے۔(٥)

کیا کسی کو شادی کے لیے زکوٰۃ دینا جائز ہے؟

(سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) یہ جائز ہے جبکہ وہ شخص جو شادی کا خواہش مند ہے اتنا مال نہ رکھتا ہو جتنا عرفِ عام میں بغیر کسی اسراف کے شادی کے اخراجات کے لیے ناگزیر ہوتا ہے۔(٦)

(شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ) انہوں نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے۔(۷)

---

(١) [بخاری (قبل الحدیث / ١٤٤٨) کتاب الزکاة : باب العرض فی الزکاة]

(٢) [الاختیارات الفقهیة (ص / ٩٩_١٠٤) مجموع الفتاوی لابن تیمیة (٨٥/٢٥)]

(٣) [المغنی لابن قدامة (٥٣١/٢)] (٤) [الموسوعة الفقهیة المیسرة (١٤١/٣)]

(٥) [فتاوی إسلامیة (٦٥/٢) الملخص الفقهی (٣٥٧/١) فتاوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمیة والإفتاء (٤١٧/٩) مجموع الفتاوی لابن عثیمین (٣١٤/١٨)]

(٦) [فتاوی اللجنة الدائمة (١٧/١٠)] (٧) [مجموع الفتاوی لابن عثیمین (٣٥١/١٨)]

Www.IslamicBooks.Website

باب من تحرم عليه الزكاة جن پر زکوۃ حرام ہے

کافر و مرتد پر زکوۃ حرام ہے

کیونکہ جس حدیث میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف روانہ کرنے کا ذکر ہے اس میں ہے کہ ﴿ تُوْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ ﴾ ''(زکوۃ) ان کے اغنیاء سے وصول کی جائے گی اور ان کے محتاجوں میں تقسیم کردی جائے گی۔''(۱) یعنی مسلمانوں کے اغنیاء سے وصول کر کے مسلمانوں کے ہی فقراء میں تقسیم کی جائے گی۔

(ابن قدامہ رحمہ اللہ) ہمیں اہل علم کے درمیان اس مسئلے میں کسی اختلاف کا علم نہیں کہ اموال کی زکوۃ کافر کو نہیں دی جائے گی اور نہ ہی غلام کو۔(۲)

(ابن منذر رحمہ اللہ) اہل علم میں سے وہ تمام حضرات جن کے متعلق ہمیں یاد ہے اُن کا اجماع ہے کہ بلاشبہ ذمی کو اموالِ زکوۃ سے کچھ نہیں دیا جائے گا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ ''انہیں بتانا کہ ان پر زکوۃ فرض ہے جو ان کے اغنیاء سے وصول کی جائے گی اور ان کے فقراء میں تقسیم کر دی جائے گی۔'' پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (مسلمانوں) کے فقراء کو زکوۃ صرف کرنے کے لیے خاص کیا ہے جیسے ان کے اغنیاء کو وجوبِ زکوۃ کے لیے خاص کیا ہے۔(۳)

(شوکانی رحمہ اللہ) وہ آیت جو مصارفِ زکوۃ پر مشتمل ہے مسلمانوں کے ساتھ خاص ہے' اس میں کوئی کافر داخل نہیں۔(۴)

(سعودی مستقل فتوی کمیٹی) تالیفِ قلب کے علاوہ غیر مسلموں کو زکوۃ کا مال دینا جائز نہیں۔(۵)

ایک دوسرے فتوے میں ہے کہ کفار کو اموال اور پھلوں کی زکوۃ سے اور صدقہ فطر سے عطا کرنا جائز نہیں خواہ وہ فقراء' مسافر اور مقروض ہی کیوں نہ ہوں اور جو انہیں عطا کرے گا اسے زکوۃ کفایت نہیں کرے گی۔(۶)

(شیخ ابن باز رحمہ اللہ) جمہور علما کے قول کے مطابق زکوۃ نہ تو کسی ذمی کو دی جائے گی اور نہ ہی اس کے علاوہ دیگر کفار کو۔(۷)

(شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ) ان کا بھی یہی فتویٰ ہے۔(۸)

(ڈاکٹر یوسف قرضاوی) مسلمانوں نے اجماع کیا ہے کہ ایسا کافر جو مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے والا ہے

---

(۱) [بخاری (۱۴۵۸) كتاب الزكاة : باب لا توخذ كرائم أموال الناس فى الصدقة' مسلم (۱۹) أبو داود (۱۵۸۴) ترمذی (۲۶۵) نسائی (۲۴۳۵) ابن ماجة (۱۷۸۳)]

(۲) [المغنى لابن قدامة (۵۱۷/۲)]

(۳) [أيضا]

(۴) [السيل الجرار (۸۱/۱۰)]

(۵) [فتاوى اللجنة الدائمة (۲۸/۱۰)]

(۶) [فتاوى اللجنة الدائمة (۲۹/۱۰)]

(۷) [مجموع الفتاوى لابن باز (۳۱۷/۱۴)]

(۸) [مجموع الفتاوى لابن عثيمين (۴۳۳/۱۸)]

Www.IslamicBooks.Website

اسے زکوٰۃ سے کچھ نہیں دیا جائے گا اور اس اجماع کی بنیاد اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:
﴿إِنَّمَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَأَخْرَجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوا عَلَى إِخْرَاجِكُمْ أَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ [الممتحنة : ٩] ''اللہ تعالیٰ تمہیں صرف ان لوگوں کی محبت سے روکتا ہے جنہوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائیاں کیں اور تمہیں دیس نکالے دیئے اور دیس نکالا دینے والوں کی مدد کی' جو لوگ ایسے کفار سے محبت کریں وہ (قطعاً) ظالم ہیں۔''

......اس کی مثل ہی ملحد ہے جو وجودِ باری تعالیٰ کا منکر ہے اور نبوت و آخرت کا انکاری ہے......اسے بھی اہل دین کے اموال سے کچھ نہیں دیا جائے گا۔

اسی طرح مرتد' اسلام میں داخل ہونے کے بعد اس سے نکل جانے والے کا حکم ہے کیونکہ اسلام کی نظر میں تو وہ زندہ رہنے کا ہی مستحق نہیں اور یقیناً اس نے دین سے مرتد ہو کر خیانتِ عظمیٰ کے جرم کا ارتکاب کیا ہے۔(۱)

- واضح رہے کہ وہ کفار جنہیں تالیفِ قلب کے لیے دیا جاتا ہے اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ جیسا کہ گزشتہ باب میں اس کا تفصیلی ذکر گزر چکا ہے۔

کفار کے لیے نفلی صدقات کا حکم

ایسے کافر جو مسلمانوں کو نقصان نہیں پہنچاتے اور نہ ہی مسلمانوں کے خلاف کسی قسم کا تعاون کرتے ہیں ان پر نفلی صدقات سے خرچ کرنا جائز ہے۔ جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کی تعریف میں یہ کلمات ارشاد فرمائے ہیں ﴿وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا﴾ [الإنسان : ٨] ''وہ لوگ اس (اللہ) کی محبت میں مسکین' یتیم اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔''

اور اس وقت قیدی مشرک تھے جیسا کہ حضرت حسن رحمہ اللہ وغیرہ نے بیان کیا ہے۔(۲)

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے (مشرک) قیدیوں کے متعلق صحابہ کرام کو تاکید فرمائی تھی کہ وہ ان کی تکریم کریں تو پھر صحابہ کی یہ حالت تھی کہ وہ قیدیوں کو پہلے کھانا کھلاتے تھے اور خود بعد میں کھاتے تھے۔(۳)

تفسیر اضواء البیان میں ہے کہ ''اسیر'' یعنی قیدی سے مراد (کفار ہی ہیں کیونکہ اس وقت) مسلمانوں کے پاس کفار کے علاوہ اور کوئی قیدی نہیں تھے۔(٤)

(ابن العربی رحمہ اللہ) قیدی کو کھانا کھلانے میں بہت بڑا اجر ہے خواہ وہ کافر ہی ہو......لیکن یہ نفلی صدقے کی بات

(١) [فقه الزكاة (٧٠٢/٢)] (٢) [ابن أبي شيبة (٣٩/٤-٤٠)]
(٣) [تفسير ابن كثير (٥٨٥/٤)] (٤) [أضواء البيان (٦٧٥/٨)]

Www.IslamicBooks.Website

ہے، فرض زکوۃ کی نہیں۔(۱)

ایک اور مقام پر ارشاد ہے کہ ﴿لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ﴾ [الممتحنة : ۸] ''جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائی نہیں کی اور تمہیں جلاوطن نہیں کیا، ان کے ساتھ سلوک واحسان کرنے اور منصفانہ بھلے برتاؤ کرنے سے اللہ تعالیٰ تمہیں نہیں روکتا، بلکہ اللہ تعالیٰ تو انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

یہ آیت اس لیے نازل ہوئی تاکہ اُن بعض مسلمانوں کے دلوں سے حرج ختم ہو جائے جو اپنے مشرک رشتہ داروں سے نیکی وحسنِ سلوک کرنا مناسب نہیں سمجھتے تھے۔ اُن کا خیال تھا کہ ہم ان سے قطع تعلق رہیں گے شاید یہ راہِ راست پر آ جائیں مگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

﴿لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ... وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ﴾ [البقرة : ۲۷۲] ''انہیں ہدایت پر لاکھڑا کرنا تیرے ذمہ نہیں بلکہ ہدایت اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور تم جو بھلی چیز اللہ کی راہ میں دو گے اس کا فائدہ خود پاؤ گے۔ تمہیں صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی طلب کے لیے ہی خرچ کرنا چاہیے، تم جو کچھ مال خرچ کرو گے اس کا پورا پورا بدلہ تمہیں دیا جائے گا، اور تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔''

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ''عہدِ رسالت میں میری والدہ (قتیلہ بنت عبد العزیٰ) جو مشرکہ تھیں، میرے ہاں آئیں۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، میری والدہ آئی ہیں اور وہ میرے ساتھ ملاقات کی بہت خواہش مند ہیں، تو کیا میں اپنی والدہ کے ساتھ صلہ رحمی کر سکتی ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿نَعَمْ ، صِلِي أُمَّكِ﴾ ''ہاں، اپنی والدہ کے ساتھ صلہ رحمی کر۔''(۲)

ایک روایت میں یہ لفظ بھی ہیں کہ ﴿تَصَدَّقُوا عَلَى أَهْلِ الْأَدْيَانِ﴾ ''(مختلف) ادیان کے حامل لوگوں پر صدقہ کیا کرو۔''(۳)

(البانی رحمہ اللہ) فرماتے ہیں کہ امام بیہقی رحمہ اللہ نے یہ باب قائم کیا ہے کہ ''باب، مشرک پر اور ایسے شخص پر جس کا فعل قابل تعریف نہیں، نفلی صدقہ کرنا (جائز ہے)۔'' یہ نفلی صدقہ کی ہی بات ہے جبکہ فرض زکوۃ غیر مسلم کے لیے جائز نہیں کیونکہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی معروف حدیث میں ہے کہ ''زکوۃ ان (مسلمانوں) کے اغنیاء سے وصول کی جائے گی اور ان کے فقراء میں ہی تقسیم کر دی جائے گی۔''(٤)

---

(۱) [تفسير أحكام القرآن (٢٦٦/٤)]

(۲) [بخاری (۲٦۲۰) کتاب الهبة : باب الهدية للمشركين، مسلم (۱۰۰۳) ابو داود (۱٦٦۸)]

(۳) [صحيح : الصحيحة (۲۷٦٦) رواه ابن أبي شيبة في المصنف]

(٤) [كما في الموسوعة الفقهية الميسرة (١٢٦/٣)]

Www.IslamicBooks.Website

(سید سابق، سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) کفار کو نفلی صدقات سے عطا کرنا جائز ہے۔(۱)
(ڈاکٹر یوسف قرضاوی) مسلمان پر کوئی حرج نہیں کہ وہ اہل ذمہ کے غیر مسلم کو نفلی صدقات سے عطا کرے۔(۲)

کیا فاسق و فاجر اور بے نماز کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے؟

فاسق و فاجر شخص جب تک دائرۂ اسلام میں داخل ہے اور مسلمانوں کے لیے باعث اذیت نہیں' اسے زکوٰۃ دی جاسکتی ہے کیونکہ جب نافرمانوں اور گناہگاروں سے زکوٰۃ وصول کرلی جاتی ہے تو یہ بھی یقیناً جائز ہونا چاہیے کہ ان پر تقسیم بھی کردی جائے۔ مزید برآں فاسق اِس حدیث کے عموم میں بھی شامل ہے کہ ''زکوٰۃ مسلمانوں کے اغنیاء سے وصول کی جائے گی اور ان کے فقراء میں تقسیم کردی جائے گی۔''

تاہم یہ یاد رہے کہ کسی ایسے فاسق کو زکوٰۃ نہ دی جائے جس کے متعلق یہ ظن غالب ہو کہ وہ اس مال کے ذریعے کوئی گناہ کا کام ہی کرے گا مثلاً یہ کہ وہ شراب پیتا ہو تو اسے زکوٰۃ دے دی جائے اور وہ زکوٰۃ کے مال سے مزید شراب پی لے' اسی طرح جوا کھیلنے والے یا نشہ کے عادی کی مثال ہے۔ کیونکہ اس صورت میں اللہ کے مال کے ساتھ گناہ کے کام میں تعاون ہو جائے گا اور یہ شرعاً جائز نہیں۔

(شوکانی رحمہ اللہ) فاسق جملہ مسلمانوں میں سے ہی ہے لہٰذا اگر وہ آیت میں مذکور اصناف میں سے ایک ہو تو اس سے اس کا حصہ روکنا اس پر ظلم ہے اور کتاب و سنت میں کوئی ایسی دلیل موجود نہیں جو اس سے زکوٰۃ روکنے پر استدلال کے لیے صحیح ہو۔(۳)

(ڈاکٹر یوسف قرضاوی) میرے نزدیک راجح موقف یہ ہے کہ ایسا فاسق جو اپنے فسق و فجور کے ذریعے مسلمانوں کو اذیت نہیں دیتا اسے زکوٰۃ کا مال دینے میں کوئی حرج نہیں اور اگر وہ صالح و مستقیم بھی ہو تو بالاجماع اسے دینا درست ہے۔ لیکن اگر وہ شخص اپنے فسق و فجور کو ظاہر کرنے والا ہو اور اپنی اباحیت پر فخر کرنے والا ہو تو اسے اُس وقت تک زکوٰۃ کا مال دینا جائز نہیں جب تک وہ سرکشی نہ چھوڑ دے اور اپنی توبہ کا اعلان نہ کردے۔ بلاشبہ ایمان کے کڑے کو سب سے زیادہ مضبوط کرنے والی چیز ''الحب فی اللہ والبغض فی اللہ'' ہے۔(٤)

علاوہ ازیں علما کے زیادہ صحیح قول کے مطابق بے نماز چونکہ دائرۂ اسلام سے ہی خارج ہے اس لیے اسے زکوٰۃ دینا جائز نہیں حتی کہ وہ توبہ کرکے نماز کی پابندی نہ شروع کردے۔

(ابن تیمیہ رحمہ اللہ) ان سے بدعتی اور بے نماز کو زکوٰۃ دینے کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا' انسان کے لیے زیادہ مناسب یہ ہے کہ وہ فقراء' مساکین اور مقروض وغیرہ جیسے مستحق افراد کو زکوٰۃ دینے کی کوشش کرے' جو

(۱) [فقه السنة (۳٦۲/۱) فتاوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء (۲۹/۱۰)]
(۲) [فقه الزكاة (۷۰۳/۲)] (۳) [السيل الجرار (۸۱/۱۰)] (٤) [فقه الزكاة (۷۰۹/۲)]

Www.IslamicBooks.Website

اہل دین ہوں اور شریعت کے پیروکار ہوں۔ پس جو بدعات اور فسق و فجور کو ظاہر کرے وہ تو سزا کا مستحق ہے کہ اس سے قطع تعلقی برتی جائے اور اس سے توبہ کرائی جائے تو اس کے برخلاف اس کا تعاون کیسے کیا جا سکتا ہے؟

اور بے نماز کے متعلق فرمایا ''جو نماز نہ پڑھتا ہو اسے نماز کا حکم دیا جائے گا اگر تو وہ کہے کہ میں نماز کی پابندی کروں گا (اور اس کی حفاظت کا وعدہ کرے) تو اسے زکوۃ عطا کر دی جائے گی اور اگر وہ ایسا نہ کہے تو اسے نہیں دی جائے گی۔'' (۱)

ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں کہ جو ضرورت مند نماز نہ پڑھتا ہو اسے اُس وقت تک کچھ نہیں دیا جائے گا جب تک وہ توبہ کر کے نماز کی ادائیگی کا پابند نہ ہو جائے۔ (۲)

(سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) آپ کے لیے جائز نہیں کہ آپ زکوۃ سے کچھ بھی تارک نماز کو عطا کریں۔ (۳)

(شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ) مسلمانوں میں سے جو فاسق و نافرمان ہو اسے زکوۃ دینا جائز تو ہے لیکن افضل یہ ہے کہ ایسے شخص کو زکوۃ دی جائے جو دین کے اعتبار سے اس سے مضبوط ہو۔ اور جو شخص نماز نہ پڑھتا ہو تو بلاشبہ تارکِ نماز کافر و مرتد ہے اسے زکوۃ دینا جائز نہیں۔ (٤)

بنو ہاشم اور بنو مطلب پر زکوۃ حرام ہے

(1) حضرت عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ إِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَنْبَغِيْ لِآلِ مُحَمَّدٍ ، إِنَّمَا هِيَ أَوْسَاخُ النَّاسِ ﴾ ''صدقہ (یعنی زکوۃ) آلِ محمد کے لیے جائز ہی نہیں، یہ تو لوگوں کے مال کی میل کچیل ہے۔''

ایک روایت میں یہ لفظ ہیں ﴿ إِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَلَا لِآلِ مُحَمَّدٍ ﴾ ''یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آلِ محمد کے لیے حلال نہیں۔'' (٥)

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے صدقے کی کھجوروں میں سے ایک کھجور پکڑ لی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''کخ کخ'' تاکہ وہ اسے پھینک دیں اور مزید فرمایا ﴿ أَمَا شَعَرْتَ أَنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ ﴾ ''کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے۔''

اور صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ ﴿ أَنَّا لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ ﴾ ''بے شک ہمارے لیے صدقہ حلال نہیں۔'' (٦)

---

(١) [مجموع الفتاوی لابن تيمية (٨٧/٢٥)] (٢) [الاختيارات الفقهية (ص / ٦١)]

(٣) [فتاوى اللجنة الدائمة (٣١/١٠)] (٤) [مجموع الفتاوى لابن عثيمين (٤٣٣/١٨)]

(٥) [مسلم (١٠٧٢ ' ١٦٨ ' ١٦٧) كتاب الزكاة : باب ترك استعمال آل النبي ، أبو داود (٢٩٨٥)]

(٦) [بخاری (١٤٩١) كتاب الزكاة : باب ما يذكر في الصدقة للنبي وآله ' مسلم (١٠٦٩ ' ١٦١)]

Www.IslamicBooks.Website

(3) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک گری پڑی کھجور کے قریب سے گزرے، تو فرمایا ﴿لَوْلَا أَنْ تَكُونَ مِنْ صَدَقَةٍ لَأَكَلْتُهَا﴾ "اگر یہ شبہ نہ ہوتا کہ یہ کھجور صدقے کی ہو سکتی ہے تو میں اسے کھا لیتا۔" (۱)

(4) بھز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ روایت ہے کہ ﴿كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أُتِيَ بِشَيْءٍ سَأَلَ عَنْهُ أَهَدِيَّةٌ أَمْ صَدَقَةٌ، فَإِنْ قِيلَ: صَدَقَةٌ لَمْ يَأْكُلْ، وَإِنْ قِيلَ هَدِيَّةٌ بَسَطَ يَدَهُ﴾ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی چیز لائی جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دریافت فرماتے' کیا یہ ہدیہ ہے یا صدقہ ہے؟ اگر کہا جاتا کہ صدقہ ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ کھاتے اور اگر کہا جاتا کہ ہدیہ ہے تو پھر اپنا ہاتھ (اسے پکڑنے کے لیے) آگے بڑھاتے۔" (۲)

(شوکانی رحمہ اللہ) آل محمد پر زکوۃ حرام ہے' یہ بات متواتر (تواتر معنوی) دلائل کے ساتھ ثابت ہے۔ (۳)

(ابن باز رحمہ اللہ) ہر وہ شخص جو بنو ہاشم سے ہو زکوۃ کا مال اُس کے سپرد کرنا جائز نہیں۔ (٤)

(ابن قدامہ رحمہ اللہ) اس مسئلے میں اختلاف کے متعلق کوئی بات ہمارے علم میں نہیں۔ (٥)

تاہم اس بات میں اختلاف کیا گیا ہے کہ آلِ محمد سے کیا مراد ہے؟

(شافعی رحمہ اللہ) آل محمد میں بنو ہاشم اور بنو مطلب شامل ہیں۔

(جمہور، مالک، ابوحنیفہ رحمہما اللہ) آل محمد سے مراد صرف بنو ہاشم ہیں۔ (٦)

(راجح) امام شافعی رحمہ اللہ کا مؤقف راجح ہے۔ (واللہ اعلم) (۷)

اس کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿إِنَّمَا بَنُو الْمُطَّلِبِ وَبَنُو هَاشِمٍ شَيْءٌ وَاحِدٌ﴾ "بنو مطلب اور بنو ہاشم دونوں ایک ہی چیز ہیں۔" (۸)

(ابن حزم رحمہ اللہ) پس ثابت ہوا کہ کسی چیز میں بھی ان (بنو مطلب اور بنو ہاشم) کے حکم کے درمیان فرق کرنا جائز نہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی وجہ سے یہ ایک ہی چیز ہیں۔ لہٰذا یقیناً یہ آلِ محمد ہیں اور جب یہ آلِ محمد

---

(۱) [بخاری (۲۰۵۵) کتاب البیوع: باب ما ینزہ من الشبہات' مسلم (۱۰۷۱) ابو داود (۱٦٥۱) احمد (۱۲۹۱۲) أبو یعلی (۲۹۷٥) ابن حبان (۳۲۹٦) ابن أبی شیبة (۲/۲۱٤) بیهقی (٦/١٩٥)]

(۲) [حسن صحیح: صحیح نسائی (۲٤٥٠) ترمذی (٦٥٦) کتاب الزکاة، نسائی (۲٦۱۳)]

(۳) [السیل الجرار (۱/۸۱۰)] (٤) [مجموع الفتاوی لابن باز (۱٤/۳۱۱)]

(٥) [المغنی لابن قدامة (٤/۱۰۹)]

(٦) [المجموع (٦/۲۲٦-۲۲۷) الفقه الإسلامی و أدلته (۲/۸۸۳-۸۸٤) نیل الأوطار (۳/۱۳٥)]

(۷) [مزید دیکھئے: سبل السلام (۲/۸٥٥)]

(۸) [بخاری (۳۱٤۰، ۳٥۰۲) کتاب فرض الخمس: باب ومن الدلیل علی أن الخمس للإمام' أبو داود (۲۹۷۸) نسائی (٤۱۳٦) کتاب قسم الفیء: باب' ابن ماجة (۲۸۸۱) بیهقی (٦/۳٤۱)]

Www.IslamicBooks.Website

ہیں تو ان پر صدقہ حرام ہے۔(۱)

❑ بنو ہاشم سے مراد اولادِ علی ' اولادِ عقیل ' اولادِ جعفر ' اولادِ عباس اور اولادِ حارث ہے۔(۲)

بنو ہاشم کے آزاد کردہ غلاموں پر زکوٰۃ حرام ہے

جیسا کہ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو مخزوم کے ایک آدمی کو زکوٰۃ کی وصولی پر مقرر فرمایا۔ اس نے حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم میرے ساتھ چلو تمہیں بھی اس میں سے کچھ حصہ مل جائے گا۔ انہوں نے کہا میں اس وقت تک نہیں جاؤں گا جب تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت نہ کر لوں۔ چنانچہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْ أَنْفُسِهِمْ ، وَإِنَّهَا لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ ﴾ "قوم کا غلام بھی انہیں میں شمار ہوتا ہے اور ہمارے لیے صدقہ حلال نہیں۔"(۳)

(شوکانی رحمہ اللہ) یہ حدیث دلالت کناں ہے کہ اولادِ بنو ہاشم کے آزاد کردہ غلاموں پر صدقہ حرام ہے۔(۴)

(قرطبی رحمہ اللہ) مسلمانوں کے علماء کے درمیان اس مسئلے میں کوئی اختلاف نہیں کہ...... بنو ہاشم کے آزاد کردہ غلاموں کے لیے فرض زکوٰۃ حلال نہیں۔(۵)

(شیخ عبداللہ بسام) حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ زکوٰۃ بنو ہاشم کے آزاد کردہ غلاموں کو نہیں دی جائے گی اور بلا شبہ ان کا حکم زکوٰۃ سے ممانعت میں وہی ہے جو ان کے سرداروں کا ہے۔(۶)

(سید سابق رحمہ اللہ) جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو ہاشم پر صدقہ حرام کیا ہے اُسی طرح ان کے آزاد کردہ غلاموں پر بھی حرام کیا ہے۔(۷)

❑ (احمد، ابو حنیفہ رحمہما اللہ) بنو ہاشم کے آزاد کردہ غلاموں پر زکوٰۃ کا مال حرام ہے اگرچہ وہ اسے بطورِ تنخواہ ہی وصول کریں۔ شافعیہ اور بعض مالکیہ جیسے ابن ماجشون وغیرہ کا بھی یہی مذہب ہے۔

---

(۱) [المحلى لابن حزم (۲۱۰/۶)] (۲) [نيل الأوطار (۱۳۵/۳) فقه السنة (۳۶۲/۱)]

(۳) [صحيح : صحيح أبو داود (۱٤٥۲) كتاب الزكاة : باب الصدقة على بن هاشم ' أبو داود (۱٦٥۰) نسائی (۱۰۷/۵) ترمذی (٦٥۷) أحمد (۱۲۱/٦) ح عبدالرزاق مہدی حفظہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس روایت کی سند شیخین کی شرط پر صحیح ہے اور اسی لیے امام حاکم ؒ نے شیخین کی شرط پر اسے صحیح کہا ہے اور امام ذہبی ؒ نے ان کی موافقت کی ہے۔ جبکہ امام ترمذی ؒ نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔[تفسیر قرطبي بتحقيق عبد الرزاق مهدى (۱۷٦/۸)]

(٤) [نيل الأوطار (۱۳۷/۳)] (٥) [تفسير قرطبي (۱۷٦/۸)]

(٦) [توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام (٤۳٥/۳)]

(۷) [فقه السنة (۳٦۳/۱)]

Www.IslamicBooks.Website

(جمہور) بطورِ تنخواہ ان کے لیے صدقہ لینا جائز ہے۔(۱)

(عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ) ظاہر مؤقف وہ ہے جسے امام احمد اور امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ وغیرہ نے اپنایا ہے۔(۲)

کیا ہاشمی، ہاشمی کو زکوٰۃ دے سکتا ہے؟

جن لوگوں کا خیال ہے کہ ہاشمی (یعنی سید) ہاشمی کو زکوٰۃ دے سکتا ہے ان کی دلیل یہ روایت ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ﴿هَلْ تَحِلُّ لَنَا صَدَقَاتُ بَعْضِنَا لِبَعْضٍ؟ فَقَالَ: نَعَمْ﴾ ''کیا ہم ایک دوسرے کو صدقے دے سکتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ہاں۔'' (۳)

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے بعض راوی متہم ہیں اور صاحبِ ''میزان'' نے اس پر طویل کلام کیا ہے لہٰذا یہ روایت ان صحیح عمومات کی تخصیص کے لیے درست نہیں۔ مزید فرماتے ہیں کہ حاصل یہ ہے کہ بنو ہاشم پر زکوٰۃ کی حرمت معلوم ہے بغیر اس فرق کے کہ زکوٰۃ دینے والا ہاشمی ہو یا کوئی اور۔(٤)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ دلائل کے عموم کی وجہ سے ہاشمی پر زکوٰۃ حرام ہے خواہ زکوٰۃ دینے والا ہاشمی ہی ہو۔(٥)

کیا بنو ہاشم اور بنو مطلب پر نفلی صدقہ بھی حرام ہے؟

(شوکانی رحمہ اللہ) حدیث ''ہمارے لیے صدقہ حلال نہیں'' کا ظاہر یہ ہے کہ (آلِ محمد کے لیے) نہ فرضی صدقہ جائز ہے اور نہ ہی نفلی۔(٦)

(خطابی رحمہ اللہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر دونوں قسم (یعنی فرضی اور نفلی) کے صدقے کی حرمت پر اجماع ہے۔(۷)

(ابن قدامہ رحمہ اللہ) ظاہر بات یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر فرضی اور نفلی ہر قسم کا صدقہ حرام تھا کیونکہ ان سے اجتناب دلائل وعلاماتِ نبوت میں سے تھا' اس لیے آپ اس میں کوئی خلل اندازی نہیں کر سکتے تھے۔ جس حدیث میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا ذکر ہے اُس میں ہے کہ جس نے انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق خبر دی تھی' اُس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ وصف بیان کیا تھا کہ وہ ہدیہ کی چیز تو کھائیں گے لیکن صدقہ کی چیز نہیں کھائیں گے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب کوئی کھانا پیش کیا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے متعلق دریافت کرتے؟ اگر کہا جاتا کہ یہ صدقہ ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں سے کہتے کہ اسے کھا لو اور خود نہ کھاتے اور اگر کہا جاتا کہ یہ ہدیہ ہے تو خود بھی ان کے ساتھ کھاتے۔..... پس ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر دونوں قسم

---

(۱) [فتح الباری (۳/٤١٦-٤١٧)]
(۲) [تحفة الأحوذی (۳/٣٦٧)]
(۳) [حاکم فی علوم الحدیث (ص/١٧٥)]
(٤) [نیل الأوطار (۳/١٣٥)]
(٥) [السیل الجرار (١/٨١٢)]
(٦) [نیل الأوطار (۳/١٣٦)]
(۷) [معالم السنن (۲/٧١)]

Www.IslamicBooks.Website

کا صدقہ حرام کیا گیا تھا............اور (آلِ محمد کے متعلق) صحیح بات یہ ہے کہ اُن پر بھی ہر دو قسم (فرضی اور نفلی) کا صدقہ حرام تھا۔(۱)

(ابن ماجشون، مطرف، اصبغ رحمۃ اللہ علیہم) بنو ہاشم کو نہ فرض صدقہ دیا جا سکتا ہے اور نہ ہی نفل۔(۲)

تاہم بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر صرف فرضی صدقہ حلال نہیں جبکہ نفلی صدقہ حلال ہے۔ انہوں نے اُس روایت سے استدلال کیا ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ کو لوگوں کے مال کی میل کچیل قرار دیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ مال کی میل کچیل صرف فرضی صدقہ ہے' نفلی نہیں۔ علاوہ ازیں حضرت علی، حضرت عباس اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہم نے بنو ہاشم کی ایک جماعت پر صدقہ کیا اور ان کے لیے اموال وقف کیے۔

(جمہور) بنو ہاشم اور ان کے آزاد کردہ غلاموں کے لیے نفلی صدقہ میں کوئی حرج نہیں۔

(قرطبی، ابن قاسم، ابو یوسف، محمد رحمۃ اللہ علیہم) اسی کے قائل ہیں۔(۳)

(شیخ عبداللہ بسام) آلِ محمد پر نفلی صدقہ' وقف' وصیت اور نذر 'جو فقراء کے لیے خاص ہے' کے حلال ہونے پر اجماع نقل کیا گیا ہے کیونکہ انہیں صرف زکوٰۃ سے روکا گیا ہے اور وہ اس لیے کہ زکوٰۃ اغنیاء کے اموال اور نفسوں کی تطہیر ہے جبکہ نفلی صدقہ' نذر' وصیت اور وقف اس طرح نہیں ہے۔(٤)

(ابن باز، شیخ ابن عثیمین رحمہما اللہ) بنو ہاشم کو نفلی صدقہ دینے میں کوئی حرج نہیں۔(٥)

مالدار اور کمانے کے قابل افراد پر زکوٰۃ حرام ہے

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ وَلَا لِذِيْ مِرَّةٍ سَوِيٍّ ﴾

''کسی مالدار' قوی الجسم اور صحیح وسلامت اعضاء والے شخص کے لیے زکوٰۃ جائز نہیں۔''(٦)

ایک روایت میں یہ لفظ ہیں ﴿ وَلَا حَظَّ فِيهَا لِغَنِيٍّ وَلَا لِقَوِيٍّ مُكْتَسِبٍ ﴾ ''مالدار' صحت مند اور کمانے والے آدمی کے لیے اس (یعنی زکوٰۃ) میں کوئی حصہ نہیں۔''(۷)

---

(۱) [المغنى لابن قدامة (١١٦/٤)] (۲) [تفسير قرطبى (١٧٦/٨)]

(۳) [تفسير قرطبى (١٧٦/٨)] (٤) [توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام (٤٣٠/٣)]

(٥) [مجموع الفتاوى لابن باز (٣١٤/١٤) مجموع الفتاوى لابن عثيمين (٤٢٩/١٨)]

(٦) [**صحيح** : صحيح أبو داود (١٤٣٩) كتاب الزكاة : باب من يعطى من الصدقة؟ وحد الغنى ' أبو داود (١٦٣٤) ترمذی (٦٥٢) حافظ ابن حجرؒ نے اسے حسن کہا ہے۔[تلخيص الحبير (٢٣٢/٣)]

(۷) [**صحيح** : صحيح أبو داود (١٤٣٩) أيضا ' أبو داود (١٦٣٣) نسائی (٩٩/٥) أحمد (٢٢٤/٤)]

Www.IslamicBooks.Website

(شوکانی رحمہ اللہ) صحیح احادیث سے یہ ثابت ہے کہ مالدار کے لیے زکوۃ میں کوئی حصہ نہیں۔(۱)

(ابن قدامہ رحمہ اللہ) غنی کو زکوۃ دینا جائز نہیں اور وہ ایسا شخص ہے جو پچاس درہم یا اتنی قیمت کے سونے کا مالک ہو۔(۲)

(شیخ سلیم الہلالی) اغنیا اور کمائی کے قابل افراد پر صدقہ حلال نہیں۔(۳)

پانچ قسم کے مالدار افراد کے لیے صدقہ جائز ہے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿لا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ إِلَّا لِخَمْسَةٍ: لِغَازٍ فِي سَبِيلِ اللهِ، أَوْ لِعَامِلٍ عَلَيْهَا، أَوْ لِغَارِمٍ، أَوْ لِرَجُلٍ اشْتَرَاهَا بِمَالِهِ أَوْ لِرَجُلٍ كَانَ لَهُ جَارٌ مِسْكِينٌ فَتُصُدِّقَ عَلَى الْمِسْكِينِ فَأَهْدَاهَا الْمِسْكِينُ لِلْغَنِيِّ﴾

''مالدار شخص کے لیے پانچ صورتوں کے علاوہ صدقہ حلال نہیں:

(1) زکوۃ کا مال اکٹھا کرنے کی صورت میں۔ (2) وہ شخص جو اپنے مال سے صدقے کی کوئی چیز خرید لے۔

(3) مقروض ہو۔ (4) فی سبیل اللہ جہاد کرنے والا۔

(5) مسکین پر جو چیز صدقہ کی گئی ہو وہ اس سے کچھ مالدار کے لیے بطور تحفہ بھیج دے۔''(٤)

والدین اور اولاد پر زکوۃ حرام ہے

والدین خواہ کتنے ہی اوپر چلے جائیں (یعنی دادا' پردادا وغیرہ) اور اولاد خواہ کتنی ہی نیچے چلی جائے (یعنی بیٹا' پوتا اور پوتے کا بیٹا وغیرہ) فرض زکوۃ کے مستحق نہیں کیونکہ ان سب کا نفقہ اس شخص پر واجب ہے اگر وہ اس کی طاقت رکھتا ہے۔

(ابن منذر رحمہ اللہ) انہوں نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔(٥)

صاحب بحر الزخار نے بھی اس پر اجماع نقل کیا ہے۔(٦)

(ابن عباس رضی اللہ عنہ) ان رشتہ داروں کو زکوۃ دینے میں کوئی حرج نہیں جو تمہارے اہل وعیال نہ ہوں۔(۷)

(ابن باز، سید سابق رحمہما اللہ) اسی کے قائل ہیں۔(۸)

---

(۱) [السيل الجرار (۸۱/۱۰)] (۲) [المغنى لابن قدامة (۱۱۷/٤)]

(۳) [موسوعة المناهى الشرعية (۷۹/۲)]

(٤) [صحيح: صحيح أبو داود (۱٤٤۱) كتاب الزكاة: باب من يجوز له أخذ الصدقة وهو غنى' أبو داود (۱٦۳٦) ابن ماجة (۱۸٤۱) حاكم (٤۰۷/۱) عبدالرزاق (۷۱٥۱) ابن الجارود (۳٦٥)]

(٥) [الإجماع لابن المنذر (۱۱۸) (ص/٥۱) المغنى (۹۸/٤)]

(٦) [نيل الأوطار (۱٤۱/۳)] (۷) [ابن أبى شيبة (۱۰٥۳۱)]

(۸) [فتاوى ابن باز مترجم (۱۱۷/۱) فقه السنة (۳٦۳/۱)]

Www.IslamicBooks.Website

اولاد کو اس لیے بھی زکوۃ نہیں دی جاسکتی کیونکہ فی الحقیقت اولاد کا مال بھی والد کا مال ہی ہے یعنی اولاد کو زکوۃ دینا ایسا ہی ہے جیسا کہ اس نے اپنے نفس کو زکوۃ دے دی۔

(1) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! بلاشبہ میرے پاس مال اور اولاد (دونوں) ہیں اور میرا والد چاہتا ہے کہ وہ میرا مال اپنی ضروریات میں خرچ کر لے (اور میرے لیے کچھ نہ چھوڑے) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ أَنْتَ وَ مَالُكَ لِأَبِيكَ ﴾ "تم اور تمہارا مال دونوں تمہارے والد کی ملکیت ہیں۔" (۱)

(2) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ إِنَّ أَطْيَبَ مَا أَكَلْتُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ ، وَ إِنَّ أَوْلَادَكُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ ﴾ "بلاشبہ سب سے پاکیزہ چیز جسے تم کھاؤ وہ ہے جو تمہاری کمائی کی ہو اور یقیناً تمہاری اولاد تمہاری کمائی میں سے ہی ہے۔" (۲)

ایک روایت میں ہے کہ یزید رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے معن رضی اللہ عنہ کو لاشعوری طور پر صدقہ دے بیٹھے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑتے ہوئے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ لَكَ مَا نَوَيْتَ يَا يَزِيدُ ! وَلَكَ مَا أَخَذْتَ يَا مَعْنُ ! ﴾ "اے یزید! تمہیں اس چیز کا اجر مل جائے گا جس کی تم نے نیت کی اور اے معن! جو تم نے حاصل کر لیا وہ تمہارا ہی ہے۔" (۳)

امام شوکانی رحمہ اللہ اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ نفلی صدقہ کے بارے میں ہے۔ (٤)

والدین کو زکوۃ دینے کی جائز صورت

(ابن تیمیہ رحمہ اللہ) والدین اور اولاد کو زکوۃ کا مال دینا اس وقت جائز ہے جبکہ وہ فقیر ہوں اور یہ شخص ان کے نفقہ سے عاجز ہو۔ (٥)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ والدین اگر مقروض ہوں یا مکاتب ہوں تو اس صورت میں زیادہ ظاہر یہ ہے کہ انہیں زکوۃ دینا جائز ہے، اور اگر والدین فقیر ہوں اور یہ ان کے نفقہ سے عاجز ہو تو زیادہ قوی بات یہی

---

(۱) [صحيح : صحيح ابن ماجة (١٨٥٥، ١٨٥٦) كتاب التجارات : باب ما للرجل من مال ولده، إرواء الغليل (٨٣٨) ابن ماجة (٢٢٩١، ٢٢٩٢)]

(۲) [صحيح : صحيح ابن ماجة (١٨٥٤) كتاب التجارات : باب ما للرجل من مال ولده، ابن ماجة (٢٢٩٠) أبو داود (٣٥٢٨) ترمذى (١٣٥٨) كتاب الأحكام]

(۳) [بخارى (١٤٢٢) كتاب الزكاة : باب إذا تصدق على ابنه وهو لا يشعر، أحمد (٤٧٠/٣)]

(٤) [نيل الأوطار (١٤٢/٣)] (٥) [الاختيارات الفقهية (ص/٦١-٦٢)]

Www.IslamicBooks.Website

ہے کہ وہ اس حال میں انہیں زکوٰۃ دے سکتا ہے۔(۱)

کیا خاوند اپنی بیوی کو زکوٰۃ دے سکتا ہے؟

علماء نے اس مسئلے میں اختلاف کیا ہے کہ خاوند اپنی بیوی کو زکوٰۃ دے سکتا ہے یا نہیں؟ لیکن راجح بات یہی ہے کہ خاوند اپنی بیوی کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا۔

(ابن منذر رحمہ اللہ) اہل علم کا اجماع ہے کہ آدمی زکوٰۃ کے مال سے اپنی بیوی کو کچھ نہیں دے سکتا کیونکہ اس کا نفقہ و خرچہ اس پر واجب ہے۔(۲)

(ابن قدامہ رحمہ اللہ) اسی کے قائل ہیں۔(۳)

(امیر صنعانی رحمہ اللہ) علماء نے اتفاق کیا ہے کہ فرض زکوٰۃ اپنی بیوی کو دینا جائز نہیں۔(٤)

(سید سابق رحمہ اللہ) امام ابن منذر رحمہ اللہ کا قول نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ اس (بیوی کے لیے زکوٰۃ کے عدمِ جواز) کا سبب یہ ہے کہ اس کا خرچہ شوہر پر واجب ہے جس وجہ سے وہ زکوٰۃ لینے سے مستغنی ہے جیسا کہ والدین کا حکم ہے البتہ اگر بیوی مقروض ہو تو اسے ''غارمین'' کے حصے سے عطا کیا جا سکتا ہے تا کہ وہ اپنا قرض ادا کر لے۔(۵)

(سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) آپ کے لیے جائز نہیں کہ آپ زکوٰۃ کا مال اپنی بیوی پر صرف کریں کیونکہ اس کا خرچہ اس کا لباس اور اس کی رہائش آپ پر واجب ہے۔(٦)

بیوی خاوند کو زکوٰۃ دے سکتی ہے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ أَضْحَی أَوْ فِطْرٍ ... قَالَتْ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ ، إِنَّكَ أَمَرْتَ الْیَوْمَ بِالصَّدَقَةِ ، وَ كَانَ لِیْ حُلِیٌّ لِیْ فَأَرَدْتُ أَنْ أَتَصَدَّقَ بِهِ ، فَزَعَمَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ أَنَّهُ وَ وَلَدَهُ أَحَقُّ مَنْ تَصَدَّقْتُ بِهِ عَلَیْهِمْ ، فَقَالَ النَّبِیُّ ا : صَدَقَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ ، زَوْجُكِ وَوَلَدُكِ أَحَقُّ مَنْ تَصَدَّقْتِ بِهِ عَلَیْهِمْ ﴾ ''رسول اللہ ﷺ عید الضحیٰ یا عید الفطر کے روز عید گاہ تشریف لے گئے۔ پھر (نماز کے بعد) لوگوں کو وعظ فرمایا اور صدقہ کا حکم دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا' لوگو! صدقہ کرو۔ پھر آپ ﷺ عورتوں کی طرف گئے اور ان سے بھی یہی فرمایا کہ عورتو! صدقہ دو کہ میں نے جہنم میں بکثرت تم ہی کو دیکھا ہے۔ عورتوں نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول! ایسا کیوں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا' اس

---

(۱) [مجموع الفتاوی لابن تیمیة (۹۰/۲۵)]
(۲) [نیل الأوطار (۱٤۱/۳)] (۳) [المغنی لابن قدامة (۵۱۳/۲)]
(٤) [سبل السلام (۸٤۱/۲)] (۵) [فقه السنة (۳٦٤/۱)]
(٦) [فتاوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء (٦۳/۱۰)]

Www.IslamicBooks.Website

لیے کہ تم لعن طعن زیادہ کرتی ہو اور اپنے شوہر کی ناشکری کرتی ہو۔ میں نے تم سے زیادہ عقل اور دین کے اعتبار سے ناقص ایسی کوئی مخلوق نہیں دیکھی جو ہوشیار مرد کی عقل کو بھی اپنی مٹھی میں لے لیتی ہو۔ ہاں اے عورتو! پھر آپ ﷺ واپس گھر پہنچے تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی زینب رضی اللہ عنہا آئیں اور اجازت چاہی۔ آپ ﷺ سے کہا گیا کہ یہ زینب آئی ہیں۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کون سی زینب؟ کہا گیا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی۔ آپ ﷺ نے فرمایا' اچھا انہیں اجازت دے دو' چنانچہ اجازت دے دی گئی۔

انہوں نے حاضر ہو کر عرض کیا' اے اللہ کے رسول! آج آپ نے صدقہ کا حکم ارشاد فرمایا تھا اور میرے پاس بھی کچھ زیور ہے جسے میں صدقہ کرنا چاہتی تھی۔ مگر (میرے شوہر) ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ خیال ہے کہ وہ اور ان کی اولاد اس صدقہ کے ان (مساکین) سے زیادہ مستحق ہیں جن پر میں صدقہ کروں گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' ابن مسعود نے ٹھیک کہا ہے' تیرا شوہر اور اس کی اولاد تیرے صدقے کے زیادہ مستحق ہیں۔'' (۱)

(جمہور، شافعی رحمہ اللہ) بیوی خاوند کو زکوٰۃ دے سکتی ہے۔ امام ابو یوسف'' ، امام محمد'' ، امام ثوریؒ، ایک روایت کے مطابق امام احمد رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ کا بھی یہی مؤقف ہے۔

(ابوحنیفہ رحمہ اللہ) بیوی اپنے خاوند کو زکوٰۃ نہیں دے سکتی۔ (۲)

(سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) عورت کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنے مال کی زکوٰۃ اپنے شوہر پر صرف کرے جبکہ وہ فقیر ہو۔ (۳)

☐ واضح رہے کہ خاوند کو بھی صرف اسی صورت میں بیوی زکوٰۃ دے سکتی ہے جب وہ آٹھوں مصارف میں سے کسی مصرف میں شامل ہو ورنہ نہیں۔

فقیر یا مقروض بھائی' بہن کو زکوٰۃ دینے کا حکم

(ابن باز رحمہ اللہ) اگر وہ مقروض یا فقیر ہوں تو انہیں زکوٰۃ دینے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں شامل ہیں ''صدقات صرف فقراء و مساکین کے لیے ہیں......'' (٤)

(شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ) ان کا بھی یہی فتویٰ ہے۔ (٥)

---

(١) [بخاری (١٤٦٢) کتاب الزکاۃ : باب الزکاۃ علی الأقارب]

(٢) [نیل الأوطار (١٤٠/٣) شرح المهذب (١٣٨/٦) الأم (٦٩/٢) المغنی (١٠٠/٤) المبسوط (١١/٣) الإنصاف فی معرفة الراجح من الخلاف (٢٦١/٣) نصب الراية مع الهداية (٤١٩/٢)]

(٣) [فتاوی اللجنة الدائمة (٦٢/١٠)]

(٤) [ملخصا' فتاوی إسلامية (٨٩/٢-٩٠)]

(٥) [فتاوی منار الإسلام (٣٠٨/١)]

Www.IslamicBooks.Website

رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینا افضل ہے

حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ﴿ الصَّدَقَةُ عَلَى الْمِسْكِينِ صَدَقَةٌ وَهِيَ عَلَى ذِي الرَّحِمِ ثِنْتَانِ : صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ ﴾ ''مسکین پر صدقہ کرنا صرف صدقہ ہے اور رشتہ دار پر صدقہ کرنے میں دو چیزیں شامل ہیں یعنی صدقہ اور صلہ رحمی۔'' (۱)

(عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ) اس کا مطلب یہ ہے کہ اقرباء پر صدقہ کرنا افضل ہے۔(۲)

(ابن قدامہ رحمہ اللہ) جب کسی انسان پر زکوٰۃ کی ادائیگی واجب ہو جائے تو اس کے لیے مستحب ہے کہ اپنے اُن قریبی رشتہ داروں سے ابتدا کرے جنہیں زکوٰۃ دینا (اس کے لیے) جائز ہے۔(۳)

(شیخ سلیم الہلالی) افضل صدقہ وہ ہے جو رشتہ داروں پر کیا جائے۔(٤)

(شیخ صالح الفوزان) محتاج قریبی رشتہ دار زکوٰۃ کے زیادہ مستحق ہیں۔(٥)

لاعلمی میں غیر مستحق کو زکوٰۃ دے دینا کفایت کر جاتا ہے

(1) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ قَالَ رَجُلٌ لَأَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِي يَدِ سَارِقٍ ... فَيُنْفِقُ مِمَّا أَعْطَاهُ اللَّهُ ﴾ ''(بنی اسرائیل میں سے) ایک شخص نے کہا آج رات میں ضرور صدقہ دوں گا چنانچہ وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا اور (لاعلمی سے) ایک چور کے ہاتھ میں رکھ دیا۔ صبح ہوئی تو لوگوں نے کہنا شروع کر دیا کہ آج رات کسی نے چور کو صدقہ دے دیا۔ اس شخص نے کہا' اے اللہ! تمام تعریف تیرے لیے ہی ہے آج رات میں پھر ضرور صدقہ کروں گا چنانچہ وہ دوبارہ صدقہ لے کر نکلا اور اس مرتبہ ایک فاحشہ کے ہاتھ میں دے آیا۔ جب صبح ہوئی تو پھر لوگوں میں چرچا ہوا کہ آج رات کسی نے فاحشہ عورت کو صدقہ دے دیا۔ اس شخص نے کہا کہ اے اللہ! تمام تعریف تیرے لیے ہی ہے' میں زانیہ کو اپنا صدقہ دے آیا۔ آج رات پھر ضرور صدقہ نکالوں گا چنانچہ اپنا صدقہ لیے ہوئے وہ پھر نکلا اور اس مرتبہ ایک مالدار کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ صبح ہوئی تو لوگوں کی زبان پر ذکر تھا کہ ایک مالدار کو کسی نے صدقہ دے دیا ہے۔ اس شخص نے کہا کہ اے اللہ! حمد تیرے ہی لیے ہے میں اپنا صدقہ (لاعلمی سے) چور' فاحشہ اور مالدار کو دے آیا ہوں۔ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) بتایا گیا کہ جہاں تک چور کے ہاتھ میں صدقہ چلے جانے کا سوال ہے تو اس میں یہ امکان ہے کہ وہ چوری سے رک جائے۔ اسی طرح فاحشہ کو

(۱) [صحیح : صحیح ابن ماجة (۱٤۹٤) المشكاة (۱۹۳۹) ترمذی (٦٥٨) كتاب الزكاة : باب ما جاء فی الصدقة على ذی القرابة ' ابن ماجة (۱۸٤٤) نسائی (۲۵۸۲) أحمد (۱۷/٤) حمیدی (۲٦٣/۲)]

(۲) [تحفة الأحوذی (۳٦٨/۳)] (۳) [المغنی لابن قدامة (۱٥١/٤)]

(٤) [موسوعة المناهی الشرعية (۷۸/۲)] (٥) [الملخص الفقهی (۳۲۰/۱)]

Www.IslamicBooks.Website

صدقے کا مال مل جانے سے یہ امکان ہے کہ وہ زنا سے رک جائے اور مالدار کے ہاتھ میں پڑ جانے کا یہ فائدہ ہے کہ اسے عبرت ہو اور پھر جو اللہ تعالیٰ نے اسے دیا ہے وہ اسے خرچ کرے۔'' (۱)

(2) وہ روایت بھی اس کی دلیل ہے جس میں مذکور ہے کہ والد نے لاعلمی میں اپنے ہی بیٹے کو صدقہ دے دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' اے یزید! تمہیں اُس چیز کا اجر مل جائے گا جس کی تم نے نیت کی اور اے معن! جو تم نے حاصل کر لیا وہ تمہارا ہی ہے۔(۲)

(ابو حنیفہ، محمد، ابو عبید رحمۃ اللہ علیہم) جس نے لاعلمی کی وجہ سے کسی غیر مستحق کو زکوٰۃ دے دی تو وہ اسے کافی ہو جائے گی اور اس سے دوبارہ زکوٰۃ نکالنے کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔

(شافعی رحمہ اللہ) جس نے غلطی سے کسی غیر مستحق کو زکوٰۃ دے دی اور پھر اسے اپنی غلطی کا علم ہو گیا تو اس پر لازم ہے کہ وہ دوبارہ کسی مستحق کو زکوٰۃ ادا کرے۔ ان کا کہنا ہے کہ جیسے قرض اصل مالک کے علاوہ کسی اور کو ادا کر دیا جائے تو لامحالہ دوبارہ اس کی اصل مالک کو ادائیگی ضروری ہے اسی طرح زکوٰۃ بھی اصل مستحق تک پہنچانا ضروری ہے۔

(احمد رحمہ اللہ) ان سے دونوں طرح کی روایات منقول ہیں۔(۳)

اگر علم ہو کہ یہ مستحق نہیں تو دوبارہ زکوٰۃ ادا کرنا ہو گی

(شوکانی رحمہ اللہ) اگر زکوٰۃ دینے والے کو علم تھا کہ جسے وہ زکوٰۃ دے رہا ہے وہ زکوٰۃ کا مصرف نہیں تو اس نے اپنا مال ضائع کر دیا اور بہر حال اس پر واجب ہے کہ وہ دوبارہ زکوٰۃ ادا کرے۔(٤)

---

(۱) [بخاری (۱٤۲۱) کتاب الزکاۃ : باب إذا تصدق علی غنی وھو لا یعلم' مسلم (۱۰۲۲) احمد (۸۲۸۹) نسائی (۲۵۲۲) و فی السنن الکبری (۲۳۰۲/۲) ابن حبان (3356) بیھقی (۱۹۱/٤)]

(۲) [بخاری (۱٤۲۲) کتاب الزکاۃ : باب إذا تصدق علی ابنه وھو لا یشعر]

(۳) [المغنی لابن قدامة (٦٦٧/۲) روضة الطالبین (۳۲۸/۲)]

(٤) [السیل الجرار (۸۱٦/۱)]

Www.IslamicBooks.Website

باب صدقة الفطر صدقہ فطر کا بیان

صدقہ فطر کا معنی ومفہوم

صدقہ کا مطلب تو معروف ہے البتہ فطر (فاء کے کسرہ کے ساتھ یعنی "فِطر") کا معنی ہے "چھوڑنا، پھاڑنا، روزہ افطار کرنا وغیرہ"۔ (۱) اس سے مراد وہ صدقہ ہے جس کا سبب رمضان کے روزوں کو چھوڑنا ہے اور یہ رمضان کے اختتام پر نمازِ عید سے پہلے ادا کیا جاتا ہے۔ نیز اسے فطرانہ بھی کہا جاتا ہے۔

صدقہ فطر کب فرض ہوا؟

صدقہ فطر 2 ہجری میں فرضیتِ رمضان کے سال زکوٰۃ سے پہلے فرض ہوا۔ ملا علی قاری، علامہ عبد الرحمٰن مبارکپوری، سید سابق، ڈاکٹر وہبہ زحیلی، ڈاکٹر یوسف قرضاوی اور شیخ عبداللہ بسام اسی کے قائل ہیں۔ (۲)

صدقہ فطر کی فرضیت کی حکمت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ فَرَضَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ زَكَاةَ الْفِطْرِ طُهْرَةً لِلصَّائِمِ مِنَ اللَّغْوِ وَ الرَّفَثِ وَ طُعْمَةً لِلْمَسَاكِيْنِ ﴾ "رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر کو اس لیے فرض کیا ہے تا کہ روزہ دار (دورانِ روزہ کی ہوئی) لغو اور فحش حرکات سے پاک ہو جائے اور مساکین کو کھانے کا سامان مل سکے۔" (۳)

صدقہ فطر کی ادائیگی واجب ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَكَاةَ الْفِطْرِ ... وَأَمَرَ بِهَا أَنْ تُؤَدّٰى قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ ﴾ "رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کے غلام، آزاد، مرد، عورت، بچے، بوڑھے سب پر صدقہ فطر فرض کیا ہے۔ ایک صاع (یعنی تقریباً اڑھائی کلو) کھجوروں سے اور ایک صاع جو سے۔ اور اس کے متعلق حکم دیا ہے کہ یہ فطرانہ نمازِ (عید) کے لیے نکلنے سے پہلے ادا کر دیا جائے۔" (٤)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صدقہ فطر فرض ہے۔

(ابن منذر رحمہ اللہ) انہوں نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ (٥)

---

(١) [النهاية لابن الأثير (٣٨٠/١) مصباح اللغات (ص / ٦٣٨)]

(٢) [المرقاة (١٥٩/٤) تحفة الأحوذى (٣٩١/٣) فقه السنة (٣٧٢/١) الفقه الإسلامى وأدلته (٩٠٠/٢) فقه الزكاة (٩١٨/٢) توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام (٣٧١/٣)]

(٣) [حسن : إرواء الغليل (٨٤٣) هداية الرواة (٢٦٥/٢) ابن ماجة (١٨٢٧) كتاب الزكاة ، ابو داود (١٦٠٩)]

(٤) [بخارى (١٥٠٣) كتاب الزكاة : باب فرض صدقة الفطر، مسلم (٩٨٤) أبو داود (١٦١١)]

(٥) [الإجماع لابن المنذر (ص / ٤٩) (رقم / ١٠٥)]

Www.IslamicBooks.Website

(امیر صنعانی رحمہ اللہ) یہ حدیث صدقہ فطر کے وجوب (یعنی فرضیت) کی دلیل ہے۔(۱)

(شافعی، مالک، احمد رحمہم اللہ) اسی کے قائل ہیں۔

(ابوحنیفہ رحمہ اللہ) صدقہ فطر واجب ہے فرض نہیں' کیونکہ دلیلِ قطعی سے ثابت نہیں۔(مزید امام ابوحنیفہ کا موقف یہ ہے کہ زکوٰۃ الفطر اس وقت واجب ہے کہ جب انسان اتنے مال کا مالک ہو جو نصاب کو پہنچ جائے حالانکہ اس کی کوئی دلیل موجود نہیں۔لہٰذا جس کے پاس گھر کے خوردونوش سے زائد غلہ موجود ہو وہ صدقہ فطر ادا کردے)۔(۲)

(سید سابق رحمہ اللہ) صدقہ فطر مسلمانوں کے ہر فرد پر واجب ہے خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا' مرد ہو یا عورت' آزاد ہو یا غلام۔(۳)

(عبداللہ بسام، شیخ ابن جبرین) صدقہ فطر واجب ہے۔(٤)

حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی جس روایت سے فرضیت کے نسخ کا دعویٰ کیا جاتا ہے اس میں ایسی کوئی بات مذکور نہیں کہ جس سے نسخ کا دعویٰ کیا جاسکے جیسا کہ اُس روایت میں ہے کہ ﴿ أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِصَدَقَةِ الْفِطْرِ قَبْلَ أَنْ تَنْزِلَ الزَّكَاةُ فَلَمَّا نَزَلَتِ الزَّكَاةُ لَمْ يَأْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَنَا وَنَحْنُ نَفْعَلُهُ ﴾ ''رسول اللہ ﷺ نے زکوٰۃ (کا حکم) نازل ہونے سے پہلے ہمیں صدقہ فطر کا حکم دیا لیکن جب زکوٰۃ (کا حکم) نازل ہوگیا تو آپ ﷺ نے نہ ہمیں حکم دیا اور نہ (اس سے) ہمیں روکا اور ہم صدقہ فطر ادا کیا کرتے تھے۔''(۵)

اس حدیث میں محض ایک زائد فرض کا ذکر ہے جس سے یہ لازم نہیں آتا کہ پہلا فرض منسوخ ہوگیا ہے۔

(امیر صنعانی رحمہ اللہ) اسی کے قائل ہیں۔(٦)

صدقہ فطر صرف مسلمانوں کی طرف سے ادا کیا جائے گا

گزشتہ پہلی حدیث کے یہ الفاظ ﴿ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴾ اس بات کا ثبوت ہیں کہ صدقہ فطر صرف مسلمانوں کی طرف سے ہی ادا کیا جائے گا۔اگر کسی کا والد' والدہ یا غلام وغیرہ کافر ہوں تو ان کی طرف سے ادا نہیں کیا جائے گا۔

(ابن قدامہ، شوکانی رحمہما اللہ) کافر پر صدقہ فطر فرض نہیں خواہ وہ آزاد ہو یا غلام۔(۷)

---

(۱) [سبل السلام (۸۲۹/۲)]

(۲) [الحاوی (۳۸٤/۳) الأم (۸٤/۲) المبسوط (۱۰۸/۳) الكافی (ص/۱۱۱) المغنی (۸۹/۳)]

(۳) [فقه السنة (۳۷۱/۱)]

(٤) [توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام (۳۷۱/۳) فتاوی إسلامية (۹۸/۲)]

(۵) [صحيح : صحيح نسائی (۲۳۵۰) ابن ماجة (۱۸۲۸) كتاب الزكاة : باب صدقة الفطر' نسائی (٤۹/۵)]

(٦) [سبل السلام (۸۲۹/۲)] (۷) [المغنی (۲۸۳/٤) نيل الأوطار (۱٤۵/۳)]

Www.IslamicBooks.Website

(ابن حجر رحمہ اللہ) یہ متفق علیہ مسئلہ ہے۔(۱)

(نووی رحمہ اللہ) حدیث کے ان الفاظ " مِنَ الْمُسْلِمِينَ " کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ اس مسئلے میں واضح ہیں کہ صدقہ فطر صرف مسلمان کی طرف سے ہی نکالا جائے گا اور بندے پر اپنے ایسے غلام' بیوی' اولاد اور والدین جو کافر ہوں کی طرف سے صدقہ فطر کی ادائیگی لازم نہیں۔

(احمد، مالک، شافعی، جمہور رحمہم اللہ) اسی کے قائل ہیں۔

(ابوحنیفہ، ثوری، ابن مبارک، اسحاق رحمہم اللہ) کافر غلام کی طرف سے بھی صدقہ فطر نکالنا واجب ہے۔ انہوں نے ان الفاظ " مِنَ الْمُسْلِمِينَ " کی تاویل یوں کی ہے کہ اس سے مراد مالک ہیں غلام نہیں۔ نیز انہوں نے اُس حدیث سے استدلال کیا ہے جس میں ہے کہ ﴿ لَيْسَ فِي الْعَبْدِ صَدَقَةٌ إِلَّا صَدَقَةُ الْفِطْرِ ﴾ "غلام میں کوئی صدقہ نہیں سوائے صدقہ فطر کے۔" (۲)

جمہور نے اس کا جواب یوں دیا ہے کہ عام کو خاص پر محمول کرنا واجب ہے اور یہاں لفظ " الْعَبْدِ " (یعنی غلام) کے عموم کی " مِنَ الْمُسْلِمِينَ " (یعنی مسلمانوں سے) کے ساتھ تخصیص کر دی گئی ہے۔(۳)

(سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) صدقہ فطر کافر خادموں کی طرف سے نہیں نکالا جائے گا۔(٤)

کیا حمل کی طرف سے بھی صدقہ فطر ادا کیا جائے گا؟

(جمہور فقہا) حمل کی طرف سے صدقہ فطر کی ادائیگی واجب نہیں۔

(ابن حزم رحمہ اللہ) اگر جنین (یعنی پیٹ کا بچہ) اپنی ماں کے پیٹ میں عید الفطر کی رات فجر پھوٹنے سے پہلے ایک سو بیس (120) دن پورے کر لے تو اس کی طرف سے صدقہ فطر کی ادائیگی واجب ہے۔ کیونکہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ اس وقت اس میں روح پھونک دی جاتی ہے۔ لہٰذا اب اس پر لفظِ صغیر کا اطلاق درست ہے اور صغیر کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر فرض کیا ہے۔(۵)

(راجح) برحق بات یہ ہے کہ حمل کی طرف سے صدقہ فطر کی ادائیگی فرض نہیں اور اس پر لفظِ صغیر کا اطلاق بھی درست نہیں۔ علاوہ ازیں کوئی ایسی صریح وصحیح دلیل بھی موجود نہیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ حمل کی طرف سے بھی صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے۔

(شوکانی رحمہ اللہ) رقمطراز ہیں کہ امام ابن منذر رحمہ اللہ نے اجماع نقل کیا ہے کہ پیٹ کے بچے کی طرف سے

---

(۱) [فتح الباری (١٤٢/٤)] (۲) [مسلم (٩٨٢) كتاب الزكاة]

(۳) [مزید دیکھئے: شرح مسلم للنووی (٦٩/٤) تحفة الأحوذی (٣٩٧/٣) فتح الباری (٤٣٦/٣)]

(٤) [فتاوى اللجنة الدائمة (٣٧٥/٩)] (٥) [المحلى (١٣٢/٦) فقه الزكاة (٩٢٧/٢)]

Www.IslamicBooks.Website

صدقہ فطر واجب نہیں۔

(احمد رحمہ اللہ) امام شوکانی رحمہ اللہ نے نقل فرمایا ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ پیٹ کے بچے کی طرف سے صدقہ فطر کو واجب نہیں بلکہ مستحب قرار دیتے تھے۔(۱)

(ابن قدامہ رحمہ اللہ) پیٹ کے بچے پر صدقہ فطر واجب نہیں اور یہی اکثر اہل علم کا قول ہے۔

(ابن منذر رحمہ اللہ) جن علماء کے متعلق ہمیں یاد ہے وہ آدمی پر جنین 'جو اپنی ماں کے پیٹ میں ہے' کی طرف سے صدقہ فطر واجب قرار نہیں دیتے۔(۲)

(ڈاکٹر یوسف قرضاوی) امام ابن حزم رحمہ اللہ کی ذکر کردہ کسی بھی بات میں حمل کی طرف سے صدقہ فطر کے وجوب کی کوئی دلیل موجود نہیں اور یہ بات بغیر سوچے سمجھے کہی گئی ہے کہ حدیث میں موجود کلمہ ''صغیر'' میں حمل بھی شامل ہے۔(۳)

(شیخ عبداللہ بسام) صدقہ فطر پیٹ کے بچے کی طرف سے واجب نہیں۔(٤)

صدقہ فطر کی مقدار اور اشیاء

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿ كُنَّا نُخْرِجُ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ طَعَامٍ أَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ أَوْ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِّنْ أَقِطٍ أَوْ صَاعًا مِّنْ زَبِيْبٍ ﴾ ''ہم گندم سے ایک صاع' یا جو سے ایک صاع' یا کھجور سے ایک صاع' یا پنیر سے ایک صاع' یا منقی سے ایک صاع صدقہ فطر نکالتے تھے۔''

صحیح بخاری کی ایک روایت میں یہ لفظ زائد ہیں ﴿ فِي زَمَانِ النَّبِيِّ ﷺ ﴾ ''یعنی ہم نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ایسا کرتے تھے۔''(۵) اس سے معلوم ہوا کہ ان تمام اشیاء سے ایک صاع فطرانہ نکالا جائے گا۔ البتہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جب حج یا عمرے سے لوٹے تو منبر پر لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے:

﴿ إِنِّي أَرَى مُدَّيْنِ مِنْ سَمْرَاءِ الشَّامِ تَعْدِلُ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ ﴾ ''میں سمجھتا ہوں کہ شام کی گندم کے دو مد (یعنی نصف صاع) کھجور کے ایک صاع کے برابر ہیں۔''

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ﴿ لَا أُخْرِجُ فِيْهَا إِلَّا الَّذِي كُنْتُ أُخْرِجُ فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِّنْ زَبِيْبٍ أَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ أَوْ صَاعًا مِّنْ أَقِطٍ ﴾ ''میں تو (ہمیشہ اسی طرح صدقہ فطر) نکالوں گا جیسے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں نکالتا تھا (یعنی) ایک صاع کھجور سے یا

---

(۱) [نیل الأوطار (۱٤٤/۳)] (۲) [المغنی لابن قدامة (۳۱۷/٤)]
(۳) [فقه الزكاة (۹۲۷/۲)] (٤) [توضيح الأحكام شرح بلوغ المرام (۳۷۵/۳)]
(۵) [بخاری (۱۵۰۸،۱۵۰٦) كتاب الزكاة : باب صدقة الفطر صاع من طعام ' مسلم (۹۸۵)]

Www.IslamicBooks.Website

ایک صاع منقیٰ سے یا ایک صاع جو سے یا ایک صاع پنیر سے۔'' (۱)

معلوم ہوا کہ گندم سے نصف صاع فطرانہ دینا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا اپنا اجتہاد تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ تمام اجناس سے ایک صاع فطرانہ نکالنے کے ہی قائل رہے۔ مزید برآں جن روایات میں ایک آدمی کی طرف سے نصف صاع کے بھی کافی ہو جانے کا ذکر ہے وہ یا تو مرفوع ثابت نہیں ہیں یا ضعیف ہیں جیسا کہ امام بیہقیؒ اور دیگر ائمہ نے اسی بات کو ترجیح دی ہے۔ (۲)

بہر حال محلِ اختلاف دو ہی چیزیں ہیں ''گندم اور منقیٰ'' کہ کیا ان سے نصف صاع دیا جائے گا یا مکمل صاع۔ (۳)

(جمہور، مالک، احمد، شافعی رحمہم اللہ) ان دونوں اشیاء سے بھی مکمل صاع فطرانہ دیا جائے گا۔ ان کی دلیل گزشتہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے۔

(احناف) ان سے نصف صاع دیا جائے گا۔ انہوں نے اُن روایات سے استدلال کیا ہے جن میں گندم سے دو مُد صدقہ فطر نکالنے کا ذکر ہے مثلاً:

(1) ﴿ صَدَقَةُ الْفِطْرِ ...... مُدَّانِ مِنْ قَمْحٍ ﴾ ''صدقہ فطر گندم سے دو مُد ہے۔''

لیکن اس روایت کی سند میں ابن جریج راوی کا عمرو بن شعیب سے سماع ثابت نہیں۔ جیسا کہ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ نے فرمایا' ابن جریج نے عمرو بن شعیب سے کچھ نہیں سنا۔ (۴)

(2) اسی طرح ایک روایت میں ہے کہ ﴿ صَدَقَةُ الْفِطْرِ صَاعٌ مِّنْ بُرٍّ أَوْ قَمْحٍ عَنْ كُلِّ اثْنَيْنِ ﴾ ''صدقہ فطر میں گندم کا ایک صاع دو افراد کی جانب سے ہے۔''

یہ روایت بھی ثابت نہیں کیونکہ اس کی سند میں ایک راوی ''نعمان بن راشد'' ہے۔ امام یحییٰ قطان، امام ابن معین، امام ابو داود اور امام نسائی رحمہم اللہ نے اسے ضعیف کہا ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ راوی مضطرب الحدیث ہے اور منکر احادیث روایت کرتا ہے۔ امام منذریؒ نے کہا ہے کہ اس کی حدیث قابل حجت نہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ اور امام ابو حاتم رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس کی حدیث میں وہم ہے۔ (۵)

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اُن آثار و روایات سے بھی استشہاد کیا ہے جن میں مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بھی یہی رائے مذکور ہے۔ (۶)

---

(۱) [مسلم (۹۸٤) کتاب الزکاۃ : باب زکاۃ الفطر علی المسلمین ' بیہقی (۱٦٥/٤)]

(۲) [بیہقی فی السنن الکبری (۱۷۰/٤) مرعاۃ المفاتیح (۱۸۳۱)] (۳) [نیل الأوطار (۱٤۷/۳)]

(٤) [تھذیب التھذیب لابن حجر (٤۰٥/٦) مرعاۃ المفاتیح (۲۰۹/٦)]

(٥) [مرعاۃ المفاتیح (۲۱۱/٦) التاریخ الصغیر (٦۸/۲) الجرح والتعدیل (٤٤۸/۸) الثقات (٥۳۲/۷)]

(٦) [تفصیل کے لیے دیکھئے : الأم (۹۰/۲) المغنی (۲۸۷/٤) المبسوط (۱۱۳/۳) الهداية (۱۱۷/۱)]

Www.IslamicBooks.Website

(البانی رحمہ اللہ) گندم سے نصف صاع کفایت کر جاتا ہے۔(۱)

(راجح) جمہور کا مؤقف راجح ہے۔

(شوکانی، ابن قدامہ، سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی، شیخ ابن جبرین) اسی کے قائل ہیں۔(۲)

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ تمام ایسی اجناس جو لوگوں کا طعام (یعنی خوراک) ہیں جیسا کہ روایت میں ہے "صاعا من طعام" ان سب سے ایک صاع صدقہ فطر نکالا جائے گا۔

- یاد رہے کہ ایک صاع چار مد کا ہوتا ہے۔علاوہ ازیں صاع کی مقدار پانچ رطل اور ایک رطل کا تیسرا حصہ بھی بیان ہوئی ہے۔(۳) جدید وزن کے مطابق ایک صاع اڑھائی کلوگرام کے قریب ہوتا ہے۔

کیا مقررہ مقدار سے زیادہ صدقہ فطر دیا جاسکتا ہے؟

(ابن تیمیہ رحمہ اللہ) ان سے ایسے شخص کے متعلق سوال کیا گیا جس پر صدقہ فطر واجب ہے اور وہ جانتا ہے کہ اس کی مقدار ایک صاع ہے لیکن پھر بھی وہ اس سے زیادہ صدقہ کرتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ یہ (میں) نفلی طور پر زیادہ ادا کر رہا ہوں' کیا یہ مکروہ ہے؟ اس کے جواب میں انہوں نے فرمایا: ہاں' یہ عمل جائز ہے اور اکثر علماء مثلاً امام شافعیؒ اور امام احمد رحمہ اللہ وغیرہ کے نزدیک بلا کراہت یہ جائز ہے۔البتہ امام مالک رحمہ اللہ سے اس کی کراہت منقول ہے۔لیکن یہ یاد رہے کہ واجب مقدار سے کم ادا کرنا علماء کے اتفاق کے ساتھ جائز نہیں۔(۴)

(سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی) صدقہ فطر میں (مقررہ مقدار سے زیادہ) صدقہ نکالنے میں کوئی حرج نہیں۔(۵)

کیا خوراک کے بدلے قیمت بھی دی جاسکتی ہے؟

بہتر یہی ہے جو اجناس حدیث میں مذکور ہیں انہی سے ادائیگی کی جائے۔اگر یہ نہ ہوں تو جو کچھ بھی بطورِ خوراک استعمال کیا جاتا ہے وہ صدقہ کے طور پر دیا جائے لیکن اگر کوئی کسی عذر کی وجہ سے قیمت دینا چاہے تو بعض علماء اسے بھی جائز قرار دیتے ہیں۔کیونکہ حدیث میں صدقہ فطر کا جو مقصد بیان ہوا ہے وہ مساکین کو کھلانا ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿فَرَضَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ زَكَاةَ الْفِطْرِ طُهْرَةً لِّلصَّائِمِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطُعْمَةً لِّلْمَسَاكِيْنِ﴾ "رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر روزہ دار کی لغویات اور فحش گوئی سے

---

(۱) [نظم الفرائد مما فی سلسلتی الألبانی من فوائد (۱/۵۰۰)]

(۲) [نيل الأوطار (۳/۱٤۷) المغنی (٤/۲۸۵) فتاوی اللجنة الدائمة (۹/۳٦۹) فتاوی إسلامية (۲/۹۸)]

(۳) [المغنی (٤/۲۸۵) روضة الطالبين (۲/۳۰۱)]

(٤) [مجموع الفتاوی لابن تيمية (۲۵/۷۰)]

(۵) [فتاوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء (۹/۳۷۰)]

Www.IslamicBooks.Website

روزے کو پاک کرنے کے لیے اور مساکین کو کھانا کھلانے کے لیے مقرر کیا ہے۔" (۱)

چونکہ مساکین کو کھلانا مقصود ہے اور وہ قیمت کی ادائیگی سے بھی ممکن ہے لہٰذا ایسا کرنا بھی جائز و درست معلوم ہوتا ہے نیز کسی حدیث میں نبی کریم ﷺ سے قیمت کی ادائیگی کی ممانعت بھی ثابت نہیں۔ تاہم فقہانے اس مسئلے میں اختلاف کیا ہے۔

(مالک، شافعی، احمد رحمۃ اللہ علیہم) اجناس کے عوض قیمت دینا جائز نہیں۔

(ابوحنیفہ رحمۃ اللہ) قیمت دینا جائز ہے۔ (۲)

(شوکانی رحمۃ اللہ) کسی عذر کی وجہ سے قیمت بھی دی جا سکتی ہے۔ (۳)

(ابن حزم رحمۃ اللہ) قیمت کفایت نہیں کرتی۔ (٤)

(ابن تیمیہ رحمۃ اللہ) صدقہ فطر روزمرہ کی خوراک سے ادا کیا جائے۔ (٥)

صدقہ فطر کس پر واجب ہے؟

صدقہ فطر ہر آزاد مسلمان پر اپنی طرف سے اور اُن افراد کی طرف سے نکالنا واجب ہے جن کی کفالت اس کے ذمہ ہے مثلاً بیوی، اولاد، غلام وغیرہ۔

(1) جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ ﴿أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِصَدَقَةِ الْفِطْرِ عَنِ الصَّغِيْرِ وَ الْكَبِيْرِ وَ الْحُرِّ وَ الْعَبْدِ مِمَّنْ تَمُوْنُوْنَ﴾ "رسول اللہ ﷺ نے چھوٹے، بڑے، آزاد اور غلام (ہر اُس شخص) کی طرف سے صدقہ فطر نکالنے کا حکم دیا ہے جس کی خوراک کے تم ذمہ دار ہو۔" (٦)

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿لَيْسَ فِيْ الْعَبْدِ صَدَقَةٌ إِلَّا صَدَقَةُ الْفِطْرِ﴾ "غلام میں کوئی صدقہ نہیں سوائے صدقہ فطر کے۔" (٧)

(3) نافع" حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ ﴿أَنَّهُ كَانَ يُعْطِيْ صَدَقَةَ الْفِطْرِ عَنْ جَمِيْعِ أَهْلِهِ ...﴾ "وہ اپنے چھوٹے بڑے، اُن تمام گھر والوں کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرتے تھے جن کی

---

(۱) [حسن : إرواء الغليل (۸٤۳) أبو داود (۱٦۰۹) كتاب الزكاة : باب زكاة الفطر، ابن ماجة (۱۸۲۷) حاكم (۱/٤۰۹) دارقطنی (۲/۱۳۸) بیهقی (٤/۱٦۳)] امام نوویؒ نے اسے حسن کہا ہے۔ [المجموع (٦/۱۲٦)]

(۲) [المغنی لابن قدامة (٤/۲۹٥) روضة الندية (۱/٥۱۷)]

(۳) [السيل الجرار (۲/۸٦)] (٤) [المحلی بالآثار (٤/۲٥۹)]

(٥) [مجموع الفتاوی (۲٥/۳٥-۳٦)]

(٦) [حسن : إرواء الغليل (۸۳٥) دارقطنی (۲۲۰) بیهقی (٤/۱٦۱)]

(٧) [مسلم (۹۸۲) كتاب الزكاة : باب لا زكاة على مسلم فی عبده وفرسه]

Www.IslamicBooks.Website

کفالت کے ذمہ دار تھے اور اپنے اور اپنی بیویوں کے غلاموں کی طرف سے بھی ادا کیا کرتے تھے۔'' (۱)

- (ابن قدامہ رحمہ اللہ) غلام کی بیوی کے متعلق ہمارے متاخر اصحاب نے یہ ذکر کیا ہے کہ اگر وہ آزاد ہو تو اس کا فطرانہ اُسی پر واجب ہے اور اگر لونڈی ہو تو اس کے مالک پر واجب ہے۔ (۲)

- جس کے پاس ایک دن اور رات کے لیے اپنی خوراک سے زیادہ اناج نہ ہو تو اس پر صدقہ فطر واجب نہیں۔ کیونکہ ایسی حالت میں وہ شخص خود فقراء و مساکین کے زمرے میں آتا ہے اور خود صدقہ فطر کا مستحق ہے نہ کہ اس پر صدقہ فطر واجب ہوگا۔ امام ابن قدامہ اور نواب صدیق حسن خان رحمہما اللہ بھی اسی کے قائل ہیں۔ (۳)

- مذکورہ مسئلے کے اثبات کے لیے پیش کی جانے والی وہ روایت ضعیف ہے جس میں یہ لفظ ہیں ﴿ أَغْنُوهُمْ عَنِ الطَّوَافِ فِي هَذَا الْيَوْمِ ﴾ ''اس دن میں غرباء کو در بدر پھرنے سے بے نیاز کر دو۔'' (٤)

صدقہ فطر کی ادائیگی کا وقت

(1) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں یہ لفظ ہیں ﴿ فَمَنْ أَدَّاهَا قَبْلَ الصَّلَاةِ فَهِيَ زَكَاةٌ مَقْبُولَةٌ وَمَنْ أَدَّاهَا بَعْدَ الصَّلَاةِ فَهِيَ صَدَقَةٌ مِّنْ صَدَقَاتٍ ﴾ ''جس نے اسے نماز (عید) سے پہلے ادا کر دیا تو یہ قابل قبول زکوٰۃ ہوگی اور جس نے نماز کے بعد اسے ادا کیا تو وہ صرف صدقات میں سے ایک صدقہ ہی ہے (یعنی صدقہ فطر نہیں ہوگا)۔'' (٥)

(2) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ﴿ وَأَمَرَ بِهَا أَنْ تُؤَدَّى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ ﴾ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ یہ فطرانہ نماز (عید) کے لیے نکلنے سے پہلے ادا کر دیا جائے۔'' (٦)

---

(۱) [**صحيح موقوف** : إرواء الغليل (۳۲۰/۳) ابن أبي شيبة (۳۷/٤)]

(۲) [المغنى لابن قدامة (۳۰٥/٤)]

(۳) [المغنى لابن قدامة (۳۰۷/٤) الروضة الندية (٥١٩/١-٥٢٠)]

(٤) [**ضعيف** : إرواء الغليل (٨٤٤) التعليقات الرضية على الروضة الندية (٥٥٣/١) التعليق على سبل السلام للشيخ محمد صبيحي حسن حلاق (٦٣/٤) بيهقى (١٧٥/٤) دارقطنى (١٥٢/٢) حافظ ابن حجرؒ نے اسے ضعیف کہا ہے۔ [بلوغ المرام (٥٨٦)] امیر صنعانیؒ فرماتے ہیں کہ یہ روایت اس لیے ضعیف ہے کیونکہ اس (کی سند) میں محمد بن عمر واقدی راوی ہے۔ [سبل السلام (٨٣١/٢)] واقدی راوی کے متعلق حافظ ابن حجرؒ نے کہا کہ یہ متروک ہے۔ امام بخاریؒ، امام ابوزرعہ رازیؒ، امام عقیلیؒ اور امام دولابیؒ وغیرہ نے کہا ہے کہ یہ متروک الحدیث ہے۔ امام دارقطنیؒ نے کہا ہے کہ اس کی حدیث پر ضعف واضح ہوتا ہے۔ [تقريب التهذيب (٦٩٥١) التاريخ الصغير (٣١١/٢) الضعفاء للعقيلى (١٦٦٦/٤) الكامل (٢٤١/٦) أحوال الرجال (٢٢٨) الجرح والتعديل (٢٠/٨)]

(٥) [**حسن** : إرواء الغليل (٨٤٣)، (٣٣٢/٣) أبو داود (١٦٠٩) كتاب الزكاة : باب زكاة الفطر، ابن ماجة (١٨٢٧) كتاب الزكاة : باب صدقة الفطر، دارقطنى (١٣٨/٢) حاكم (٤٠٩/١)]

(٦) [بخارى (١٥٠٣) كتاب الزكاة : باب فرض صدقة]

Www.IslamicBooks.Website

معلوم ہوا کہ یہ صدقہ نماز عید کے لیے روانگی سے پہلے ادا کر دینا ضروری ہے اور اگر عید سے ایک' دو دن پہلے ادا کر دیا جائے تو بھی کوئی حرج نہیں۔(۱)

جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے کہ ﴿ وَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُعْطِيهَا الَّذِيْنَ يَقْبَلُوْنَهَا وَ كَانُوْا يُعْطُوْنَ قَبْلَ الْفِطْرِ بِيَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ ﴾ ''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما صدقہ فطر ہر فقیر کو جو اسے قبول کرتا' دے دیا کرتے تھے اور لوگ صدقہ فطر عید الفطر سے ایک یا دو دن پہلے ہی دے دیا کرتے تھے۔''(۲)

(جمہور) نماز عید سے پہلے صدقہ دینا صرف مستحب ہے علاوہ ازیں عید الفطر کے دن کے آخر تک کفایت کر جاتا ہے۔

(شوکانی رحمہ اللہ) گزشتہ حدیث ان کا رد کرتی ہے۔(۳)

(ابن حزم رحمہ اللہ) صدقہ فطر کو نمازِ عید سے مؤخر کرنا حرام ہے اور ایسا صدقہ کفایت نہیں کرتا۔(٤)

(شیخ ابن جبرین) صدقہ فطر کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ اسے لوگوں کے نماز عید کی طرف سے نکلنے سے پہلے ادا کر دیا جائے۔(٥)

اگر کوئی نمازِ عید سے پہلے صدقہ فطر کی ادائیگی بھول جائے

(شیخ ابن باز رحمہ اللہ) کسی نے ان سے دریافت کیا کہ میں نے نمازِ عید سے پہلے صدقہ فطر تیار کر لیا تا کہ میں اسے اپنے ایک جاننے والے فقیر کو دے دوں لیکن میں اسے دینا بھول گیا اور پھر مجھے نمازِ عید میں یاد آیا اور میں نے نماز کے بعد اسے ادا کر دیا' تو اس کا کیا حکم ہے؟ شیخ نے جواب دیا کہ بلاشبہ سنت یہ ہے کہ صدقہ فطر نمازِ عید سے پہلے ادا کر دیا جائے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا ہے۔ لیکن آپ نے جو کیا ہے اس وجہ سے آپ پر کوئی گناہ نہیں اور نماز کے بعد صدقہ فطر کی ادائیگی (آپ کو) کفایت کر جائے گی (والحمد للہ)۔ اگر چہ حدیث میں آیا ہے کہ یہ (نماز کے بعد ادائیگی) عام صدقات میں سے ایک صدقہ ہی ہے (صدقہ فطر نہیں) لیکن یہ حدیث اس قسم کے صدقہ کو کفایت کرنے سے نہیں روکتی کیونکہ یہ صدقہ اپنے محل میں واقع ہوا ہے اور ہمیں امید ہے کہ یہ قبول کیا جائے گا اور یہ مکمل زکوٰۃ ہو گی کیونکہ آپ نے عمداً اسے مؤخر نہیں کیا بلکہ بھول کر تاخیر کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر کیا ہے کہ ''اے ہمارے رب اگر ہم بھول جائیں یا خطا کریں تو ہم سے (اس کا) مؤاخذہ نہ کرنا۔'' اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے ایسا کر دیا۔'' پس اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن

---

(۱) [المغنی (٣٠٠/٤) فتاوی ابن باز مرحم (٢٠/١١)] (۲) [بخاری (١٥١١) كتاب الزكاة]

(۳) [نيل الأوطار (١٤٩/٣)] (٤) [توضيح الأحكام (٣٨٢/٣)]

(٥) [فتاوى إسلامية (٩٨/٢)]

Www.IslamicBooks.Website

بندوں کی دعا قبول فرمالی کہ وہ بھول کر کیے ہوئے گناہ کا مؤاخذہ نہیں کرے گا۔(۱)

صدقہ فطر کا مصرف

(شوکانی، سید سابق رحمہما اللہ) اس کا مصرف زکوٰۃ کا مصرف ہی ہے۔(۲)

امام شوکانی رحمہ اللہ اور دیگر جن علماء نے زکوٰۃ کے آٹھوں مصارف کو ہی صدقہ فطر کا مصرف قرار دیا ہے ان کے دلائل حسب ذیل ہیں:

(1) حدیث نبوی ہے کہ ﴿ فَمَنْ أَدَّاهَا قَبْلَ الصَّلَاةِ فَهِيَ زَكَاةٌ مَقْبُولَةٌ ﴾ "جس نے اسے نماز عید سے پہلے ادا کر دیا تو یہ مقبول زکوٰۃ ہوگی۔"(۳)

(2) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ﴿ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ أَمَرَ بِزَكَاةِ الْفِطْرِ ...... ﴾ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ الفطر کا حکم دیا ہے۔"(٤)

چونکہ ان احادیث میں صدقہ فطر کو زکوٰۃ کہا گیا ہے لہٰذا اس کا مصرف بھی وہی ہوگا جو زکوٰۃ کا ہے۔

(ابن قدامہ رحمہ اللہ) اسی کے قائل ہیں۔(٥)

لیکن بعض علماء کا یہ خیال ہے (اور یہی بات زیادہ قوی معلوم ہوتی ہے) کہ صدقہ فطر صرف مساکین اور فقراء و حاجت مند لوگوں میں ہی تقسیم کیا جائے گا کیونکہ اس کے متعلق حدیث میں واضح الفاظ موجود ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ﴿ طُعْمَةً لِّلْمَسَاكِيْنِ ﴾ "صدقہ فطر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مساکین کو کھانا کھلانے کے لیے مقرر کیا ہے۔"(٦)

(ابن تیمیہ، ابن قیم، البانی رحمہم اللہ) اسی کے قائل ہیں۔(۷)

(شوکانی رحمہ اللہ) انہوں نے بھی اپنی دوسری کتاب "السیل الجرار" میں یہی مؤقف اپنایا ہے۔(۸)

ذمی کو صدقہ فطر دینے کا حکم

ذمی کو صدقہ فطر دینا جائز نہیں کیونکہ یہ مسلمانوں کے مساکین کا حق ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ﴿ طُعْمَةً

---

(۱) [فتاوی إسلامية (۲/۹۹)] (۲) [الدرر البهية : كتاب الزكاة : باب صدقة الفطر، فقه السنة (۱/۳۷٤)]

(۳) [حسن : إرواء الغليل (۸٤۳) أبو داود (۱٦۰۹) كتاب الزكاة : باب زكاة الفطر]

(٤) [بخاری (۱۵۰٤) كتاب الزكاة : باب صدقة الفطر على العبد وغيره من المسلمين، مسلم (۹۸٤)]

(٥) [المغنی (٤/۳۱٤)]

(٦) [حسن : إرواء الغليل (۸٤۳) ابن ماجة (۱۸۲۷) كتاب الزكاة : باب صدقة الفطر]

(۷) [مجموع الفتاوى لابن تيمية (۲٥/۳۸) تمام المنة (ص/۳۸۷-۳۸۸)]

(۸) [السيل الجرار (۲/۸٦)]

Www.IslamicBooks.Website

لِلْمَسَاكِينِ ﴾ ''صدقہ فطر مساکین کو کھلانے کے لیے واجب کیا گیا ہے''اور اس سے مراد صرف مسلمانوں کے مساکین ہیں' تمام ملتوں کے نہیں۔ اسی طرح جن آیات واحادیث میں کفار کے ساتھ صلہ رحمی کا حکم یا ترغیب ہے ان سے مراد کفار کو نفلی صدقات سے نوازنا ہے' فرضی صدقات سے عطا کرنا نہیں۔

(ابن رشد رحمہ اللہ) اہل علم نے اجماع کیا ہے کہ صدقہ فطر مسلمانوں کے فقراء پر صرف کیا جائے گا۔ مزید فرماتے ہیں کہ مسلمانوں نے اجماع کیا ہے کہ اموال کی زکوٰۃ اہل ذمہ کے لیے جائز نہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ﴿ صَدَقَةٌ تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ وَ تُرَدُّ إِلَى فُقَرَائِهِمْ ﴾ ''زکوٰۃ ان (مسلمانوں) کے اغنیاء سے وصول کی جائے گی اور ان کے فقراء پر تقسیم کر دی جائے گی۔'' (۱)

(البانی رحمہ اللہ) صدقہ فطر کسی ذمی کو عطا کرنا جائز نہیں۔ (۲)

(ڈاکٹر یوسف قرضاوی) انہوں نے یہ عنوان قائم کیا ہے کہ بالا جماع مسلمانوں کے فقراء پر ہی (صدقہ فطر) صرف کیا جائے گا۔ (۳)

تاہم فقہاء نے اس مسئلے میں اختلاف کیا ہے:

(جمہور) اہل ذمہ کے لیے صدقہ فطر کی ادائیگی جائز نہیں۔

(ابوحنیفہ رحمہ اللہ) جائز ہے۔ انہوں نے اس آیت سے استدلال کیا ہے:

﴿ لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ﴾ [الممتحنة : ۸] ''جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائی نہیں کی اور تمہیں جلاوطن نہیں کیا' ان کے ساتھ سلوک واحسان کرنے اور منصفانہ بھلے برتاؤ کرنے سے اللہ تعالیٰ تمہیں نہیں روکتا' بلکہ اللہ تعالیٰ تو انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔'' (لیکن اس آیت میں جس نیکی کی ترغیب دلائی گئی ہے وہ نفلی صدقات سے ہے فرض زکوٰۃ سے نہیں)۔

اس مسئلے میں اختلاف کا سبب یہ ہے کہ کیا صدقہ فطر کے جواز کا سبب صرف فقر ہے یا فقر اور اسلام دونوں؟ پس جنہوں نے فقر و اسلام دونوں کی شرط لگائی ہے وہ اہل ذمہ کے لیے صدقہ فطر کو ناجائز کہتے ہیں اور جنہوں نے صرف فقر کی شرط لگائی ہے ان کے نزدیک یہ صدقہ اہل ذمہ کے لیے بھی جائز ہے۔ (٤)

(سید سابق رحمہ اللہ) انہوں نے اس مسئلے میں صرف اتنا ہی نقل کیا ہے کہ امام زہری، امام ابوحنیفہ، امام محمد، اور ابن شبرمہ رحمۃ اللہ علیہم نے صدقہ فطر سے ذمی کو عطا کرنا جائز قرار دیا ہے۔ (٥)

---

(۱) [بداية المجتهد (۱/۵۲۲)] (۲) [تمام المنة (ص / ۳۶۹)] (۳) [فقه الزكاة (۲/۹۵٦)]

(٤) [بداية المجتهد (۱/۵۲۳)] (٥) [فقه السنة (۱/۳۷٤)]

Www.IslamicBooks.Website

باب صدقة التطوع نفلی صدقہ کا بیان

نفلی صدقہ کا معنی ومفہوم

"تطوع" کا معنی ہے اپنی خوشی سے کوئی (ایسا نیکی کا) کام بجالانا (جو فرض نہ ہو)۔(1) لہٰذا نفلی صدقہ سے مراد وہ صدقہ ہوا جو انسان پر واجب نہیں' انسان اپنی خوشی سے محض رضائے الٰہی کے حصول کے لیے اسے ادا کرے۔اس صدقہ کی ادائیگی میں اللہ تعالیٰ نے بہت عظیم اجر رکھا ہے اس لیے بڑھ چڑھ کر اس میں حصہ لینا چاہیے۔

(1) [النهاية لابن الأثير (۱۲٦/۲)]

نفلی صدقہ کی ترغیب

(1) ﴿مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً﴾ [البقرة : ۲٤٥] "ایسا بھی کوئی ہے جو اللہ تعالیٰ کو اچھا قرض دے' پھر اللہ تعالیٰ اسے بہت بڑھا چڑھا کر عطا فرمائے۔"

(2) ﴿لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ ... وَفِي الرِّقَابِ﴾ [البقرة : ۱۷۷] "ساری اچھائی مشرق ومغرب کی طرف منہ کرنے میں ہی نہیں بلکہ حقیقتاً اچھا شخص وہ ہے جو اللہ تعالیٰ پر' قیامت کے دن پر' فرشتوں پر' کتاب اللہ پر اور نبیوں پر ایمان رکھنے والا ہو' جو مال سے محبت کرنے کے باوجود قرابت داروں' یتیموں' مسکینوں' مسافروں اور سوال کرنے والوں کو دے اور غلاموں کو آزاد کرے۔"

(3) ﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ۭ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝﴾ [البقرة : ۲٦۱] "جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس کی مثال اس دانے جیسی ہے جس میں سے سات بالیاں نکلیں اور ہر بالی میں سو دانے ہوں' اور اللہ تعالیٰ جسے چاہے بڑھا چڑھا کر دے اور اللہ تعالیٰ کشادگی والا اور علم والا ہے۔"

(4) ﴿وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ...﴾ [البقرة : ۲٦٥] "ان لوگوں کی مثال جو اپنا مال اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی طلب میں دل کی خوشی اور یقین کے ساتھ خرچ کرتے ہیں اس باغ جیسی ہے جو اونچی زمین پر ہو اور اس پر زوردار بارش برسے اور وہ اپنا پھل دُگنا لائے اور اگر اس پر بارش نہ بھی برسے تو پھوار ہی کافی ہے۔"

(5) ﴿اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ﴾ [الحديد : ۷] "اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ اور اس مال میں سے خرچ کرو جس میں اللہ نے تمہیں (دوسروں کا) جانشین بنایا ہے (یعنی یہ مال پہلے کسی اور کے پاس تھا) پس تم میں

Www.IslamicBooks.Website

سے جو ایمان لائیں اور خیرات کریں انہیں بہت بڑا ثواب ملے گا۔"

(6) ﴿وَمَا لَكُمْ أَلَّا تُنفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِلَّهِ مِيرَاثُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ [الحديد : ١٠]
"تمہیں کیا ہو گیا ہے جو تم اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے؟ دراصل آسمانوں اور زمینوں کی میراث کا مالک (اکیلا) اللہ تعالیٰ ہی ہے۔"

(7) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : أَنْفِقْ يَا ابْنَ آدَمَ ! أُنْفِقْ عَلَيْكَ﴾ "اللہ تعالیٰ نے فرمایا' اولادِ آدم! خرچ کرو (اس کے بدلے) میں تم پر خرچ کروں گا۔" (۱)

(8) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' کوئی دن ایسا نہیں جاتا کہ جب بندے صبح کو اُٹھتے ہیں تو دو فرشتے آسمان سے نہ اُترتے ہوں ﴿اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا ' وَ يَقُولُ الْآخَرُ : اَللّٰهُمَّ أَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا﴾ "ایک فرشتہ تو یہ کہتا ہے کہ اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اس کا بدلہ دے اور دوسرا کہتا ہے کہ اے اللہ! ہاتھ روک لینے والے' بخیل کے مال کو ہلاک کر دے۔" (۲)

(9) حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿يَا ابْنَ آدَمَ ! أَنْ تَبْذُلَ الْفَضْلَ خَيْرٌ لَكَ وَ أَنْ تُمْسِكَهُ شَرٌّ لَكَ وَ لَا تُلَامُ عَلَى كَفَافٍ ' وَ ابْدَأْ بِمَنْ تَعُولُ﴾ "اولادِ آدم! اگر تو (ضرورت سے) زائد خرچ کرے تو تیرے لیے (دنیا و آخرت میں) بہتر ہے اور اگر تو اسے روک لے تو تیرے لیے برا ہے اور بقدرِ ضرورت مال پر تجھے ملامت نہیں کی جا سکتی اور مال خرچ کرتے وقت اپنے اہل و عیال سے ابتدا کر۔" (۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿لَوْ كَانَ لِي مِثْلُ أُحُدٍ ذَهَبًا لَسَرَّنِي أَنْ لَا يَمُرَّ عَلَيَّ ثَلَاثُ لَيَالٍ وَ عِنْدِي مِنْهُ شَيْءٌ إِلَّا شَيْءٌ أُرْصِدُهُ لِدَيْنٍ﴾ "اگر میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہو تو مجھے یہ بات پسند ہے کہ مجھ پر تین راتیں نہ گزریں کہ میرے پاس اس میں سے کوئی چیز موجود ہو البتہ اس قدر مال کا کچھ حرج نہیں جسے میں قرض (کی ادائیگی) کے لیے محفوظ کر لوں۔" (٤)

بغیر شمار کیے خرچ کرنے کی نصیحت

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا ﴿أَنْفِقِي وَلَا تُحْصِي فَيُحْصِيَ اللّٰهُ

---

(۱) [بخاری (٥٣٥٢) كتاب النفقات : باب فضل النفقة على الأهل ' مسلم (٩٩٣) ترمذی (٣٠٤٥)]

(۲) [بخاری (١٤٤٢) كتاب الزكاة : باب قول الله عزوجل : فأما من أعطى واتقى ' مسلم (١٠١٠)]

(۳) [مسلم (١٠٣٦) كتاب الزكاة : باب بيان أن اليد العليا خير من اليد السفلى ' ترمذی (٢٣٤٣)]

(٤) [بخاری (٧٢٢٨) كتاب التمنى : باب تمنى الخير ' مسلم (٩٩١) كتاب الزكاة ' احمد (٧٤٨٩)]

Www.IslamicBooks.Website

عَلَيْكِ، وَلَا تُوْعِي فَيُوْعِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ، ارْضَخِي مَا اسْتَطَعْتِ ﴾ ”تم خرچ کرو اور شمار نہ کرو ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہیں شمار کر کے دے گا اور بخل نہ کرو ورنہ اللہ بھی تم سے روک لے گا۔ حسبِ استطاعت خرچ کرتی رہو۔“ (۱)

اپنا سب سے پسندیدہ مال خرچ کرنے کی ترغیب

(1) ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۚ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ﴾ [آل عمران : ۹۲] ”جب تک تم اپنی پسندیدہ چیز سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرو گے ہرگز بھلائی نہ پاؤ گے اور تم جو کچھ بھی خرچ کرو اسے اللہ تعالیٰ بخوبی جانتا ہے۔“

(2) صحیح بخاری میں روایت ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿ كَانَ أَبُوْ طَلْحَةَ أَكْثَرَ الْأَنْصَارِ بِالْمَدِيْنَةِ مَالًا مِنْ نَخْلٍ وَكَانَ أَحَبُّ أَمْوَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرُحَاءَ ... فَقَسَمَهَا أَبُوْ طَلْحَةَ فِيْ أَقَارِبِهِ وَبَنِيْ عَمِّهِ ﴾ ”حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مدینہ میں اپنے کھجور کے باغات کی وجہ سے انصار میں سب سے زیادہ مالدار تھے۔ اور انہیں اپنے باغات میں سب سے زیادہ بیرحاء کا باغ پسند تھا۔ یہ باغ مسجد نبوی کے بالکل سامنے تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں تشریف لے جایا کرتے تھے اور اس کا میٹھا پانی پیا کرتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ ”جب تک تم اپنی پسندیدہ چیز سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرو گے ہرگز بھلائی نہ پاؤ گے اور تم جو کچھ بھی خرچ کرو اسے اللہ تعالیٰ بخوبی جانتا ہے۔“ تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”جب تک تم اپنی پسندیدہ چیز سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرو گے ہرگز بھلائی نہ پاؤ گے۔“ اور مجھے بیرحاء کا باغ سب سے زیادہ پسند ہے۔ اس لیے میں اسے اللہ تعالیٰ کے لیے صدقہ کرتا ہوں، اس کی نیکی اور اس کے ذخیرۂ آخرت ہونے کا اُمیدوار ہوں۔ اللہ کے حکم سے جہاں آپ مناسب سمجھیں اسے استعمال کریں۔ راوی کا بیان ہے کہ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، خوب! یہ تو بڑا ہی آمدنی کا مال ہے، یہ تو بہت ہی نفع بخش ہے اور جو بات تم نے کہی ہے میں نے وہ سن لی ہے اور میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ تم اسے اپنے قریبی رشتہ داروں کو دے ڈالو۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول! میں ایسا ہی کروں گا۔ چنانچہ انہوں نے اسے اپنے رشتہ داروں اور چچا کے لڑکوں کو دے دیا۔“ (۲)

(3) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی ایک جائداد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں

---

(۱) [بخاری (۱٤۳٤) کتاب الزکاۃ : باب الصدقۃ فیما استطاع، مسلم (۱۰۲۹) نسائی فی الکبری (۲۳۳۲/۲) احمد (۲٦۹۷۸) ابن حبان (۳۲۰۹) عبد الرزاق (۲۰۰۵٦) طبرانی کبیر (۳۳۷/۲٤)]

(۲) [بخاری (۱٤٦۱) کتاب الزکاۃ : باب الزکاۃ علی الأقارب، مسلم (۹۹۸) ابو داود (۱٦۸۹) موطا (۵۹۵/۲) احمد (۱٤۱/۳) دارمی (۱٦۵۵) ابن خزیمۃ (۲٤۵۵) شرح السنۃ للبغوی (۱٦۸۳)]

Www.IslamicBooks.Website

وقف کردی' اس جائداد کا نام ثمغ تھا اور یہ ایک کھجور کا باغ تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! ﴿إِنِّی اسْتَفَدْتُ مَالًا وَ هُوَ عِنْدِیْ نَفِیْسٌ فَأَرَدْتُ أَنْ تَصَدَّقَ بِهِ﴾ ''مجھے ایک جائداد ملی ہے اور میرے خیال میں وہ نہایت عمدہ ہے' اس لیے میں نے چاہا کہ اسے صدقہ کر دوں۔'' تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿تَصَدَّقْ بِأَصْلِهِ' لَا يُبَاعُ وَلَا يُوْهَبُ وَلَا يُوْرَثُ وَ لٰكِنْ يُنْفَقُ ثَمَرُهُ' فَتَصَدَّقَ بِهِ عُمَرُ﴾ ''اصل مال کو یوں صدقہ کر دو کہ نہ اسے بیچا جا سکے' نہ ہبہ کیا جا سکے اور نہ اس کا کوئی وارث بن سکے' صرف اس کا پھل استعمال ہو۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے صدقہ کر دیا۔''

صحیح مسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ﴿أَصَبْتُ أَرْضًا لَمْ أُصِبْ مَالًا أَحَبَّ إِلَيَّ وَ لَا أَنْفَسَ عِنْدِيْ مِنْهَا﴾ ''مجھے ایسی زمین حاصل ہوئی ہے کہ اس سے زیادہ پسندیدہ اور نفیس مال مجھے کبھی حاصل نہیں ہوا۔'' (۱)

(4) حمزہ بن عبد اللہ بن عمر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب یہ آیت ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ﴾ میرے سامنے آئی تو میں نے اُن (تمام) اشیاء کو یاد کیا جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کر رکھی تھیں ﴿فَلَمْ أَجِدْ شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ جَارِيَةٍ لِيْ رُوْمِيَّةٍ' فَقُلْتُ: هِيَ حُرَّةٌ لِوَجْهِ اللّٰهِ﴾ ''تو میں نے کوئی ایسی چیز نہیں پائی جو مجھے اپنی رومی لونڈی سے زیادہ پسند ہو۔ لہٰذا میں نے کہا' یہ اللہ تعالیٰ کے لیے آزاد ہے۔'' (۲)

معمولی چیز کے صدقہ کو بھی حقیر نہیں سمجھنا چاہیے

(1) حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ﴾ ''(جہنم کی) آگ سے بچو خواہ کھجور کی ایک گٹھلی ہی صدقہ کر دو۔'' (۳)

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ طَيِّبٍ ...﴾ ''جس نے پاکیزہ (یعنی حلال) کمائی سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کیا' اور اللہ تعالیٰ صرف پاکیزہ کمائی کے صدقے کو ہی قبول کرتا ہے' تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے داہنے ہاتھ سے قبول کرتا ہے پھر صدقہ کرنے والے کے فائدے کے لیے اس میں زیادتی کرتا ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے کوئی اپنے جانور کے بچے کو کھلا پلا کر

---

(۱) [بخاری (۲۷۶۴) كتاب الوصايا: باب وما للوصى أن يعمل فى مال اليتيم' مسلم (۱۶۳۳) ابن ماجة (۲۳۹۷) احمد (۱۱۴/۲) ابن حبان (۴۸۹۹) بیهقی (۱۹۵/۶)]

(۲) [تفسیر ابن کثیر (۶۵/۲)]

(۳) [بخاری (۱۴۱۷) كتاب الزكاة: باب اتقوا النار ولو بشق تمرة والقليل من الصدقة' مسلم (۱۰۱۶) ترمذی (۲۴۱۵) ابن ماجة (۱۸۵) احمد (۱۸۲۷۶) نسائی (۲۵۵۲)]

Www.IslamicBooks.Website

بڑھتا ہے حتی کہ اس کا صدقہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے۔" (۱)

(3) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ يَا نِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ ! لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَ لَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ ﴾ "اے مسلمان عورتو! کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کو ہدیہ دینا حقیر نہ سمجھے اگرچہ بکری کے کھر ہی کیوں نہ ہوں۔" (۲)

(4) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک عورت اپنی دو بچیوں کو لیے مانگتی ہوئی آئی ﴿ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِي شَيْئًا غَيْرَ تَمْرَةٍ فَأَعْطَيْتُهَا إِيَّاهَا ﴾ "میرے پاس ایک کھجور کے سوا اور کچھ نہ تھا میں نے وہی اسے دے دی۔" (۳)

(5) حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَمَرَنَا بِالصَّدَقَةِ ... ﴾ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہمیں صدقہ کرنے کا حکم دیا تو ہم میں سے بہت سے بازار جا کر بوجھ اٹھانے کی مزدوری کرتے اور اس طرح ایک مد (کھجور یا جو وغیرہ) حاصل کرتے (اور اسے صدقہ کر دیتے) لیکن آج ہم میں سے بہت سوں کے پاس لاکھ لاکھ (درہم و دینار) موجود ہیں۔" (٤)

صرف حلال و پاکیزہ رزق سے ہی صدقہ کرنا چاہیے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ أَيُّهَا النَّاسُ ! " إِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا " ... فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لِذَالِكَ ﴾ "اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہے اور صرف پاک چیز کو ہی قبول کرتا ہے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو بھی وہی حکم دیا ہے جو رسولوں کو دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ "اے رسولو! پاکیزہ اشیاء سے کھاؤ اور نیک عمل کرو یقیناً میں جانتا ہوں جو تم عمل کرتے ہو۔" اور (ایک دوسرے مقام پر) فرمایا کہ "اے ایمان والو! پاکیزہ رزق میں سے کھاؤ جو ہم نے تمہیں دیا ہے۔" پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے آدمی کا ذکر کیا جو طویل سفر کرتا ہے' اس کے بال پراگندہ ہے' (جسم) غبار آلود ہے' وہ آسمان کی طرف اپنے ہاتھ پھیلاتا ہے (اور کہتا ہے کہ) اے میرے رب! اے میرے رب! لیکن اس کا کھانا بھی حرام کا ہے' اس کا پینا بھی حرام ہے' اس کا لباس بھی حرام کا ہے اور اسے غذا بھی حرام کی دی جاتی ہے تو اس کی دعا کیسے قبول کی جائے۔" (٥)

---

(۱) [بخاری (۱٤۱۰) كتاب الزكاة : باب الصدقة من كسب طيب' مسلم (۱۰۱٤) ترمذی (٦٦۱) ابن ماجة (۱۸٤۲) دارمی (۱٦۷٥) ابن حبان (۲۷۰) شرح السنة للبغوی (۱٦۳۲)]

(۲) [بخاری (۲٥٦٦) كتاب الهبة وفضلها والتحريض عليها : باب' مسلم (۱۰۳۰) ترمذی (۲۱۳۰)]

(۳) [بخاری (۱٤۱۸) كتاب الزكاة : باب اتقوا النار ولو بشق تمرة' مسلم (۲٦۲۹) ترمذی (۱۹۱۳)]

(٤) [بخاری (۱٤۱٦) كتاب الزكاة : باب اتقوا النار ولو بشق تمرة والقليل من الصدقة' مسلم (۱۰۱۸)]

(٥) [مسلم (۱۰۱٥) كتاب الزكاة : باب قبول الصدقة من الكسب الطيب وتربيتها' ترمذی (۲۹۸۹)]

Www.IslamicBooks.Website

صدقہ کرنے میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے

(1) ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ ﴿وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ﴾ [المنافقون: ١٠] ''جو کچھ ہم نے تمہیں دے رکھا ہے اس میں سے (ہماری راہ میں) اس سے پہلے خرچ کرو کہ تم میں سے کسی کو موت آ جائے تو کہنے لگے اے پروردگار! مجھے تو تھوڑی دیر کی مہلت کیوں نہیں دیتا کہ میں صدقہ کروں اور نیک لوگوں میں سے ہو جاؤں۔''

(2) ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ﴾ [البقرة: ٢٥٤] ''اے ایمان والو! جو ہم نے تمہیں دے رکھا ہے اس میں سے خرچ کرتے رہو، اس سے پہلے کہ وہ دن آئے جس میں نہ تجارت (کام آئے) گی، نہ دوستی اور نہ شفاعت۔''

(3) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بلال رضی اللہ عنہ کے پاس گئے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ) اُن کے پاس کھجوروں کا ڈھیر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اے بلال! یہ کیا ہے؟ بلال رضی اللہ عنہ نے کہا' اسے میں نے کل کے لیے ذخیرہ کر رکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تجھے ڈر نہیں لگتا کہ قیامت کے دن تجھے جہنم کی آگ میں اس کا بخار پہنچے۔ ﴿أَنْفِقْ يَا بِلَالُ! وَلَا تَخْشَ مِنْ ذِي الْعَرْشِ إِقْلَالًا﴾ ''اے بلال! خرچ کر اور عرش والے (رب) سے نہ ڈر کہ وہ تجھے فقیر بنا دے گا۔'' (١)

اُس وقت سے پہلے صدقہ کرنے کی ترغیب جب کوئی لینے والا نہ ہو گا

(1) حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ﴿تَصَدَّقُوْا فَإِنَّهُ يَأْتِي عَلَيْكُمْ زَمَانٌ يَمْشِي الرَّجُلُ بِصَدَقَتِهِ فَلَا يَجِدُ مَنْ يَقْبَلُهَا ...﴾ ''صدقہ کرو' ایک ایسا زمانہ بھی تم پر آنے والا ہے جب ایک شخص اپنے مال کا صدقہ لے کر نکلے گا اور کوئی اسے قبول کرنے والا نہیں پائے گا۔'' (٢)

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَكْثُرَ فِيْكُمُ الْمَالُ، فَيَفِيْضُ، حَتّٰى يُهِمَّ رَبَّ الْمَالِ مَنْ يَقْبَلُ صَدَقَتَهُ، وَحَتّٰى يَعْرِضَهُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْ يَعْرِضُهُ عَلَيْهِ: لَا أَرَبَ لِيْ﴾ ''قیامت آنے سے پہلے مال و دولت کی اس قدر کثرت ہو جائے گی اور لوگ اس قدر مالدار ہو جائیں گے کہ اس وقت صاحبِ مال کو اس کی فکر ہو گی کہ اس کا صدقہ کون قبول کرے اور اگر کسی

---

(١) [صحیح: هداية الرواة (٢/٢٨٦)' (١٨٢٦) الصحيحة (٢٦٦١) الترغيب (٢/٤٠)]

(٢) [بخاری (١٤١١) كتاب الزكاة: باب الصدقة قبل الرد' مسلم (١٠١١) احمد (١٨٧٥١) ابن حبان (٦٦٧٨) ابن أبي شيبة (٣/١١١) أبو يعلى (١٤٧٥) طبراني كبير (٣٢٥٩) طيالسي (١٢٣٩)]

Www.IslamicBooks.Website

کو دینا بھی چاہے گا تو اس کو یہ جواب ملے گا کہ مجھے اس کی حاجت نہیں۔'' (۱)

صدقہ کا سفارشی بھی اجر سے محروم نہیں رہتا

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ﴿ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا جَاءَهُ السَّائِلُ أَوْ طُلِبَتْ إِلَيْهِ حَاجَةٌ قَالَ: اشْفَعُوْا تُؤْجَرُوْا، وَيَقْضِي اللهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ ﷺ مَا شَاءَ ﴾ ''رسول اللہ ﷺ کے پاس اگر کوئی مانگنے والا آتا یا آپ کے سامنے کوئی حاجت پیش کی جاتی تو آپ ﷺ صحابہ کرام سے فرماتے کہ تم سفارش کرو کہ اس کا ثواب پاؤ گے اور اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی زبان سے جو فیصلہ چاہے گا وہ دے گا۔'' (۲)

صدقہ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا

جیسا کہ صحیح احادیث میں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان موجود ہے۔ اس کی مزید تفصیل کے لیے گزشتہ باب ''زکوٰۃ کی فضیلت اور اس کے فوائد کا بیان'' کا مطالعہ کیجئے۔

صدقہ دے کر نہ تو واپس لینا چاہیے اور نہ ہی اسے خریدنا چاہیے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک گھوڑا اللہ کے راستے میں صدقہ کیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا کہ وہ بازار میں فروخت ہو رہا ہے۔ اس لیے ان کی خواہش ہوئی کہ اسے وہ خود ہی خرید لیں اور اجازت لینے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ﴿ لَا تَعُدْ فِيْ صَدَقَتِكَ ﴾ ''اپنا صدقہ واپس نہ لو۔'' اسی وجہ سے اگر ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنا دیا ہوا کوئی صدقہ خرید لیتے تو پھر اسے صدقہ کر دیتے تھے۔

صحیح بخاری کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا' میں نے ایک گھوڑا اللہ کے راستے میں سواری کے لیے ایک شخص کو دے دیا۔ لیکن اس شخص نے گھوڑے کو خراب کر دیا۔ اس لیے میں نے چاہا کہ اسے خرید لوں۔ میرا یہ بھی خیال تھا کہ وہ اسے سستے داموں بیچ ڈالے گا۔ چنانچہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا ﴿ لَا تَشْتَرِ وَلَا تَعُدْ فِيْ صَدَقَتِكَ وَإِنْ أَعْطَاكَهُ بِدِرْهَمٍ فَإِنَّ الْعَائِدَ فِيْ صَدَقَتِهِ كَالْعَائِدِ فِيْ قَيْئِهِ ﴾ ''اپنا صدقہ واپس نہ لو خواہ وہ تمہیں ایک درہم ہی میں کیوں نہ دے کیونکہ دیا ہوا صدقہ واپس لینے والے کی مثال قے کر کے چاٹنے والے کی طرح ہے۔'' (۳)

---

(۱) [بخاری (۱٤۱۲) کتاب الزکاۃ : باب الصدقة قبل الرد' مسلم (۱۵۷) کتاب الزکاۃ]

(۲) [بخاری (۱٤۳۲) کتاب الزکاۃ : باب التحریض علی الصدقة و الشفاعة فیها' مسلم (۲٦۲۷) ابو داود (۵۱۳۱) ترمذی (۲٦۷۲) احمد (۱۹٦۰۱) ابن حبان (۵۳۱)]

(۳) [بخاری (۱٤۸۹)' (۱٤۹۰) کتاب الزکاۃ : باب هل یشتری صدقته ؟' مسلم (۱٦۲۰)]

Www.IslamicBooks.Website

(شیخ سلیم الہلالی) صدقہ دے کر واپس لینا حرام ہے۔(۱)

عورت اپنے شوہر کی رضامندی سے اس کے مال سے صدقہ کر سکتی ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ ، كَانَ لَهَا أَجْرُهَا بِمَا أَنْفَقَتْ ، وَلِزَوْجِهَا أَجْرُهُ بِمَا كَسَبَتْ ، وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذَلِكَ ، لَا يَنْقُصُ بَعْضُهُمْ أَجْرَ بَعْضٍ شَيْئًا ﴾ ''جب عورت اپنے گھر کے کھانے میں سے صدقہ کرے (بشرطیکہ وہ صدقہ میں) اسراف نہ کرے تو اسے اس کے صدقہ کی وجہ سے اجر حاصل ہوگا اور اس کے شوہر کو بھی اجر ملے گا کیونکہ اس نے مال کمایا' نیز خزانچی کو بھی اجر ملے گا اور ایک کا اجر دوسرے کے اجر میں کوئی کمی نہیں کرے گا۔'' (۲)

جس روایت میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ كَسْبِ زَوْجِهَا مِنْ غَيْرِ أَمْرِهِ فَلَهَا نِصْفُ أَجْرِهِ ﴾ ''جب عورت اپنے شوہر کی کمائی سے اس کی اجازت کے بغیر خرچ کرتی ہے تو عورت کو نصف ثواب ملے گا۔'' (۳)

اس کا مطلب یہ ہے کہ تفصیلی طور پر (یعنی خاص اُس چیز کے متعلق) تو شوہر نے اجازت نہ دی ہو البتہ اجمالی طور پر عورت کو اجازت حاصل ہو اور وہ کوئی ایسی معمولی چیز ہی صدقہ کرے کہ جس کے متعلق عموماً مالک کی رضامندی ہی ہوتی ہے تو وہ نصف اجر کی حقدار ہے (کیونکہ باقی نصف اجر تو کمانے کی وجہ سے شوہر کا ہی ہے) اور اگر وہ شوہر کی اجازت کے بغیر کوئی ایسی چیز صدقہ کر دیتی ہے جو معمولی نہ ہو تو وہ صدقہ اس کے لیے باعثِ اجر نہیں بلکہ باعثِ وبال ہوگا جیسا کہ حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' آپ حجۃ الوداع کے سال اپنے خطبہ میں فرما رہے تھے کہ ﴿ لَا تُنْفِقُ امْرَأَةٌ شَيْئًا مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا ، قِيلَ : يَا رَسُولَ اللهِ ! وَلَا الطَّعَامَ ؟ قَالَ : ذَلِكَ أَفْضَلُ أَمْوَالِنَا ﴾ ''کوئی عورت اپنے خاوند کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر خرچ نہ کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! کھانا بھی نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' یہ تو ہمارے عمدہ اموال میں سے ہے۔'' (٤)

---

(۱) [موسوعة المناهي الشرعية (٢/٦٧)]

(۲) [بخاری (١٤٣٧) كتاب الزكاة : باب أجر الخادم إذا تصدق بأمر صاحبه غير مفسد ' مسلم (١٠٢٤) ابو داود (١٦٨٥) ترمذی (٦٧٢) ابن ماجة (٢٢٩٤) نسائی فی الكبرى (٢/٢٣٤١) احمد (٢٤٢٢٦)]

(۳) [بخاری (٥٣٦٠) كتاب النفقات : باب نفقة المرأة إذا غاب عنها زوجها ونفقة الولد ' مسلم (١٠٢٦) ابو داود (١٦٨٧) احمد (٨١٩٥) ابن حبان (٣٥٧٢) شرح السنة للبغوی (١٦٩٤) بيهقی (٤/١٩٢)]

(٤) [حسن : هداية الرواة (٢/٣٠٨) ' (١٨٩٣) صحيح ترمذی ' ترمذی (٦٧٠) كتاب الزكاة : باب فی نفقة المرأة من بيت زوجها ' ابن ماجة (٢٢٩٥) كتاب التجارات : باب ما للمرأة من مال

Www.IslamicBooks.Website

(محیی السنہ رحمہ اللہ) عام علماء کی یہی رائے ہے کہ عورت کے لیے اپنے شوہر کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر صدقہ کرنا جائز نہیں اور یہی حکم خادم کا ہے۔(۱)

(سعودی مجلس افتاء) دراصل کسی عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کے مال سے اس کی اجازت کے بغیر صدقہ کرے الا کہ جو بہت معمولی چیز ہو۔(۲)

کیا عورت شوہر کی اجازت کے بغیر اپنا ذاتی مال صدقہ کر سکتی ہے؟

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ لا یَجُوزُ لامْرَأَةٍ عَطِیَّةٌ فِیْ مَالِهَا إِلَّا بِإِذْنِ زَوْجِهَا ﴾ ”کسی عورت کے لیے شوہر کی اجازت کے بغیر اپنے مال سے بھی عطیہ دینا جائز نہیں۔“ (۳)

(البانی رحمہ اللہ) اس روایت کے تحت فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ...... اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ عورت اپنے خاص مال کو بھی شوہر کی اجازت کے بغیر خرچ نہیں کر سکتی اور یہ اُس حکمرانی کی تکمیل میں سے ہے جسے اللہ تعالیٰ نے شوہر کے لیے عورت پر مقرر فرمایا ہے۔ لیکن شوہر کے لیے بھی جائز نہیں (جبکہ وہ سچا مسلمان ہو) کہ وہ اس حکم کا (ناجائز) فائدہ اٹھاتے ہوئے عورت پر کسی قسم کی زبردستی کرے یا اسے اس کے (ذاتی) مال میں بھی تصرف سے روکے۔(٤)

(شیخ سلیم الہلالی) عورت کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ اپنا (ذاتی) مال بھی شوہر کی اجازت کے بغیر خرچ نہ کرے۔(٥)

میت کی طرف سے صدقہ کیا جا سکتا ہے

(1) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میری والدہ اچانک فوت ہوگئی ہے اور میرا خیال ہے کہ اگر اسے بات کرنے کا موقع ملتا تو وہ ضرور صدقہ وخیرات کرتی ﴿ فَهَلْ لَهَا أَجْرٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا ؟ قَالَ : نَعَمْ ﴾ ”اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اسے اجر ملے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔“ (٦)

(2) حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! ﴿ إِنَّ أُمِّی مَاتَتْ أَفَأَتَصَدَّقُ عَنْهَا ؟ قَالَ : نَعَمْ ﴾ ”میری والدہ فوت ہوگئی ہے کیا میں اس کی طرف سے صدقہ کروں؟

---

(۱) [شرح السنة (۴٤۱/۳)] (۲) [فتاوی اللجنة الدائمة (۸۱/۱۰)]
(۳) [صحیح : السلسلة الصحیحة (۸۲٥)] (٤) [الصحیحة (٤٠٦/۲)]
(٥) [موسوعة المناهی الشرعیة (۷٦/۲)]
(٦) [بخاری (۱۳۸۸) کتاب الجنائز : باب موت الفجأة البغتة ' مسلم (۱۰۰٤) ابن ماجة (۲۷۱۷)]

Www.IslamicBooks.Website

آپ ﷺ نے فرمایا' ہاں۔'' (۱)

(عبدالرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ) علمائے اہل السنہ والجماعہ کے درمیان اس مسئلے میں کوئی اختلاف نہیں کہ ان دونوں (یعنی صدقہ اور دعا) کا نفع میت کو پہنچتا ہے۔(۲)

افضل صدقہ

احادیث میں مختلف قسم کے صدقات کو افضل کہا گیا ہے اُن میں سے چند ایک کا ذکر حسب ذیل ہے:

① جس کے بعد بھی انسان غنی رہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا﴿ " خَيْرُ الصَّدَقَةِ " مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى ﴾ ''بہترین صدقہ وہ ہے جس کے بعد بھی آدمی مالدار ہی رہے۔'' (۳)

② جو تندرستی اور مال کے لالچ کے زمانہ میں دیا جائے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! کس طرح کے صدقہ میں سب سے زیادہ ثواب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا﴿ أَنْ تَصَدَّقَ وَ أَنْتَ صَحِيحٌ شَحِيحٌ تَخْشَى الْفَقْرَ وَ تَأْمُلُ الْغِنَى ... ﴾ ''اس صدقہ میں جسے تم صحت کے ساتھ' بخل کے باوجود کرو، تمہیں ایک طرف تو فقیری کا ڈر ہو اور دوسری طرف مالدار بننے کی تمنا اور اُمید ہو اور (اس صدقہ میں) ڈھیل نہیں ہونی چاہیے کہ جب جان حلق تک آ جائے تو اس وقت تو کہنے لگے کہ فلاں کے لیے اتنا اور فلاں کے لیے اتنا حالانکہ وہ تو اب فلاں کا ہو چکا۔'' (٤)

③ جو اپنے اہل وعیال' جہادی سواری اور مجاہد ساتھیوں پر کیا جائے:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا﴿ أَفْضَلُ دِينَارٍ يُنْفِقُهُ الرَّجُلُ دِينَارٌ عَلَى عِيَالِهِ ... ﴾ ''زیادہ فضیلت والا دینار وہ ہے جسے کوئی شخص اپنے اہل وعیال پر خرچ کرے اور وہ دینار ہے جسے کوئی اپنے اُس جانور پر خرچ کرے جو اللہ کی راہ میں لڑائی کے لیے (باندھا ہوا ہے) اور وہ دینار ہے جسے کوئی اللہ کی راہ میں اپنے (مجاہد) ساتھیوں پر خرچ کرے۔'' (٥)

---

(۱) [حسن : صحیح نسائی (٣٤٢٥) كتاب الوصايا : باب فضل الصدقة عن الميت' نسائی (٣٦٩٤)]

(۲) [تحفة الأحوذى (٣٨٥/٣)]

(۳) [بخاری (١٤٢٦) كتاب الزكاة : باب لا صدقة إلا عن ظهر غنى ' ابو داود (١٦٧٦)]

(٤) [بخاری (١٤١٩) كتاب الزكاة : باب أى الصدقة أفضل و صدقة الشحيح الصحيح ' مسلم (١٠٣٢)]

(٥) [مسلم (٩٩٤) كتاب الزكاة : باب فضل الصدقة على العيال والمملوك ، ترمذی (١٩٦٦)]

Www.IslamicBooks.Website

④ راہِ جہاد میں خیمہ، خادم یا سواری دینا:

حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ أَفْضَلُ الصَّدَقَاتِ ظِلُّ فُسْطَاطٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ... ﴾ "افضل صدقہ یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں خیمے کا سایہ، خادم یا جفتی کے قابل اُونٹنی مہیا کی جائے۔"(۱)

⑤ پانی پلانا:

(1) حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ﴿ قُلْتُ : فَأَيُّ صَدَقَةٍ أَفْضَلُ ؟ قَالَ : سَقْيُ الْمَاءِ ﴾ "میں نے عرض کیا، کونسا صدقہ افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پانی پلانا۔"(۲)

⑥ کم مال والے کا صدقہ:

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! ﴿ أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ ؟ قَالَ : جُهْدُ الْمُقِلِّ ﴾ "کونسا صدقہ افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کم مال والے کا۔"(۳)

❑ افضل صدقہ کے متعلق چند ضعیف روایات:

(1) ﴿ أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ أَنْ يَتَعَلَّمَ الْمَرْءُ الْمُسْلِمُ عِلْمًا ثُمَّ يُعَلِّمَهُ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ ﴾ "افضل صدقہ یہ ہے کہ مسلمان آدمی علم سیکھے پھر اسے اپنے مسلمان بھائی کو سکھائے۔"(٤)

(2) ﴿ أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلَى "أَفْضَلِ الصَّدَقَةِ" ؟ ابْنَتُكَ مَرْدُودَةٌ إِلَيْكَ، لَيْسَ لَهَا كَاسِبٌ غَيْرُكَ ﴾ "کیا میں تمہیں افضل صدقہ کے متعلق نہ بتاؤں؟ (وہ یہ ہے کہ) تمہاری بہن تمہاری طرف (طلاق وغیرہ کی وجہ سے) لوٹا دی جائے اور اس کے لیے تمہارے علاوہ کوئی کمانے والا نہ ہو۔"(٥)

(3) ﴿ فَأَيُّ "الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ" ؟ قَالَ : الصَّدَقَةُ فِي رَمَضَانَ ﴾ "کونسا صدقہ افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان میں صدقہ کرنا۔"(٦)

کل آمدنی کا تیسرا حصہ صدقہ کرنے والے پر اللہ کا خصوصی فضل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ بَيْنَا رَجُلٌ بِفَلَاةٍ مِّنَ الْأَرْضِ فَسَمِعَ

(۱) [صحیح : صحیح ترمذی، ترمذی (۱٦٢٧) کتاب فضائل الجهاد : باب ما جاء فی فضل الخدمة فی سبیل الله]

(۲) [حسن : صحیح نسائی (۳٤٢٥) کتاب الوصایا : باب فضل الصدقة عن المیت، نسائی (۳٦٩٤)]

(۳) [صحیح : هداية الرواة (۲/۳۰۳) ارواء الغلیل (۸۳٤)، (۸۹۷) الصحیحة (٥٦٦) ابو داود (۱٦٧٧) کتاب الزکاة : باب فی الرخصة فی ذلك]

(٤) [ضعیف : ضعیف ابن ماجة (٤٧) مقدمة، ابن ماجة (۲٤۳) إرواء الغلیل (٦/۲۹) التعلیق الرغیب (۱/٥٧)]

(٥) [ضعیف : ضعیف ابن ماجة (۸۰۱) کتاب الأدب، ابن ماجة (۳٦٦٧) السلسلة الضعیفة (٤٨٢٢)]

(٦) [ضعیف : ضعیف ترمذی (۱۰٤) کتاب الزکاة، إرواء الغلیل (۸۸۹) ترمذی (٦٦۳)]

Www.IslamicBooks.Website

صَوْتًا فِیْ سَحَابَۃٍ ، اسْقِ حَدِیْقَۃَ فُلَانٍ ...فَإِنِّیْ أَنْظُرُ مَا یَخْرُجُ مِنْھَا ، فَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثِہِ وَ آکُلُ أَنَا وَ عِیَالِیْ ثُلُثًا وَ أَرُدُّ فِیْھَا ثُلُثَہُ ﴾ ''ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک آدمی چٹیل میدان میں تھا۔اس نے ایک بادل سے آواز سنی کہ فلاں شخص کے باغ کو پانی پلاؤ۔ چنانچہ بادل اس طرف چلا اور ایک سنگلاخ زمین میں بارش برسی تو سارا پانی ایک نالے میں اکٹھا ہو گیا۔ پھر وہ شخص نالے کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ (بالآخر) اس نے دیکھا کہ ایک آدمی باغیچے میں کھڑا ہے اور بیلچے کے ساتھ پانی اِدھر اُدھر تقسیم کر رہا ہے۔ اس نے کہا' اے اللہ کے بندے! تیرا کیا نام ہے؟ اس نے کہا' میرا نام فلاں ہے۔ یہ وہی نام تھا جسے اس نے بادل سے سنا تھا۔ اس نے اس سے دریافت کیا' اے اللہ کے بندے! تو مجھ سے یہ کیوں پوچھ رہا ہے؟ اس نے کہا' میں نے اس بادل سے آواز سنی تھی جس سے یہ پانی برسا ہے کہ فلاں نام کے آدمی کے باغیچے کو پانی سے سیراب کرو۔ (مجھے بتاؤ) تم اس میں کیا کرتے ہو؟ اس نے کہا' جب تم کہتے ہو تو میں بتا ہی دیتا ہوں کہ میں اس کی آمدن کا جائزہ لیتا ہوں' پھر ایک تہائی صدقہ کر دیتا ہوں' ایک تہائی سے میرے اور میرے اہل و عیال کے اخراجات ہوتے ہیں اور بقیہ ایک تہائی اسی باغ میں صرف کر دیتا ہوں۔'' (۱)

نفلی صدقہ کے زیادہ مستحق لوگ

نفلی طور پر صدقہ وخیرات کے زیادہ مستحق لوگ صدقہ کرنے والے کے اہل و عیال اور پھر وہ ہیں جو درجہ بدرجہ اس کے قریبی ہوں جیسا کہ مندرجہ ذیل صحیح احادیث کی روشنی میں یہی بات واضح ہوتی ہے:

(1) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کے لیے فرمایا ﴿ ابْدَأْ بِنَفْسِكَ فَتَصَدَّقْ عَلَیْھَا ، فَإِنْ فَضَلَ شَیْءٌ فَلِأَھْلِكَ ، فَإِنْ فَضَلَ عَنْ أَھْلِكَ شَیْءٌ فَلِذِیْ قَرَابَتِكَ ، فَإِنْ فَضَلَ عَنْ ذِیْ قَرَابَتِكَ شَیْءٌ فَھٰکَذَا وَ ھٰکَذَا ﴾ ''اپنے آپ سے ابتداء کرو اور اس پر خرچ کرو' اگر کچھ زائد ہو تو اپنے گھر والوں پر خرچ کرو' اگر کچھ گھر والوں کی ضرورت سے بھی زائد ہو تو اپنے قریبی رشتہ داروں پر خرچ کرو اور اگر قریبی رشتہ داروں کی ضرورت سے بھی کچھ زائد ہو تو پھر اس طرح اور اس طرح (یعنی اپنے دائیں بائیں اور سامنے کے لوگوں پر) خرچ کرو۔'' (۲)

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ دِیْنَارٌ أَنْفَقْتَہُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَ دِیْنَارٌ أَنْفَقْتَہُ فِیْ رَقَبَۃٍ وَ دِیْنَارٌ تَصَدَّقْتَ بِہِ عَلَی مِسْکِیْنٍ وَ دِیْنَارٌ أَنْفَقْتَہُ عَلَی أَھْلِكَ ؛ أَعْظَمُھَا أَجْرًا الَّذِیْ أَنْفَقْتَہُ عَلَی أَھْلِكَ ﴾ ''ایک دینار وہ ہے جسے تو نے اللہ کے راستے میں خرچ کیا اور ایک دینار وہ

---

(۱) [مسلم (۲۹۸٤) کتاب الزھد والرقائق : باب الصدقة علی المسکین ' ابن حبان (۳۳۵۵)]

(۲) [مسلم (۹۹۷) کتاب الزکاۃ : باب الابتداء فی النفقة بالنفس ثم أھله ثم القرابة ' ابو داود (۳۹۵۷) ترمذی (۱۲۱۹) نسائی (۳۰٤/۷) احمد (۳٦۹/۳) ابن حبان (۳۳۳۹) عبد الرزاق (۱٦٦٦۲)]

Www.IslamicBooks.Website

ہے جسے تو نے گردن آزاد کرنے میں خرچ کیا اور ایک دینار وہ ہے جسے تو نے کسی مسکین پر صدقہ کیا اور ایک دینار وہ ہے جسے تو نے اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا۔ ان سب میں سے زیادہ ثواب کا باعث وہ دینار ہے جسے تو نے اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا۔'' (۱)

(3) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿ اَمَرَ النَّبِیُّ ﷺ بِالصَّدَقَةِ فَقَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! عِنْدِیْ دِیْنَارٌ ' ... أَنْتَ أَبْصَرُ ﴾ ''نبی کریم ﷺ نے صدقہ وخیرات کا حکم دیا تو ایک آدمی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میرے پاس ایک دینار ہے (اسے میں کہاں خرچ کروں؟) آپ ﷺ نے فرمایا' اسے اپنے آپ پر خرچ کرلو۔ اس نے پھر عرض کیا کہ میرے پاس ایک اور دینار ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا' اسے اپنی بیوی پر خرچ کر لو۔ اس نے پھر عرض کیا کہ میرے پاس ایک اور دینار ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا' اسے اپنے خادم پر خرچ کرلو۔ اس نے پھر عرض کیا کہ میرے پاس ایک اور دینار بھی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا' اسے وہاں خرچ کرلو جہاں تم مناسب سمجھو۔'' (۲)

(4) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ کَفٰی بِالْمَرْءِ إِثْمًا أَنْ یَّحْبِسَ عَمَّنْ یَمْلِكُ قُوْتَهُ ﴾ ''آدمی کو گناہ کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اس کی خوراک روک دے جس (کی خوراک) کا وہ ذمہ دار ہے۔'' (۳)

(5) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿ وَ ابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ ﴾ ''(صدقہ کی ابتداء اپنے اہل وعیال سے کرو۔'' (٤)

(6) حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ﴿ أَنَّهَا أَعْتَقَتْ وَلِیْدَةً فِیْ زَمَانِ ... لَوْ أَعْطَیْتِهَا أَخْوَالَكِ كَانَ أَعْظَمُ لِأَجْرِكِ ﴾ ''انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک لونڈی آزاد کی اور پھر رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا' اگر تو اسے اپنے ماموؤں کو بطور عطیہ دیتی تو تجھے (آزاد کرنے سے) زیادہ ثواب ملتا۔'' (٥)

(7) حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''مسکین پر صدقہ کرنا صرف صدقہ

---

(۱) [مسلم (۹۹۵) کتاب الزکاة : باب فضل النفقة علی العیال والمملوك ' احمد (۱۰۱۲۵)]

(۲) [حسن : صحیح ابو داود (۱٤۸۳) کتاب الزکاة : باب فی صلة الرحم ' ابو داود (۱٦۹۱) و فی مسلم (۹۹۵) کتاب الزکاة : باب فضل النفقة علی العیال والمملوك ' معناه]

(۳) [مسلم (۹۹٦) کتاب الزکاة : باب فضل النفقة علی العیال والمملوك ' ابن حبان (٤۲٤۱)]

(٤) [صحیح : هدایة الرواة (۳/۲ ، ۳) ارواء الغلیل (۸۳٤) ' (۸۹۷) الصحیحة (٥٦٦) ابو داود (۱٦۷۷)]

(٥) [بخاری (۲٥۹۲) کتاب الهبة وفضلها والتحریض علیها : باب هبة المرأة لغیر زوجها ' مسلم (۹۹۹)]

Www.IslamicBooks.Website

ہے اور رشتہ دار پر صدقہ کرنے میں دو چیزیں شامل ہیں یعنی صدقہ اور صلہ رحمی۔"(۱)

(8) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! ﴿ إِنَّ لِي جَارَيْنِ فَإِلَى أَيِّهِمَا أُهْدِي ؟ قَالَ : إِلَى أَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا ﴾ "میرے دو پڑوسی ہیں، میں ان دونوں میں سے کسے ہدیہ دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ان میں سے جس کا دروازہ تیرے زیادہ قریب ہے۔"(۲)

ہر نیکی کا کام صدقہ ہے

(1) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ كُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ ﴾ "ہر نیکی کا کام صدقہ ہے۔"(۳)

(2) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ، فَقَالُوا : يَا رَسُولَ اللهِ ! فَمَنْ لَمْ يَجِدْ ؟ قَالَ : يَعْمَلُ بِيَدِهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ، وَ يَتَصَدَّقُ ... ﴾ "ہر مسلمان پر صدقہ کرنا ضروری ہے۔ لوگوں نے پوچھا، اے اللہ کے نبی! اگر کسی کے پاس کچھ نہ ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اپنے ہاتھ سے کچھ کما کر خود کو بھی نفع پہنچائے اور صدقہ بھی کرے۔ لوگوں نے کہا کہ اگر اس کی طاقت نہ ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پھر کسی حاجت مند، مصیبت زدہ کی مدد کر دے۔ لوگوں نے کہا اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پھر اچھی بات پر عمل کرے اور بری باتوں سے باز رہے۔ یہی اس کا صدقہ ہے۔"(۴)

(3) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ، سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ إِنَّ بِكُلِّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةً، وَ كُلِّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةً ... كَانَ لَهُ أَجْرٌ ﴾ "سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے، اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے، الحمد للہ کہنا صدقہ ہے، لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے، اچھی بات کا حکم دینا صدقہ ہے، برے کام سے روکنا صدقہ ہے اور تمہارے ایک کی شرمگاہ میں بھی صدقہ ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا ہم میں سے ایک شخص جب اپنی شہوت پوری کرتا ہے تو کیا اس میں بھی اس کو ثواب ملتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مجھے بتاؤ کہ اگر وہ اپنی خواہش حرام طریقے سے پوری کرتا تو کیا اس وجہ سے اس پر گناہ نہ ہوتا؟ اسی طرح جب وہ حلال طریقے سے اپنی خواہش پوری کرے گا تو اس کو ثواب ملے گا۔"(۵)

(4) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ خُلِقَ كُلُّ إِنْسَانٍ مِنْ بَنِي آدَمَ

---

(۱) [صحيح : صحيح ابن ماجة (۱٤٩٤) ترمذی (٦٥٨)]

(۲) [بخاری (۲۰۹۵) کتاب الهبة وفضلها والتحريض عليها : باب بمن يبدأ بالهدية]

(۳) [بخاری (٦٠٢١) کتاب الأدب : باب كل معروف صدقة، مسلم (١٠٠٥) ابو داود (٤٩٤٧)]

(٤) [بخاری (١٤٤٥) کتاب الزكاة : باب على كل مسلم صدقة، مسلم (١٠٠٨) احمد (١٩٥٤٨)]

(٥) [مسلم (١٠٠٦) کتاب الزكاة : باب بيان أن اسم الصدقة يقع على كل نوع من المعروف]

Www.IslamicBooks.Website

عَلَى سِتِّيْنَ وَ ثَلَاثِمِائَةِ مَفْصَلٍ ' فَمَنْ كَبَّرَ اللّٰهَ ... قَدْ زَحْزَحَ نَفْسَهُ عَنِ النَّارِ ﴾ ''اولادِ آدم میں سے ہر شخص کو تین سو ساٹھ (360) جوڑوں پر پیدا کیا گیا ہے۔ پس جس نے اللہ اکبر کہا' الحمد للہ کہا' لا الہ الا اللہ کہا' سبحان اللہ کہا' اللہ سے استغفار کیا' لوگوں کے راستے سے کوئی پتھر یا کانٹا یا ہڈی کو ہٹایا' نیکی کا حکم دیا' برائی سے منع کیا' (اس نے یہ تمام کام) تین سو ساٹھ کے عدد کے برابر کیے تو یقیناً وہ اس روز زمین پر اس حال میں چلے گا کہ اس نے خود کو (جہنم کی) آگ سے دور کر لیا۔'' (۱)

(5) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ كُلُّ سُلَامَى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ عَلَيْهِ الشَّمْسُ ... عَنِ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ ﴾ ''ہر شخص کے تمام جوڑوں پر ہر روز صدقہ ضروری ہے۔ دو آدمیوں کے درمیان انصاف کرنا صدقہ ہے' کسی آدمی کو اس کی سواری پر (بٹھانے میں) مدد کرنا یا سواری پر اس کا سامان رکھنا صدقہ ہے' اچھی بات کہنا صدقہ ہے' ہر وہ قدم جو نماز کی طرف اٹھایا جائے صدقہ ہے اور راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا صدقہ ہے۔'' (۲)

جس مسلمان کی فصل یا باغ سے کوئی جاندار کچھ کھا جائے تو وہ صدقہ ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا أَوْ يَزْرَعُ زَرْعًا فَيَأْكُلُ مِنْهُ طَيْرٌ أَوْ إِنْسَانٌ أَوْ بَهِيْمَةٌ إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ ﴾ ''جو مسلمان درخت لگائے یا کھیتی کاشت کرے اور پھر اس سے کوئی پرندہ یا انسان یا چار پایہ کچھ کھا جائے تو وہ اس کے لیے صدقہ لکھا جاتا ہے۔'' (۳)

کسی چیز کا جوڑا اللہ کی راہ میں صدقہ کرنے کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ مِنْ شَيْءٍ مِّنَ الْأَشْيَاءِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ دُعِيَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَ لِلْجَنَّةِ ثَمَانِيَةُ أَبْوَابٍ ﴾ ''جس شخص نے کسی چیز کا جوڑا (یعنی دو کپڑے' دو گھوڑے وغیرہ) اللہ کی راہ میں خرچ کیا تو اسے (جنت میں داخلے کے لیے) جنت کے تمام دروازوں سے بلایا جائے گا اور جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔'' (٤)

صدقہ جاریہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ

---

(۱) [مسلم (۱۰۰۷) كتاب الزكاة : باب بيان أن اسم الصدقة يقع على كل نوع من المعروف]

(۲) [بخاری (۲۹۸۹) كتاب الجهاد والسير : باب من أخذ بالركاب ونحوه ' مسلم (۱۰۰۹) بیهقی (۱۸۷/٤)]

(۳) [بخاری (۶۰۱۲) كتاب الأدب : باب رحمة الناس والبهائم ' مسلم (۱553) ترمذی (۱۳۸۲)]

(٤) [بخاری (۳۶۶۶) كتاب المناقب : باب قول النبي لو كنت متخذا خليلا ' مسلم (۱۰۲۷) ترمذی (۳۶۷٤)]

Www.IslamicBooks.Website

عمَلُهُ إِلَّا مِن ثَلاثَةٍ : إِلا مِن صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ ﴾ ''جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو تین اعمال کے سوا اس کے تمام اعمال منقطع ہو جاتے ہیں: (1) صدقہ جاریہ (2) ایسا علم جس سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہوں (3) نیک وصالح اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی رہے۔''(۱)

حیوانوں پر صدقہ کی فضیلت

(1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ ، فَنَزَلَ بِئْرًا ... فِي كُلِّ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ ﴾ ''ایک شخص جا رہا تھا کہ اسے سخت پیاس لگ گئی۔ اس نے ایک کنوئیں میں اُتر کر پانی پیا۔ پھر باہر آیا تو دیکھا کہ ایک کتا ہانپ رہا ہے اور پیاس کی وجہ سے کیچڑ چاٹ رہا ہے۔ اس نے (دل میں) کہا کہ یہ بھی اس وقت ایسی ہی پیاس میں مبتلا ہے جیسے ابھی مجھے لگی ہوئی تھی۔ (چنانچہ وہ کنوئیں میں اُترا اور) اپنے چمڑے کے موزے کو بھر کر اپنے منہ سے پکڑے ہوئے اُوپر آیا اور کتے کو پلا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کو قبول کیا اور اس کی مغفرت فرما دی۔ صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! کیا ہمارے لیے چوپایوں میں بھی اجر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' ہر جاندار میں اجر ہے۔''(۲)

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک دوسری روایت میں ہے کہ ﴿ غُفِرَ لامْرَأَةٍ مُومِسَةٍ مَرَّتْ بِكَلْبٍ عَلَى رَأْسِ رَكِيٍّ يَلْهَثُ ... فَغُفِرَ لَهُ بِذَالِكَ ﴾ ''ایک زانیہ عورت کو بخش دیا گیا جو ایک کتے کے پاس سے گزری اور وہ ایسے کنوئیں کے قریب تھا جس کی منڈیر نہیں تھی۔ وہ (شدتِ پیاس کے باعث) زبان باہر نکالے ہوئے تھا اور قریب تھا کہ پیاس اسے مار ڈالے۔ اس عورت نے اپنا موزہ اُتارا' اسے اپنے دوپٹے کے ساتھ باندھا اور پھر کتے کے لیے (کنوئیں سے) پانی نکالا تو اسے اس عمل کی وجہ سے بخش دیا گیا۔''(۳)

رمضان میں صدقہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ﴿ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أَجْوَدُ النَّاسِ بِالْخَيْرِ ... كَانَ أَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ ﴾ ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سخاوت اور خیر کے معاملے میں سب سے زیادہ سخی تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت اس وقت اور زیادہ بڑھ جاتی تھی جب جبرئیل علیہ السلام آپ سے رمضان میں ملاقات کرتے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے رمضان کی ہر رات میں ملتے حتی کہ رمضان گزر جاتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبرئیل علیہ السلام سے قرآن کا دور کرتے تھے۔ جب حضرت جبرئیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے لگتے تو

---

(۱) [مسلم (۱٦٣١) كتاب الوصية : باب ما يلحق الإنسان من الثواب بعد الميت' أبو داود (۲۸۸۰)]

(۲) [بخاری (۲۳٦۳) كتاب المساقاة : باب فضل سقى الماء' مسلم (۲۲٤٤) ابو داود (۲۵۵۰)]

(۳) [بخاری (۳۳۲۱) كتاب بدء الخلق : باب إذا وقع الذباب فى شراب أحدكم فليغمسه' مسلم (۲۲٤۵)]

Www.IslamicBooks.Website

آپ چلتی ہوا سے بھی زیادہ بھلائی پہنچانے میں سخی ہو جایا کرتے تھے۔‘‘(۱)

عشرہ ذوالحجہ میں صدقہ کی فضیلت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا﴿ مَا مِنْ أَيَّامٍ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيهَا أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ، مِنْ هٰذِهِ الْأَيَّامِ ، يَعْنِي : أَيَّامَ الْعَشْرِ ، قَالُوا : يَا رَسُولَ اللّٰهِ ! وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ؟ قَالَ : وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ؛ إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْجِعْ بِشَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ ﴾ ’’حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان دنوں (یعنی عشرہ ذوالحجہ کے دنوں) کے نیک عمل سے زیادہ کسی دن کے عمل میں فضیلت نہیں۔ لوگوں نے پوچھا اور جہاد میں بھی نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں جہاد میں بھی نہیں سوائے اس شخص کے جو اپنی جان و مال خطرہ میں ڈال کر نکلا اور ان میں سے کچھ بھی واپس نہ لایا۔ (سب کچھ اللہ کی راہ میں قربان کر دیا)۔‘‘(۲)

کیا انسان اپنا سارا مال صدقہ کر سکتا ہے؟

اس مسئلے کی بنیاد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی یہ روایت ہے:﴿ أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نَتَصَدَّقَ وَ وَافَقَ ذٰلِكَ عِنْدِي مَالًا ، فَقُلْتُ : الْيَوْمَ أَسْبِقُ أَبَا بَكْرٍ إِنْ سَبَقْتُهُ يَوْمًا ، قَالَ : فَجِئْتُ بِنِصْفِ مَالِي ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ : مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ ؟ فَقُلْتُ : مِثْلَهُ ، وَ أَتَى أَبُو بَكْرٍ بِكُلِّ مَا عِنْدَهُ فَقَالَ : يَا أَبَا بَكْرٍ ! مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ ؟ فَقَالَ : أَبْقَيْتُ لَهُمُ اللّٰهَ وَ رَسُولَهُ ، قُلْتُ : لَا أَسْبِقُهُ إِلَى شَيْءٍ أَبَدًا ﴾ ’’ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ اسی دوران میرے پاس کچھ مال آ گیا۔ میں نے خیال کیا کہ اگر کسی روز میں ابو بکر رضی اللہ عنہ سے سبقت لے سکوں تو آج کے دن میں ان سے سبقت لے جاؤں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنا آدھا مال لے کر آ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھ سے) دریافت کیا' تم نے اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا ہے؟ تو میں نے کہا اس کی مثل (یعنی آدھا چھوڑ آیا ہوں)۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنا سارا مال لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ اے ابو بکر! اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑ آئے ہو؟ تو انہوں نے کہا' میں ان کے لیے (صرف) اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ کر آیا ہوں۔ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ) میں نے خیال کیا کہ میں کبھی بھی ابو بکر رضی اللہ عنہ سے سبقت نہیں لے جا سکتا۔‘‘(۳)

(البانی رحمہ اللہ) شیخ حسین بن عودہ رقمطراز ہیں کہ میں نے اپنے شیخ ’’البانی‘‘ سے اس مسئلے کے متعلق دریافت

---

(۱) [بخاری (۱۹۰۲) کتاب الصوم : باب أجود ما كان النبی ﷺ یکون فی رمضان ' مسلم (۲۳۰۸)]

(۲) [بخاری (۹۶۹) کتاب العیدین : باب فضل العمل فی أیام التشریق ' أبو داود (۲٤۳۸) ترمذی (۷۵۷)]

(۳) [حسن : هداية الرواة (۳۹۵/۵) ترمذی (۳٦۷۵) کتاب المناقب : باب فی مناقب أبی بكر ' ابو داود (۱٦۷۸)]

Www.IslamicBooks.Website

کیا تو انہوں نے فرمایا' جو شخص قوتِ ایمان میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مانند ہو اور اس کے گھر والے بھی قوتِ ایمان میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر والوں کی مانند ہوں تو اس کے لیے سارے مال کا صدقہ کرنا جائز ہے۔ تو کیا ایسا کبھی ممکن ہے؟ (یقیناً نہیں) لہٰذا یہ صرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہی خاص تھا۔(۱)

اس موقف کی تائید مندرجہ ذیل احادیث سے بھی ہوتی ہے:

(1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بہترین صدقہ وہ ہے جس کے بعد بھی آدمی مالدار ہی رہے۔"(۲)

(2) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کی غرض سے تشریف لائے' اس وقت میں مکہ میں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سرزمین پر موت کو پسند نہیں فرماتے تھے جہاں سے کوئی ہجرت کر چکا ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اللہ ابن عفراء (یعنی سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ) پر رحم کرے۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں اپنے سارے مال کی وصیت کر دوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' نہیں۔ میں نے پوچھا پھر آدھے مال کی کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' نہیں۔ میں نے پوچھا پھر تہائی مال کی کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تہائی مال کی وصیت کر سکتے ہو اور یہ بھی بہت زیادہ ہے ﴿إِنَّكَ أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ فِيْ أَيْدِيْهِمْ﴾ "اگر تم اپنے ورثاء کو اپنے پیچھے مالدار چھوڑو تو یہ اس سے بہتر ہے کہ انہیں محتاج چھوڑو کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں" اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جب تم اپنی کوئی چیز (اللہ کی راہ میں) خرچ کرو گے تو وہ خیرات ہے' یہاں تک کہ وہ لقمہ بھی جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالو گے (وہ بھی صدقہ ہے) اور ممکن ہے کہ اللہ تمہیں شفا دے اور اس کے بعد تم سے بہت سے لوگوں کو فائدہ ہو اور دوسرے بہت سے لوگ (اعداء اللہ) نقصان اٹھائیں۔ اس وقت حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی صرف ایک بیٹی تھی۔"(۳)

(3) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے توبہ کے قصے میں ہے کہ ﴿قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ مِنْ تَوْبَتِيْ أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِيْ صَدَقَةً إِلَى اللّٰهِ وَ إِلَى الرَّسُوْلِ ﷺ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ، قُلْتُ فَإِنِّيْ أُمْسِكُ سَهْمِيَ الَّذِيْ بِخَيْبَرَ﴾ "(حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ) میں نے کہا' اے اللہ کے رسول! میں اپنی توبہ کی خوشی میں اپنا مال اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں صدقہ کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' لیکن کچھ مال اپنے پاس بھی رکھ لو' یہ زیادہ بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا پھر میں خیبر کا

---

(۱) [کما فی الموسوعة الفقهية الميسرة (۱۸٤/۳)] (۲) [بخاری (۱٤۲٦)]

(۳) [بخاری (۲۷٤۲) کتاب الوصايا : باب أن يترك ورثته أغنياء خير من أن يتكففوا الناس ' مسلم (۱٦۲۸) ابو داود (۲۸٦٤) ترمذی (۲۱۱٦) ابن ماجة (۲۷۰۸) ابن حبان (٤۲٤۹) بیهقی (۲٦۸/٦)]

Www.IslamicBooks.Website

حصہ اپنے پاس رکھ لوں گا۔‘‘ (۱)

(سید سابق رحمہ اللہ) صحت منداور کمانے کے قابل آدمی کے لیے اپنا سارا مال صدقہ کرنا جائز ہے...... علماء نے سارا مال صدقہ کرنے کے جواز کے لیے یہ شرط لگائی ہے کہ صدقہ کرنے والا صحت مند، کمائی کے قابل، صبر کرنے والا ہو اور مقروض نہ ہو۔ نیز اس کے زیر کفالت کوئی ایسا فرد بھی نہ ہو جس کا نفقہ اس پر واجب ہو۔ پس جب یہ شروط پوری نہیں ہوں گی تو اس وقت سارا مال صدقہ کرنا مکروہ ہوگا۔ (۲)

صدقہ کرنے والے کا شکر ادا کرنا چاہیے

(1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ لَا يَشْكُرُ اللّٰهَ مَنْ لَا يَشْكُرُ النَّاسَ ﴾ ’’جو لوگوں کا شکر نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر نہیں کرتا۔‘‘ (۳)

(2) حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ إِنَّ أَشْكَرَ النَّاسِ لِلّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَشْكَرُهُمْ لِلنَّاسِ ﴾ ’’یقیناً لوگوں میں سب سے زیادہ اللہ کا شکر کرنے والا وہ ہے جو ان میں لوگوں کا سب سے زیادہ شکر کرتا ہے۔‘‘ (٤)

(3) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ مَنِ اسْتَعَاذَكُمْ بِاللّٰهِ فَأَعِيذُوهُ وَمَنْ سَأَلَكُمْ بِاللّٰهِ فَأَعْطُوهُ وَمَنْ دَعَاكُمْ فَأَجِيبُوهُ، وَمَنْ أَتَى إِلَيْكُمْ مَعْرُوفًا فَكَافِئُوهُ، فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فَادْعُوا اللّٰهَ لَهُ حَتَّى تَعْلَمُوا أَنْ قَدْ كَافَأْتُمُوهُ ﴾ ’’جو شخص تم سے اللہ کے نام کے ساتھ پناہ مانگے اسے پناہ دو اور جو شخص تم سے اللہ کے نام کے ساتھ سوال کرے اسے عطا کرو اور جو تمہیں دعوت دے اسے قبول کرو اور جو تم سے نیکی کرے اسے پورا بدلہ دو اور اگر (تم اپنے پاس بدلہ دینے کے لیے) کچھ نہ پاؤ تو اس کے لیے اتنی دعا کرو کہ تمہیں یقین ہو جائے کہ تم نے بدلہ دے دیا ہے۔‘‘ (٥)

(4) حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ مَنْ صُنِعَ إِلَيْهِ مَعْرُوفٌ فَقَالَ لِفَاعِلِهِ جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا فَقَدْ أَبْلَغَ فِي الثَّنَاءِ ﴾ ’’جس شخص سے کوئی نیکی کی جائے اور وہ نیکی کرنے والے سے کہے ’’اللہ تمہیں جزائے خیر دے‘‘ تو اس نے تعریف کا حق ادا کر دیا۔‘‘ (٦)

---

(۱) [بخاری (٤٤١٨) کتاب المغازی : باب حدیث کعب بن مالك ' مسلم (٢٧٦٩)]

(۲) [فقه السنة (٣٨٣/١)]

(۳) [**صحيح** : صحيح ابو داود (٤٠٢٦) كتاب الأدب : باب شكر المعروف ' ابو داود (٤٨١١)]

(٤) [**صحيح** : صحيح الترغيب (٩٧١) كتاب الصدقات : باب الترغيب فى شكر المعروف ' احمد (٢١٢/٥)]

(٥) [**صحيح** : صحيح ابو داود (٤٢٦١) كتاب الأدب ' الصحيحة (٢٥٤) إرواء الغليل (١٦١٧) ابو داود (٥١٠٩)]

(٦) [**صحيح** : صحيح ترمذی ' ترمذی (٢٠٣٥) كتاب البر و الصلة : باب ما جاء فى الثناء بالمعروف]

Www.IslamicBooks.Website

صدقہ کی ترغیب میں بیان کی جانے والی چند ضعیف روایات

(1) ﴿ بَادِرُوْا بِالصَّدَقَةِ فَإِنَّ الْبَلَاءَ لَا يَتَخَطَّاهَا ﴾ ''صدقہ کرنے میں جلدی کرو کیونکہ صدقہ آزمائش کو روک دیتا ہے۔'' (۱)

(2) ﴿ السَّخِيُّ قَرِيْبٌ مِّنَ اللهِ ، قَرِيْبٌ مِّنَ الْجَنَّةِ ، قَرِيْبٌ مِّنَ النَّاسِ ، بَعِيْدٌ مِّنَ النَّارِ ، وَ الْبَخِيْلُ بَعِيْدٌ مِّنَ اللهِ ، بَعِيْدٌ مِّنَ الْجَنَّةِ ، بَعِيْدٌ مِّنَ النَّاسِ ، قَرِيْبٌ مِّنَ النَّارِ ، وَلَجَاهِلٌ سَخِيٌّ أَحَبُّ إِلَى اللهِ مِنْ عَابِدٍ بَخِيْلٍ ﴾ ''سخی اللہ کی رحمت کے قریب' جنت کے قریب' لوگوں کے قریب اور جہنم کی آگ سے دور ہوتا ہے جبکہ بخیل اللہ سے دور' جنت سے دور' لوگوں سے دور اور جہنم کے قریب ہوتا ہے اور جاہل سخی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بخیل عبادت گزار سے زیادہ محبوب ہے۔'' (۲)

(3) ﴿ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ خَبٌّ وَلَا بَخِيْلٌ وَ لَا مَنَّانٌ ﴾ ''دھوکے باز' بخیل اور احسان جتلانے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔'' (۳)

(4) ﴿ إِنَّ الصَّدَقَةَ تَدْفَعُ مِيْتَةَ السُّوْءِ ﴾ ''صدقہ بری حالت والی موت سے بچالیتا ہے۔'' (٤)

---

(۱) [ضعیف جدا : هداية الرواة (۲۸۷/۲) طبرانی أوسط (۹۲/۱) اس کی سند میں عیسیٰ بن عبداللہ العلوی راوی ہے۔ امام دار قطنیؒ نے اسے متروک الحدیث قرار دیا ہے۔]

(۲) [ضعیف جدا : السلسلة الضعيفة (۱۵۳) ترمذی (۱۹۶۱) كتاب البر والصلة : باب ما جاء فی السخاء]

(۳) [ضعیف : ضعیف ترمذی (۳۳٦) كتاب البر والصلة : باب ما جاء فی البخيل ' ترمذی (۱۹٦۳)]

(٤) [ضعیف : هداية الرواة (۲۹۳/۲) ضعیف ترمذی (۱۰۵) كتاب الزكاة : باب ما جاء فی فضل الصدقة ' إرواء الغليل (۸۸۵) ترمذی (٦٦٤)]

Www.IslamicBooks.Website

باب تجنب المسألة سوال کرنے سے بچنے کا بیان

حتی الوسع سوال سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے

(1) حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلَى ﴾ "اُوپر والا ہاتھ (دینے والا) نیچے والے ہاتھ (لینے والے) سے بہتر ہے۔" (۱)

(2) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ مَنْ يَكْفُلُ لِي أَنْ لَا يَسْأَلَ النَّاسَ شَيْئًا ، فَأَتَكَفَّلُ لَهُ بِالْجَنَّةِ ؟ فَقَالَ ثَوْبَانُ : أَنَا ، فَكَانَ لَا يَسْأَلُ أَحَدًا شَيْئًا ﴾ "جو شخص مجھے اس بات کی ضمانت دے کہ وہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہیں کرے گا، تو میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں؟ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں (اس بات کی ضمانت دیتا ہوں)۔ چنانچہ پھر حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کسی سے کچھ سوال نہیں کرتے تھے۔" (۲)

(3) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ﴿ دَعَانِي رَسُولُ اللهِ ﷺ وَهُوَ يَشْتَرِطُ عَلَيَّ : "أَنْ لَا تَسْأَلَ النَّاسَ شَيْئًا" قُلْتُ : نَعَمْ ، قَالَ : وَلَا سَوْطَكَ إِنْ سَقَطَ مِنْكَ حَتَّى تَنْزِلَ إِلَيْهِ فَتَأْخُذَهُ ﴾ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اور مجھ پر (دورانِ بیعت) شرط لگائی کہ تم لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہیں کرو گے۔ میں نے عرض کیا، ضرور۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر تیرا کوڑا گر جائے تو پھر بھی اتر کر اُسے خود اُٹھانا، کسی اور کو اس کے اٹھانے کا سوال نہ کرنا۔" (۳)

❑ جس روایت میں ہے کہ ﴿ وَإِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ ، فَسَلِ الصَّالِحِينَ ﴾ "اگر تجھے ضرور سوال کرنا ہے تو نیک لوگوں سے سوال کر۔" وہ ضعیف ہے۔ (٤)

جو سوال سے بچنے کی کوشش کرتا ہے اللہ اسے بچا لیتا ہے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار کے کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (مال کا) سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دے دیا۔ پھر انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عطا کر دیا حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جتنا بھی مال تھا وہ ختم ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میرے پاس جتنا بھی مال ہو میں کبھی بھی

---

(۱) [مسلم (١٠٣٦) كتاب الزكاة : باب بيان أن اليد العليا ، ترمذى (٢٣٤٣) احمد (٢٢٣٢٨)]

(۲) [صحيح : هداية الرواة (٢٧٦/٢) ابو داود (١٦٤٣) كتاب الزكاة : باب كراهية المسألة]

(۳) [صحيح : هداية الرواة (٢٧٦/٢) ، (١٧٩٨) احمد (١٨١/٥)]

(٤) [ضعيف : هداية الرواة (٢٧٥/٢) ، (١٧٩٣) ابو داود (١٦٤٦) كتاب الزكاة : باب فى الاستعفاف]

Www.IslamicBooks.Website

اسے تم سے نہیں روکوں گا ﴿ وَ مَنْ يَسْتَعِفَّ يُعِفَّهُ اللّٰهُ ، وَ مَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ ، وَ مَنْ يَتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ وَ مَا أُعْطِيَ أَحَدٌ عَطَاءً خَيْرًا وَ أَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ ﴾ "لیکن جو شخص خود کو سوال کرنے سے بچائے اللہ اس کو بچائے گا اور جو شخص استغناء اختیار کرے اللہ اسے غنی کر دے گا اور جو شخص صبر کی کوشش کرے گا اللہ اسے صبر عطا کر دے گا اور کوئی شخص صبر سے بہتر اور فراخی والا کوئی دوسرا عطیہ نہیں دیا گیا۔" (۱)

اللہ کے دیئے رزق پر راضی رہنا چاہیے

(1) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ لَيْسَ الْغِنَى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ وَ لٰكِنَّ الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ ﴾ "مال ومتاع کی فراوانی کا نام غنا نہیں بلکہ غنا تو نفس کا غنا ہے۔" (۲)

(نووی رحمہ اللہ) حدیث کا مطلب یہ ہے کہ قابل تعریف غنا یہ ہے کہ نفس غنی و بے پرواہ ہو سیر ہو اور اس کی حرص کم ہو اور یہ غنا نہیں ہے کہ مال ومتاع کی کثرت ہو اور مزید حاصل کرنے کی حرص بھی ہو کیونکہ جو زیادتی کا طالب ہے وہ اُس کے ساتھ مستغنی نہیں جو اس کے پاس ہے لہٰذا اس کے پاس غنا نہیں۔ (۳)

(2) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ أَسْلَمَ ، وَ رُزِقَ كَفَافًا وَ قَنَّعَهُ اللّٰهُ بِمَا آتَاهُ ﴾ "بے شک وہ کامیاب ہو گیا جو اسلام لایا اسے بقدر ضرورت رزق دیا گیا اور جو کچھ بھی اللہ نے اسے عطا کیا اس نے اسی پر قناعت اختیار کر لی۔" (۴)

(3) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا ، وَ فِيْ رِوَايَةٍ : كَفَافًا ﴾ "اے اللہ! آل محمد کو بقدر ضرورت رزق عطا فرما اور ایک روایت میں ہے کہ جس سے بھوک مٹ جائے۔" (۵)

(4) حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا کر دیا۔ میں نے پھر مانگا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر عطا کر دیا۔ میں نے پھر مانگا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر عطا فرما دیا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ إِنَّ هٰذَا الْمَالَ حُلْوَةٌ ، فَمَنْ أَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُوْرِكَ لَهُ فِيْهِ ، وَ كَانَ

---

(۱) [بخاری (۱٤٦۹) کتاب الزکاۃ : باب الاستعفاف عن المسألۃ ' مسلم (۱۰۵۳) ابو داود (۱٦٤٤) ترمذی (۲۰۲٤) نسائی فی الکبری (۲/۲۳٦۹) دارمی (۱٦٤٦) عبد الرزاق (۲۰۰۱٤)]

(۲) [بخاری (٦٤٤٦) کتاب الرقاق : باب الغنی غنی النفس ' مسلم (۱۰۵۱) ترمذی (۲۳۷۳) ابن ماجۃ (٤۱۳۷) حمیدی (۱۰٦۳) ابن حبان (۳۲۲۵) احمد (۱۱۸٦۵) عبد الرزاق (۲۰۰۲۸)]

(۳) [شرح مسلم للنووی (٤/۳۷٤)]

(٤) [مسلم (۱۰۵٤) کتاب الزکاۃ : باب فی الکفاف والقناعۃ ' ترمذی (۲۳٤۸) ابن ماجۃ (٤۱۳۸)]

(۵) [مسلم (۱۰۵۵) کتاب الزکاۃ : باب فی الکفاف والقناعۃ ' ترمذی (۲۳٦۱) ابن ماجۃ (٤۱۳۹)]

Www.IslamicBooks.Website

كَالَّذِيْ يَأْكُلُ وَ لَا يَشْبَعُ، اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى ﴾ ''اے حکیم! یہ دولت بڑی سرسبز اور بہت ہی شیریں ہے لیکن جو شخص اسے اپنے دل کو سخی رکھ کر لے تو اس کی دولت میں برکت ہوتی ہے اور جو لالچ کے ساتھ لیتا ہے تو اس کی دولت میں کچھ بھی برکت نہیں ہو گی۔ اس کا حال اس شخص جیسا ہو گا جو کھاتا ہے لیکن سیر نہیں ہوتا۔ (یاد رکھنا کہ) اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔'' حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے عرض کیا' اس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ مبعوث کیا ہے! اب اس کے بعد میں کسی سے کوئی چیز نہیں لوں گا حتی کہ میں اس دنیا سے ہی جدا ہو جاؤں۔ چنانچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حکیم کو ان کا معمول دینے کو بلاتے تو وہ لینے سے انکار کر دیتے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی انہیں ان کا حصہ دینا چاہا تو انہوں نے اسے لینے سے انکار کر دیا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مسلمانو! میں تمہیں حکیم بن حزام کے معاملے میں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کا حق انہیں دینا چاہا لیکن انہوں نے لینے سے انکار کر دیا۔ غرض حکیم رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسی طرح کسی سے بھی کوئی چیز لینے سے ہمیشہ انکار ہی کرتے رہے حتی کہ وفات پا گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مالِ فے سے ان کا حصہ انہیں دینا چاہتے تھے مگر انہوں نے وہ بھی نہیں لیا۔'' (۱)

(5) حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ﴿ طُوْبٰى لِمَنْ هُدِيَ لِلْإِسْلَامِ وَ كَانَ عَيْشُهُ كَفَافًا وَ قَنِعَ ﴾ ''اُس شخص کے لیے خوش خبری ہے جسے اسلام کی ہدایت دی گئی۔ اس کی معاش بقدرِ ضرورت تھی اور اس نے (اسی پر) قناعت اختیار کر لی۔'' (۲)

بہترین کھانا وہ ہے جو اپنے ہاتھ سے کما کر کھایا جائے

(1) حضرت مقدام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ وَإِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ ﴾ ''کسی انسان نے اس شخص سے بہتر روزی نہیں کھائی جو خود اپنے ہاتھوں سے کما کر کھاتا ہے۔ اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام بھی اپنے ہاتھ سے کام کر کے روزی کھاتے تھے۔'' (۳)

(2) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ أَنَّ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ لَا

---

(۱) [بخاری (۱٤٧٢) كتاب الزكاة : باب الاستعفاف عن المسألة' مسلم (۱۰۳۵) ترمذی (۲٤٦٣) نسائی (۲۵۳۰) دارمی (۱٦۵۰) عبد الرزاق (۲۰۰٤۱) ابن حبان (۳۲۲۰) طبرانی کبیر (۳۰۷۸)]

(۲) [صحیح : صحیح الترغیب (۸۳۰) کتاب الصدقات : باب الترهيب من المسألة' ترمذی (۲۳۵۰) كتاب الزهد : باب ما جاء في الكفاف والصبر عليه' مستدرك حاكم (۳۵/۱) امام ترمذیؒ نے اس روایت کو حسن صحیح کہا ہے اور امام حاکمؒ نے اسے مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے۔]

(۳) [بخاری (۲۰۷۲) كتاب البيوع : باب كسب الرجل وعمله بيده]

Www.IslamicBooks.Website

يَأْكُلُ إِلَّا مِنْ عَمَلِ يَدِهِ ﴾ ”داود علیہ السلام صرف اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھایا کرتے تھے۔“ (۱)

(3) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ لَأَنْ يَحْتَطِبَ أَحَدُكُمْ حُزْمَةً عَلَى ظَهْرِهِ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ أَحَدًا فَيُعْطِيَهُ أَوْ يَمْنَعَهُ ﴾ ”وہ شخص جو لکڑی کا گٹھا اپنی پیٹھ پر لاد کر لائے اس سے بہتر ہے جو کسی کے سامنے ہاتھ پھیلائے چاہے وہ اسے کچھ دے یا نہ دے۔“ (۲)

(4) حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ لَأَنْ يَأْخُذَ أَحَدُكُمْ أَحْبُلَهُ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَسْأَلَ النَّاسَ ﴾ ”اگر کوئی اپنی رسیوں کو سنبھالے اور ان میں لکڑی باندھ کر لائے تو وہ اس سے بہتر ہے جو لوگوں سے مانگتا پھرتا ہے۔“ (۳)

(5) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ﴿ كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ ﷺ عُمَّالَ أَنْفُسِهِمْ، وَكَانَ يَكُونُ لَهُمْ أَرْوَاحٌ، فَقِيلَ لَهُمْ: لَوِ اغْتَسَلْتُمْ ﴾ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اپنے کام اپنے ہی ہاتھوں سے کیا کرتے تھے اور (زیادہ محنت و مشقت کی وجہ سے) ان کے جسم سے (پسینے کی) بو آ جاتی تھی۔ اس لیے ان سے کہا گیا کہ اگر تم غسل کر لیا کرو تو بہتر ہوگا۔“ (٤)

بھیک مانگنا پیشہ بنا لینا اور بغیر ضرورت دستِ سوال دراز کرنے کی مذمت

(1) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ مَا زَالَ الرَّجُلُ يَسْأَلُ النَّاسَ حَتَّى يَأْتِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَيْسَ فِي وَجْهِهِ مُزْعَةُ لَحْمٍ ﴾ ”آدمی لوگوں سے ہمیشہ سوال کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ قیامت والے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت کا ایک ٹکڑا بھی نہ ہوگا۔“ (٥)

(2) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ مَنْ سَأَلَ وَهُوَ غَنِيٌّ عَنِ الْمَسْأَلَةِ يُحْشَرُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهِيَ خُمُوشٌ فِي وَجْهِهِ ﴾ ”جس نے سوال کیا اور وہ سوال سے غنی تھا تو اسے قیامت کے روز اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ اس کے چہرے میں خراشیں ہوں گی۔“ (٦)

(3) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ مَنْ سَأَلَ وَلَهُ مَا يُغْنِيهِ ...

---

(۱) [بخاری (۲۰۷۳) کتاب البیوع : باب کسب الرجل وعمله بيده]

(۲) [بخاری (۲۰۷٤) کتاب البیوع : باب کسب الرجل وعمله بيده، مسلم (۱۰٤۲) ترمذی (٦٨٠) نسائی (۲۵۸۳) احمد (۷٤۹۳) بیهقی (۱۹۵/٤) حمیدی (۱۰۵٦) ابن حبان (۳۳۸۷)]

(۳) [بخاری (۲۰۷۵) کتاب البیوع : باب کسب الرجل وعمله بيده]

(٤) [بخاری (۲۰۷۱) کتاب البیوع : باب کسب الرجل وعمله بيده]

(٥) [بخاری (۱٤٨٤) کتاب الزکاة : باب من سأل الناس تكثرا، مسلم (۱۰٤۰) نسائی (۲۵۸٤)]

(٦) [صحیح لغیرہ : صحيح الترغيب (۸۰۰) كتاب الصدقات، رواه الطبرانی فی الأوسط بإسناد لا بأس به]

Www.IslamicBooks.Website

مِنَ الذَّهَبِ ﴾ ”جس شخص نے سوال کیا اور اس کے پاس اتنا مال ہو جو اسے کفایت کرتا ہے تو قیامت کے دن وہ سوال اس کے چہرے پر چھلا ہوا نشان بن کر آئے گا۔ سوال کیا گیا اے اللہ کے رسول ﷺ! آدمی کو کتنا مال کفایت کرتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پچاس درہم یا اتنی قیمت کا سونا۔“ (۱)

(4) حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا﴿ إِنَّمَا الْمَسَائِلُ كُدُوحٌ يَكْدَحُ بِهَا الرَّجُلُ وَجْهَهُ ... ﴾ ”بے شک سوال خراشیں ہیں جس کے ذریعے انسان اپنے چہرے کو زخمی کرتا ہے۔ پس جو چاہے اسے اپنے چہرے پر باقی رکھے اور جو چاہے اسے چھوڑ دے' اِلا کہ انسان حاکم سے سوال کرے یا کسی ایسے معاملے میں سوال کرے جس میں سوال کرنے کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو۔“ (۲)

(5) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا﴿ لَوْ يَعْلَمُ صَاحِبُ الْمَسْأَلَةِ مَا لَهُ فِيهَا لَمْ يَسْأَلْ ﴾ ”اگر سوال کرنے والے کو علم ہو جائے کہ اس میں اس کے لیے کیا (ذلت ورسوائی اور گناہ) ہے تو وہ کبھی سوال نہ کرے۔“ (۳)

(شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ) بغیر ضرورت کے سوال کرنا حرام ہے خواہ سوال کرنے والا مرد ہو یا عورت۔ (٤)

سوال فقر وفاقے کا دروازہ کھول دیتا ہے

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' تین کام ایسے ہیں' اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! بے شک میں ان پر قسم اُٹھاتا ہوں۔ (وہ یہ ہیں): صدقہ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا لہٰذا تم صدقہ کرو' جو کوئی بندہ ظلم وزیادتی معاف کر دیتا ہے تو اس کے بدلے اللہ تعالیٰ اسے ضرور قیامت کے روز عزت عطا فرمائیں گے﴿ وَلَا يَفْتَحُ عَبْدٌ بَابَ مَسْأَلَةٍ إِلَّا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ ﴾ ”اور جو کوئی بندہ سوال کا دروازہ کھولتا ہے تو ضرور اللہ تعالیٰ اُس پر فقر وفاقے کا دروازہ کھول دیتے ہیں۔“ (٥)

غنی کرنے والا صرف اللہ ہے لوگ نہیں

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا﴿ مَنْ أَصَابَتْهُ فَاقَةٌ فَأَنْزَلَهَا بِالنَّاسِ '

---

(۱) [صحیح : الصحیحة (٤٩٩) ابن ماجه (١٥٠٢) کتاب الزکاة : باب من سأل عن ظهر غنی ' نسائی (٢٥٩١) ابو داود (١٦٢٦) ترمذی (٦٥٠ ' ٦٥١)]

(۲) [صحیح : صحیح الترغیب (٧٩٢) کتاب الصدقات : باب الترهیب من المسألة ' ابو داود (١٦٣٩)]

(۳) [حسن لغیره : صحیح الترغیب (٧٩٧) کتاب الصدقات : باب الترهیب من المسألة ' رواه الطبرانی فی الکبیر]

(٤) [فتاوی منار الإسلام (٣١٣/١)]

(٥) [صحیح لغیره : صحیح الترغیب (٨١٤) کتاب الصدقات : باب الترهیب من المسألة ' احمد (١٩٣/١)]

Www.IslamicBooks.Website

﴿ لَمْ تُسَدَّ فَاقَتُهُ وَ مَنْ أَنْزَلَهَا بِاللّٰهِ ، أَوْشَكَ اللّٰهُ لَهُ بِالْغِنَى ، إِمَّا بِمَوْتٍ عَاجِلٍ أَوْ غِنًى آجِلٍ ﴾ ''جو شخص فقر وفاقہ سے دوچار ہوا' اس نے اپنے فقر وفاقہ کو لوگوں کے سامنے پیش کیا تو اس کا فقر وفاقہ دور نہیں ہوگا اور جس نے اپنے فقر کو اللہ کے سامنے پیش کیا تو اللہ اسے جلد غنی کر دے گا یا تو جلد موت دے کر یا کچھ تاخیر سے غنی کر کے۔''(۱)

اگر بغیر سوال کیے کچھ مل جائے تو لے لینا چاہیے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا تھا ﴿ فَمَا جَاءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَ أَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَ لَا سَائِلٍ فَخُذْهُ وَ إِلَّا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ ﴾ ''یہ مال جب تمہیں اس طرح ملے کہ تم اس کے نہ خواہش مند ہو اور نہ اسے مانگا ہو تو اسے لے لیا کرو اور اگر اس طرح نہ ملے تو اس کے پیچھے نہ پڑا کرو۔''(۲)

اللہ کا نام لے کر مانگنے والے کو کچھ دے دینا چاہیے

(1) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ مَنْ سَأَلَكُمْ بِاللّٰهِ فَأَعْطُوْهُ ﴾ ''جو شخص تم سے اللہ کے نام کے ساتھ سوال کرے اسے عطا کرو۔''(۳)

(2) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ﴿ أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِشَرِّ النَّاسِ مَنْزِلًا ؟ قِيلَ : نَعَمْ ، قَالَ : الَّذِيْ يُسْأَلُ بِاللّٰهِ وَلَا يُعْطِيْ بِهِ ﴾ ''کیا میں تمہیں بدترین مرتبے والے شخص کے متعلق خبر نہ دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ ضرور۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' وہ شخص جس سے اللہ کے نام کے ساتھ سوال کیا جاتا ہے اور وہ اس پر بھی نہیں دیتا۔''(٤)

☐ جس روایت میں مذکور ہے کہ ﴿ لَا يُسْأَلُ بِوَجْهِ اللّٰهِ إِلَّا الْجَنَّةَ ﴾ ''اللہ کی ذات کے واسطے سے صرف جنت کا ہی سوال کیا جائے۔'' وہ ضعیف ہونے کی وجہ سے ناقابل اعتبار ہے۔(٥)

---

(١) [حسن : الصحيحة (٢٧٨٧) ابو داود (١٦٤٥) كتاب الزكاة : باب فى الاستعفاف ' ترمذى (٢٣٢٦)]

(٢) [بخارى (٧١٦٣) كتاب الأحكام : باب رزق الحكام والعاملين ' مسلم (١٠٤٥) أبو داود (١٦٤٧)]

(٣) [صحيح : صحيح ابو داود (٤٢٦١) الصحيحة (٢٥٤) إرواء الغليل (١٦١٧) ابو داود (٥١٠٩)]

(٤) [صحيح : هداية الرواة (٢٨٥/٢) احمد (٣١٩/١)]

(٥) [ضعيف : هداية الرواة (٣٠٥/٢) ' (١٨٨٦) ابو داود (١٦٧١) كتاب الزكاة : باب كراهية المسألة بوجه الله تعالى ' اس روایت کی سند میں سلیمان بن قرم بن معاذ راوی ضعیف ہے۔[ميزان الاعتدال (٢١٩/٢)]

Www.IslamicBooks.Website

تمام شعبہ ہائے زندگی کے متعلق
قرآن وسنت کی تعلیمات

منہاج المسلم
اسلامی طرز زندگی

تالیف
فضیلۃ الشیخ ابوبکر جابر الجزائری حفظہ اللہ
ترجمہ
شیخ الحدیث مولانا محمد رفیق الاثری

صفحات: 800

یہ اعمال اپنائیں
اور
حج کا ثواب پائیں

غلام مصطفی فاروق

صفحات: 178

علامہ ابن تیمیہؒ کی معروف کتاب
شرح العقيدة الواسطية کا اردو ترجمہ

شرح العقيدة الواسطية کا اردو ترجمہ
صحیح اسلامی عقائد

تالیف
شیخ الاسلام احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ
شارح
شارح شیخ محمد خلیل ہراس
مترجم
جاوید احمد عمری
مراجعہ
ساجد اسید ندوی

صفحات: 208

قرض کے
فضائل و مسائل

قرض اور اس کے متعلق جملہ مباحث پر
دس ابواب میں تفصیلی، تحقیقی اور علمی بحث
اردو زبان میں اپنی نوعیت کی منفرد اور بے
مثال کتاب۔

تالیف
پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی۔ پاکستان

صفحات: 208

اسلام دین رحمت اور ایک کامل ضابطۂ حیات ہے۔ اس میں جہاں عقائد وعبادات کے بارے میں واضح تعلیمات ملتی ہیں وہاں انسانوں کے انفرادی اور اجتماعی معاملات کے بارے میں بھی شرعی حدود وقیود کو پیش کیا گیا ہے۔ یہی باعث ہے کہ ایک اسلامی ریاست کے حکمرانوں کے لیے نماز اور زکوٰۃ کے نظام کو ترتیب دینے کے علاوہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فرائض اربعہ پر توجہ دلائی گئی ہے۔ ان ریاستی فرائض میں زکوٰۃ وصدقات اپنی فرضیت وحکمت اور آداب ومسائل کے حوالے سے خصوصی اہمیت کے حامل ہیں۔ اسلام کی معاشی حکمت عملی کی مستحکم اساس نظام زکوٰۃ کے ساتھ وابستہ ہے۔ اسی باعث خلافت صدیقی میں منکرین ومانعین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کرنے کا رویہ ملتا ہے۔

کتاب وسنت میں زکوٰۃ وصدقات کی اہمیت وفضیلت اور اس کے احکام ومسائل بہت واضح اور دوٹوک انداز میں بیان کیے گیے ہیں۔ ہمارے عہد کے ایک نوجوان محقق اور عالم دین **حافظ عمران ایوب لاہوری** نے دور حاضر کے تقاضوں کے حوالے سے ان احکامات کا ایک جامع عملی نقشہ ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔

زیر نظر کتاب اس اعتبار سے بہت مفید ہے کہ اس میں دور حاضر کے ممتاز سلفی علماء کرام کے افادات سے کماحقہ استفادہ کیا گیا ہے۔ بالخصوص محدث دوراں "**علامہ محمد ناصر الدین البانی**" کی تحقیق وتخریج سے مسائل زکوٰۃ کا استناد فراہم کیا گیا ہے۔ یوں یہ علمی کاوش ہمارے قدیم شیوخِ علم اور جدید علمائے کرام کی علمی اور تحقیقی آراء کا امتزاج بن کر سامنے آئی ہے۔

پیش نظر "کتاب الزکوٰۃ" اسی تحقیقی معیاری اور احساسِ جمال کی آئینہ دار ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اہل علم اور عامۃ المسلمین اس موضوع پر اس کتاب کے مطالعے سے ان شاءاللہ مستفید ہوں گے۔

پروفیسر عبدالجبار شاکر (رحمہ اللہ)

ڈائریکٹر بیت الحکمت، لاہور

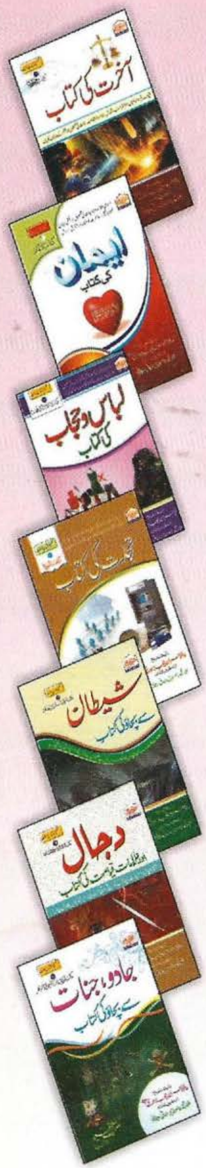

MAKTABA AL-FAHEEM
Raihan Market, 1st Floor, Dhobia Imli Road
Sadar Chowk, Maunath Bhanjan - (U.P.) 275101
Ph.: (O) 0547-2222013, Mob. 9236761926, 9889123129, 9336010224
Email :faheembooks@gmail.com
WWW.faheembooks.com

₹ 115/-

Www.IslamicBooks.Website